

عراق سیریز

کالیکا

مصطفیٰ کلیم ایم کے



ایڈیٹل بلیک لائبریری
کلی پبلشرز پرائیویٹ لمیٹڈ
پرویزا لائبریری سسٹم اسلام آباد

لاہور چاہ میراں سے محمد امجد صاحب لکھتے ہیں: آپ کے ناول مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔ بلیک زیرو میرا پسندیدہ کردار ہے لیکن آپ اسے صرف دانش منزل میں ہی بٹھائے رکھتے ہیں۔ اسے حرکت میں لائیں وہ یقیناً سیکرٹ سروس کے دوسرے کرداروں کی ٹکمر کا کردار ثابت ہوگا۔

محمد امجد صاحب! ناول پسند کرنے کا شکریہ۔ سیکرٹ سروس کے ممبران جو کچھ فیلڈ میں کرتے ہیں انہیں کنٹرول کرنے والا تو ظاہر ہے ان سے برتر ہی ہوگا جب کہ آپ اسے برابر سمجھ رہے ہیں اور پھر بلیک زیرو نے دانش منزل کی مکمل دانش پر بھی اکیلے ہی قبضہ کر رکھا ہے اور دانشور آپ جانتے ہیں کہ عملی آدمی نہیں ہوتے۔

جلتی سے محمد حسن بابر، محمد شاہد اور محترمہ جمبیس قمر صاحبہ نے لکھا ہے: آپ کے ناول بے حد پسند آتے ہیں۔ آپ کا ناول ناواشگو "تو اس قدر پسند آیا ہے کہ بچانے کتنی بار اسے پڑھ چکے ہیں لیکن اس میں ایک جگہ سچوٹن سمجھ نہیں آتی جب عمران کے سامنے بیہوش پڑی جو لیا کے حلق میں ناواشگو زہر کے قطرے ڈال رہا تھا آپ نے لکھا ہے کہ عمران بے بس و مجبور کھڑا تھا حالانکہ اس سچوٹن میں عمران کھڑا نہ تھا بلکہ زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔ امید ہے آپ وضاحت فرمادیں گے۔

محمد حسن بابر، محمد شاہد اور محترمہ جمبیس قمر صاحبہ! ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ نے جو الجھن لکھی ہے اس سے میں یہی سمجھا ہوں کہ آپ کا مقصد یہ ہے کہ یہاں یہ الفاظ لکھے جانے چاہئیں تھے کہ عمران زنجیروں سے جکڑا کھڑا تھا جبکہ ناول میں لکھا ہوا ہے کہ عمران بے بس و مجبور کھڑا تھا اگر یہی بات ہے تو بے بس و مجبور کے الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ وہ آزاد نہ تھا ورنہ ظاہر ہے عمران جیسا شخص ایسی سچوٹن میں آزاد رہ کہ کیسے بے بس اور مجبور ہو سکتا تھا۔ امید ہے اب وضاحت ہو گئی ہوگی۔

والسلام

منظہر کلیم ایم۔ اے

کال بیل کی تیز آواز سنتے ہی عمران کی آنکھ کھل گئی۔ اس کی آنکھوں میں نیند کا گہرا رخسار موجود تھا۔ اس لئے اس نے حیرت بھرے انداز میں سائیڈ ٹیبل پر پڑی ہوئی ٹائم پیس کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ ٹائم پیس کے مطابق رات کے ساڑھے بارہ بجے تھے۔ سردی کا موسم اپنے پورے عروج پر تھا۔ اور خاص طور پر پاکستانیہ کا دارالحکومت تو آج کل شدید سردی کی لپیٹ میں تھا۔ گو کمرے میں گیس ہیٹر جل رہا تھا لیکن اس کے باوجود کمرے کا ماحول خاصا سرد تھا۔ سلیمان بھی کئی روز سے چھٹی پر گیا ہوا تھا۔ اسی لئے عمران آج کل فلیٹ میں اکیلا تھا۔ اس شدید سردی میں رات کے ساڑھے بارہ بجے کال بیل کا بجنا واقعی اسے حیران کر دینے کے لئے کافی تھا۔ ادھر کال بیل مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔

”کون ہو سکتا ہے اس وقت“ — عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رضائی ایک طرف کمر کے وہ نیچے اترا۔ ایک طرف رکھا ہوا کمر سلینگ گاؤن پہننے کے بعد وہ آگے بڑھا۔ کمرے کا دروازہ کھولتے ہی اُسے مزید سردی کا احساس ہوا۔ لیکن اُسی لمحے اُسے خیال آگیا کہ اگر فلیٹ کے اندر اس قدر سردی ہے تو باہر کتنی سردی ہوگی اور جو کوئی بھی سردی دروازے پر کھڑا کال بیل بجارہا ہے۔ اس کا کیا حال ہوگا۔ اس لئے وہ تیزی سے آگے بڑھتا گیا۔

”کون ہے“ — عمران نے دروازے کی کنڈی کھولنے سے پہلے احتیاطاً پوچھ لینا مناسب سمجھا۔
 ”شکر ہے۔ آپ کی نیند تو ختم ہوئی۔ حد ہے۔ اس قدر گہری نیند کہ ایک گھنٹے سے کال بیل بجارہا ہوں لیکن کوئی جواب ہی نہیں ملتا۔“ — دوسری طرف سے نیند بھری جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ کوئی مقامی آدمی ہے۔ اور شاید سردی کی وجہ سے سخت جھلایا ہوا بھی ہے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر کنڈی کھولی۔ اور پھر دروازہ کھول دیا۔ سامنے ایک ادھیڑ عمر آدمی کھڑا تھا۔ سر پر ادنیٰ ٹوپی اور جسم پر اور کوٹ ہونے کے باوجود وہ سردی کی شدت سے کانپ رہا تھا۔ ناک اور چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ البتہ آنکھوں میں سے شدید جھلاہٹ امنٹتی ہوئی صاف نمایاں تھی۔ لیکن بہر حال وہ عمران کے لئے قطعی اجنبی تھا۔

”جی فرمیتے۔ رات کے ساڑھے بارہ بجے آپ کو کیا تکلیف ہوئی ہے“ — عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔
 ”آپ کا مطلب ہے کہ رات کو ساڑھے بارہ بجے کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہو سکتی اور پھر کیا یہ شریفوں کا شیوہ ہے کہ اس قدر سردی میں آنے والے کو دروازے پر ہی کھڑا رکھا جائے“
 آنے والے نے پہلے سے زیادہ جھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

”آپ کو کس نے کہہ دیا ہے کہ میں شریف آدمی ہوں“ — عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”یعنی واقعی آپ شریف نہیں ہیں“ — آنے والے نے حیرت سے اس طرح آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ عمران کے سر پر سینگوں کو تلاش کر رہا ہو۔

”جی نہیں۔ میرا نام علی عمران ہے شریف نہیں ہے۔“
 عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”اچھا اچھا۔ بہت خوب۔ اچھا طریقہ ہے تعارف کا۔ اوہ اب مجھے خیال آیا کہ آپ تعارف نہ ہونے کی وجہ سے مجھے اندے آنے کی دعوت نہیں دے رہے۔ تو جناب میں اپنا تعارف کرا دیتا ہوں۔ میرا نام سعادت مند خان ہے۔ اور آپ کو میرا ہم سایہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔“ — آنے والے نے کہا۔
 اور عمران اس کے اس فقرے پر کہ آپ کو میرا ہم سایہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ دل ہی دل میں بے حد محظوظ ہوا۔

”ادہ۔ آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ آپ سعادت مند خان ہیں۔ آئیے تشریف لے آئیے۔“ — عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔“ — سعادت مند خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اطمینان سے آگے بڑھ آیا عمران نے دروازہ بند کیا اور اُسے لے کر ڈرائنگ روم میں آگیا۔ اس نے ڈرائنگ روم کی بتی جلائی۔ اور ساتھ ہی گیس ہیٹر بھی جلا دیا۔ کیونکہ کمرہ واقعی بے حد سرد ہو رہا تھا۔

”خوب صورت ڈرائنگ روم ہے۔ اس کا مطلب ہے آپ کافی امیر آدمی ہیں۔ اس دور میں امیر ہونا بھی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ویسے آپ فکر نہ کریں۔ میں آپ سے کوئی قرضہ مانگنے نہیں آیا۔ میرا اپنا شمار بھی امل میں ہوتا ہے۔ خانہ آبی رئیس ہوں۔ وہ کیا کہتے ہیں پوتھوؤں کا رئیس پوتھوئے وغیرہ تو بنجانے کب کے پھٹ کر ختم ہو گئے ہونگے البتہ رئیس ضرور باقی رہ گئی ہے۔ کیا آپ یہاں اکیلے رہتے ہیں۔“ — سعادت مند خان کی زبان تو عمران سے بھی زیادہ تیز چل رہی تھی۔

”اپنے بادوچی کے ساتھ رہتا ہوں۔ لیکن آج کل وہ چھٹی پر گیا ہوا ہے۔ ویسے اگر آپ واقعی مزید کچھ عرصہ رئیس رہنا چاہتے ہیں تو جلدی سے اپنی آمد کا مقصد بتا دیجیے۔ کیونکہ رات کو ساڑھے بارہ بجے اگر مجھے جگایا جائے تو جگانے والا جلدی مفلس ہو جاتا ہے۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے

کہا۔ اس کے ذہن پر اس وقت نیند کا بخار چھایا ہوا تھا۔ اس لئے اُسے حقیقت میں خاصی کوفت سی محسوس ہو رہی تھی۔

”ادہ۔ کوئی جادو ٹوٹنے کا چکر ہے۔ یہ جادو ٹوٹنا بھی عجیب سی چیز ہوتی ہے۔ اللہ بخشے دادا مرحوم بیدار بخت خان صاحب رئیس اعظم فرمایا کرتے تھے اور واقعی کیا خوب فرمایا کرتے تھے۔ اور بہر حال وہ رئیس اعظم تھے۔ اس لئے ظاہر ہے ان کا فرمانا بھی بجا ہوتا تھا کہ جادو ٹوٹنے کا توڑ دریا کا پانی ہوتا ہے۔ آپ بھی دریا سے ایک آدھ بالٹی بھر کر لے آئیں اور فلیٹ میں رکھ لیں۔ بس جادو ٹوٹنے کا چکر ختم ہو جائے گا۔ کہیے کیسی ترکیب ہے۔“ — سعادت مند خان اپنی ہی دھن میں بولے چلے جا رہے تھے۔

”لیکن اللہ بخشے میرے دادا مرحوم سر جہان داد خان کا فرمان اس بارے میں کچھ اور ہے۔ ان کا فرمان ہے کہ اگر رات کو ساڑھے بارہ بجے کوئی آدمی گھر میں آئے تو اس کی گردن کا خون لے کر مکان میں ضرور چھڑکا جائے۔ اس لئے آپ تشریف رکھیں میں بادوچی خانے سے چھری اور پیالہ لے آؤں تاکہ اپنے دادا مرحوم کے فرمان پر عمل کر سکوں۔“ — عمران نے کہا اور صوفے سے اٹھنے لگا۔

”ارے ارے بیٹھے بیٹھے کیوں خواہ مخواہ تکلیف کرتے ہیں۔ آپ مجھ سے بات کیجیے۔ دونوں مرحوم دادا حضرات آپس میں منٹ لیں گے۔“ — سعادت مند خان نے جلدی سے کہا اور عمران

"اچھا تو پھر یہ بتا دیجئے کہ کیا ایک بچہ کیلئے ہے۔ میری گھڑی کم بخت بند ہو گئی ہے۔" — سعادت مند خان نے بڑے بھولے سے لہجے میں کہا۔

"اگر بچہ بھی گیا تو کیا ہو گا۔ ایک کے بعد دو بھی سجیں گے پھر تین اور پھر چار بجنے دیجئے۔ ویسے ایک بات ہے کہ یہ کیسا بچنا ہے۔ کہ بچنے کی آواز تک سنائی نہیں دیتی۔" — عمران اب پوری طرح موڈ میں آ گیا تھا۔

"ارے نہیں صاحب۔ یہ غضب نہ کیجئے گا۔ مجھے ڈاکٹر نے کہا ہے کہ ہر چھ گھنٹے بعد میں نے لازماً دوا کھانی ہے۔ اور دوا کی پہلی خوراک میں نے سات بجے کھائی تھی۔ اس لئے دوسری خوراک رات کو ایک بجے کھانی ہے۔ اور گھڑی کم بخت بارہ بجے بند ہو گئی۔ اس لئے مجبوراً مجھے آپ کی کال بلی بجانی پڑی۔ اگر میں نے ایک بجے دوا نہ کھائی تو بقول ڈاکٹر میری زندگی کا ساز جو ویسے ہی بے آواز ہے، سبنا بند ہو جائے گا۔"

سعادت مند خان نے کہا۔ اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب اُسے سعادت مند خان کی آمد کا اصل مقصد معلوم ہو گیا تھا۔ کہ چونکہ اسی کی گھڑی بند ہو گئی تھی اس لئے وہ عمران کے فلیٹ میں آ گیا تاکہ ایک بجے دوا کی خوراک کھا سکے۔ اور مقصد کا علم ہوتے ہی عمران کا ہاتھ بے اختیار اس کے سر پہ پہنچ گیا۔ سعادت مند خان اس کے لئے واقعی ایک مشکل کمزور ثابت ہو رہا تھا۔

اس کی خوب صورت بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔
"چلیے ایسے ہی سہی۔ ویسے یہ تو بتا دیجئے کہ آپ کا نام سنا مند خان ہے یا سعادت مند خان۔ کیونکہ سعادت مند تو چلائے مقامی محاورے میں گدھے کو کہتے ہیں کیونکہ سعادت مندی میں وہ اپنی مثال آپ ہوتا ہے۔" — عمران بھی اب موڈ پر آتا جا رہا تھا۔

"آپ پھر میرے دادا مرحوم اللہ بخشے بیدار بخت خان ریس اعظم کی بات دوہرا رہے ہیں۔ کیونکہ بند تو دریاؤں پر باندہ جلتے ہیں۔ البتہ اس دور میں واقعی سعادت تو مندے میں ہی جا رہی ہے۔" — سعادت مند خان نے جواب دیا اور عمران بے اختیار اُسے گھور کر دیکھنے لگا۔ سعادت مند خان نے بے حد ذہانت آمیز بات کی تھی۔ اب عمران کی آنکھوں میں اس کے لئے تحسین کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔
"اوہ۔ آپ واقعی سعادت مند خان ہیں۔ میں آپ کے لئے چائے بنا لاتا ہوں۔ آخر مجھے آپ کا ہم سایہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں صاحب۔ چائے تو سارا دن پیتے ہی رہتے ہو ہاں کافی مل جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔" — سعادت مند خان نے کہا۔

"ادہ کافی تو نہیں مل سکتی۔ کیونکہ میرا باورچی کافی دنوں سے چھٹی پر ہے۔" — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا ایک بار پھر گھنٹی کی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔
 "میرے خیال میں مجھے اس ڈاکٹر کے خلاف ہر جانے کا دعویٰ کر دینا چاہیے۔ جو میرے تمام ہمسایوں کو رات کے ایک بجے دوا کھانے کی ہدایت کر رہا ہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سعادت مند خان نے اس کی بات پر کوئی تبصرہ نہ کیا تھا بلکہ وہ اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ گھنٹی مسلسل بجے چلی جا رہی تھی۔ عمران نے اس بار پوچھے بغیر ہی کنڈی کھول دی۔ مگر دروازہ کھلتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔ دروازے پر ایک خوب صورت نوجوان لڑکی گرم ادور کوٹ سر پر زنا نہ اوئی ٹوپی اور ہاتھوں پر دستاں چڑھائے کھڑی تھی۔ لڑکی لگ تو مقامی رہی تھی لیکن اس کے خدخال میں غیر ملکی پن بھی جھلک رہا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہنسی سمارٹ اور خوب صورت دکھائی دے رہی تھی۔
 "معاف کیجئے۔" لڑکی نے بڑے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"معاف کیا۔ حالانکہ اس خوف ناک سردی میں کسی کو معاف کر دینا واقعی بڑے ظرف کی بات ہے۔ بہر حال پھر بھی آپ جیسی دلکش اور خوب صورت شخصیت اگر معافی مانگ رہی ہے تو مجبوراً دینی ہی پڑے گی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ واقعی باحوصلہ شخص ہیں کہ اس خوف ناک سردی میں ڈسٹرٹ ہونے کے باوجود مسکرا رہے ہیں۔ بہر حال میرے ڈیڑھ نے آپ کو جس طرح ڈسٹرٹ کیا ہے۔ میں اس پر بے حد شرمندہ ہوں۔" لڑکی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ کے ڈیڑھ۔" ادھر تو جناب سعادت مند خان آپ کے ڈیڑھ ہیں۔" آئیے آپ بھی تشریف لائیے۔ شاید ڈاکٹر نے آپ دونوں کو ایک ہی وقت دوا کھانے کی ہدایت کی ہو۔" عمران نے حیرت بھرے انداز میں آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ اور ایک طرف ہٹ گیا۔

"شکریہ۔ میرا نام فوزیہ سعادت مند خان ہے۔" لڑکی نے اندر داخل ہوتے ہوئے مسکرا کر کہا۔
 "اچھا نام ہے۔ فوزیہ کے معنی کامیابی کے ہوتے ہیں ناں۔ اور جہاں کامیابی اور سعادت دونوں مل جائیں وہاں بے حیاہ علی عمران سوائے دروازہ کھولنے اور خوش آمدید کہنے کے اور کیا کر سکتا ہے۔" عمران نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ اور فوزیہ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"کامیابی اور سعادت کے لئے دروازہ کھولنا بھی خوش بختی کا باعث ہوتا ہے عمران صاحب۔" فوزیہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خاص طور پر یہ رات کے ایک بجے بجا فرمایا آپ نے۔" عمران نے کہا۔ اور پھر وہ اسے لے کر ڈرائنگ روم میں آ گیا۔

”اے سعادتمند خان نے کہا۔ اور اٹھ کر اس طرح دروازے کی طرف بڑھ گیا جیسے سارا مسئلہ عمران کا پسیدہ اکرم دہ ہو۔“
”اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک بچے آپ کو دوا کھلانے خود حاضر ہو جاؤں آپ کے فلیٹ پر۔“ عمران نے کہا۔

”جی نہیں شکریہ۔ میں اپنے فلیٹ میں کسی کی آمد پسند نہیں کرتا۔ لوگ خواہ مخواہ ڈسٹرب کرتے ہیں۔“ سعادتمند خان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اور پھر فوزیہ کے پیچھے چلتا ہوا بیرونی دروازے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور پھر اس نے ڈرائنگ روم کا گیس ہیٹر اور بتی بند کی اور اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔

”اب مجھے یہ فلیٹ چھوڑنا ہی پڑے گا۔ ایسے بااخلاق مہسایوں کی مہسائیگی بڑی مہنگی پڑے گی۔“ عمران نے گون اتارتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ بستر میں گھس گیا۔ لیکن ظاہر ہے اتنی جلدی نیند تو نہ آسکتی تھی۔ اس لئے اس کا ذہن سعادتمند خان اور فوزیہ کے بارے میں ہی سوچنے لگا۔ اب تک تو وہ یہی خیال کرتا رہا تھا کہ سعادتمند خان ذہنی طور پر کچھ کھسکا ہوا آدمی ہے۔ لیکن اب بستر پر لیٹ کر جب اس نے ان کی آمد اور پھر اس طرح جانے کا منطقی انداز میں تجزیہ شروع کیا۔ تو بہت سی ایسی باتیں اس کے ذہن میں ابھرنے لگیں جو کسی حد تک مشکوک ہو سکتی تھیں۔ اور پھر ان مشکوک باتوں کا مزید تجزیہ کرتے کرتے نیند نے اُسے دوبارہ آیا اور اس کا ذہن

جہاں سعادتمند خان اس طرح اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا جیسے وہ خود اس فلیٹ کا مالک ہو۔

”ڈیڈی۔ ڈاکٹر نے آپ کو دن کے ایک بچے دوا کھانے کے لئے کہا تھا آپ نے رات سمجھ لیا۔“ فوزیہ نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی انتہائی سنجیدہ لہجے میں سعادتمند خان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کوئی بات نہیں۔ دوا ہی کھانی ہے دن کو ایک بچے کھا لوں گا۔ کیوں عمران صاحب۔“ سعادتمند خان نے تصدیق طلب لہجے میں عمران سے پوچھتے ہوئے کہا۔
”لیکن دن کے ایک بچے تو دوا لینے کا وقت ہوتا ہے۔ کھانی تو رات کے ایک بچے جاتی ہے۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔ پھر تو واقعی مسئلہ ہے۔ کیوں فوزیہ۔“ سعادتمند خان نے اس بار اپنی بیٹی سے بات کرتے ہوئے کہا۔
”آپ چلیں میرے ساتھ۔ میں کھلا دوں گی آپ کو دوا۔ اچھا عمران صاحب۔ آپ واقعی بے حد ڈسٹرب ہوئے ہیں۔ میں دلی طور پر معذرت خواہ ہوں۔ آئیے ڈیڈی۔ عمران صاحب کو اب سونے دیجئے۔“ اس بار فوزیہ نے اس قدر سنجیدہ لہجے میں کہا کہ جیسے زندگی میں کبھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی نہ ہو۔

”ہاں چلو۔ آپ فکر نہ کریں عمران صاحب۔ فوزیہ مجھے دوا کھلا دے

خود بخود گھر ہی نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔ لیکن پھر شاید کوئی کھٹکا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے ایک جھٹکے سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے آنکھیں کھولیں ہی تھیں کہ ایک بار پھر اُسے ویسا ہی کھٹکا سنائی دیا۔ آواز ایسی تھی جیسے کوئی برتن آہستہ سے کسی تختہ فرش پر گرا ہو۔ آواز البتہ ڈرائنگ روم کی طرف سے آرہی تھی۔ اور اُسے معلوم تھا کہ ڈرائنگ روم میں فرش پر دبیز ایوانی قالین بچھا ہوا ہے۔ ہاں اگر آواز بادبچی خانے کی طرف سے آتی تو شاید وہ یہی سمجھتا کہ بلی یا چوہے نے کوئی برتن گرا دیا ہے آواز ایک بار پھر سنائی دی اور عمران بے اختیار اچھل کر بستر سے نیچے اتر آیا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے بیڈ روم کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھول کر وہ راہداری میں سے ہوتا ہوا ڈرائنگ روم کے دروازے پر پہنچا تو ویسے ہی آواز اُسے ایک بار پھر سنائی دی۔ اس بار واضح طور پر یہ آواز ڈرائنگ روم سے ہی آتی تھی۔ ڈرائنگ روم کا دروازہ وہ باہر سے بند کر گیا تھا۔ جو ویسے ہی بند نظر آرہا تھا۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر تیزی سے سائیڈ پر ہو کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن ڈرائنگ روم میں مکمل خاموشی تھی۔ چند لمحے انتظار کرنے کے بعد عمران تیزی سے مڑا اور ڈرائنگ روم کے دروازے میں داخل ہوا ہی تھا کہ یک لحظہ سائیں کی تیز آواز کے ساتھ کوئی چھوٹی سی چیز سیدھی اس کی گردن سے ٹکرانی اور عمران کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن پر کسی کیڑے نے کاٹ لیا ہو۔

اس نے تیزی سے ہاتھ مارا اور کوئی چیز اس کے ہاتھ سے ٹکر کر نیچے گر پڑی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے بٹن دبا کر روشنی کی۔ اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ سامنے قالین پر ایک سوئی تیرپڑا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ایسا تیر جو ڈاٹ پر نشانہ لگانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی سوئی کی نوک پر خون موجود تھا۔ عمران کا ہاتھ بے اختیار گردن پر رہنکا تو اُسے چیچا ہٹ سی محسوس ہوئی۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کی گردن سے خون بہہ رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی اُسے سامنے دو صوفوں کے درمیان ایک چھوٹا سا ڈبہ رکھا ہوا نظر آ گیا۔ بالکل چوکور ڈبہ تھا اور کسی عجیب سی دھات کا بنا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اس ڈبے کی طرف بڑھا اور اس نے جھک کر اس ڈبے کو اٹھایا۔ دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکلی گیا۔ ڈبے کے اوپر رٹ کا ایک چھلا مخصوص انداز میں لگا ہوا تھا۔ جو ابھی تک ہل رہا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ڈاٹ ایرو اس رٹ میں رکھ کر چلا یا گیا ہو گا۔ سوائے اس رٹ کے چھلے کے باقی ڈبہ عام سا لگ رہا تھا۔ لیکن پھر جیسے ہی عمران نے اُس کے ڈھکن کو کھٹکا کھولا۔ وہ بڑی طرح چونک پڑا۔ بظاہر عام سے اس ڈبے کے اندر خاصی پیچیدہ سی مشینری موجود تھی عمران نے انتہائی پھرتی سے اس کی مختلف تاریں توڑ دیں تاکہ اگر اس کے اندر کوئی نقصان پہنچانے والی چیز ہو تو وہ بیکار ہو جائے اور پھر وہ ہونٹ پھینچے تیزی سے مڑا اور اس نے قالین پر پڑے

ہوئے اس سوئی تیر کو اٹھایا اور پھر وہ ان دونوں کو لے کر اپنے خاص کمرے میں جانے کے لئے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ کیونکہ اب اُسے یقین ہو گیا تھا کہ اس تیر کی سوئی پر کوئی زہر لگایا گیا ہوگا۔ اسی طرح اس پر انتہائی حیرت انگیز انداز میں قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اور ظاہر ہے یہ سارا کام اس سعادت مند خان اور اس کی بیٹی فوزیہ کا ہی ہو سکتا تھا۔ وہ اس سوئی کی نوک پر موجود زہر کا فوری تجزیہ کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ اس کا فوری علاج کیا جاسکے۔ لیکن ابھی وہ دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ڈبہ اور تیسرے واپس میز پر رکھا اور ہونٹ بھینچے ہوئے انداز میں ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھالیا۔

"ہیلو عمران صاحب۔ میں فوزیہ سعادت مند خان بول رہی ہوں۔ گھبرائیے نہیں سوئی پر کسی قسم کا کوئی زہر نہیں لگایا گیا اور یہ بھی بتا دوں کہ اس تیر کو جان بوجھ کر اس انداز میں چھوڑا گیا ہے کہ اس کی صرف نوک آپ کی گردن کی سائٹ پر لگی ہے ورنہ اس سوئی پر کوئی قاتل زہر بھی لگایا جاسکتا تھا۔ اور سوئی آپ کی شہ رگ میں بھی پیوست ہو سکتی تھی۔" دوسری طرف سے فوزیہ کی ہنستی اور مضحکہ اڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور عمران نے پھرتی سے فون پیس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پر پریس کر دیا۔

"اتنے بکھڑے کی ضرورت ہی کیا تھی مس فوزیہ سعادت مند خان آپ صرف تیر نظر سے ہی اپنا مقصد حاصل کر سکتی تھیں۔" عمران

نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اور دوسری طرف سے فوزیہ کی مترنم ہنسی گونج اٹھی۔

"مرچیں کیوں چبا رہے ہیں عمران صاحب۔ میں نے تو سنا تھا کہ آپ بے حد پرمزاج آدمی ہیں لیکن رات بھی آپ جھنجھلائے ہوئے تھے اور اس وقت بھی مرچیں چبا رہے ہیں۔ یہ تو صرف ایک ہلکی سی شرارت تھی۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔" فوزیہ کی مضحکہ اڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آگے آگے تو چوبدار ہوتے ہیں مس فوزیہ سعادت مند خان جو ملکہ حسن کی آمد کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔ لیکن آپ نے شاید اپنے ڈیڑھ کو ہی بطور چوبدار تعینات کر رکھا ہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"چبائیے چبائیے مرچیں۔ پھر ملاقات ہوگی اور یقیناً کچھ دوسری ملاقات پہلے سے کہیں زیادہ پُرم لطف ہوگی۔ خدا حافظ۔" دوسری طرف سے فوزیہ نے اُسی طرح ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ریسور رکھا اور پھر ڈبہ اور تیر اٹھا کر وہ ایک بار پھر اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فون پیس کے نیچے موجود مخصوص بٹن دبا کر اس کا انتظام پہلے ہی کر لیا تھا۔ کہ مخصوص کمرے میں موجود مشین اس فون کی نشاندہی خود بخود کر سکے۔ جہاں سے فوزیہ کال کر رہی تھی۔ اور گو فوزیہ نے اُسے بتا دیا تھا کہ سوئی کی نوک پر کوئی زہر نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ اس کا پوری طرح تجزیہ کر کے اطمینان کر

لینا چاہتا تھا۔ مخصوص کمرے میں پہنچ کر عمران نے پہلے تو اس فون کو
 ٹریس کرنے والی مشین کو چیک کیا۔ اور دوسرے لمحے یہ دیکھ
 کر اس کی آنکھیں چمک اٹھیں کہ اس پر ایک پوائیوٹ فون نمبر
 لکھا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے اس فون نمبر سے
 متعلق مزید معلومات حاصل کرنے والا بٹن دبایا تو دوسرے لمحے
 اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ مشین اسی
 بلڈنگ کا پتہ بتا رہی تھی۔ جس میں عمران کا فلیٹ تھا۔ فون فلیٹ نمبر
 تین سو چار سے کیا گیا تھا۔ عمران نے مشین کا بٹن آف کیا اور
 پھر تیزی سے فون پر مشین کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کئے لیکن
 دوسری طرف سے گھنٹی بجتی رہی۔ مگر کسی نے ریسپونڈ نہ اٹھایا۔
 عمران نے ریسپونڈ ایس کر بیڈل پر رکھ دیا۔ پھر اس نے سوئی تیر
 اٹھا کر اسے ایک مخصوص مشین کے خانے میں رکھا اور مشین کے
 مختلف بٹن پر پس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب
 مشین نے زلٹ دیا تو اس کی آنکھوں میں اطمینان کے تاثرات
 نمایاں ہو گئے۔ سوئی کی نوک پر کسی قسم کا کوئی نہ ہر یا کوئی دوسرا
 کیمیکل سرے سے موجود نہ تھا۔ عمران نے سوئی تیر مشین سے
 باہر نکال کر ایک طرف رکھا اور پھر اس نے گردن پر موجود زخم
 پر دوا لگا دی۔ چونکہ سوئی نے واقعی گردن کی سائڈ پر ہلکا سا
 زخم لگایا تھا۔ کوئی رگ زخمی نہ ہوئی تھی اس لئے خون نکلنا
 خود بخود بند ہو چکا تھا۔ لیکن بہر حال لوہے کی سوئی کا زخم تھا۔
 اس لئے عمران نے زخم پر باقاعدہ دوا لگائی اور پھر وہ ڈبلے کی

طرف متوجہ ہوا۔ اس نے سائڈ دیوار میں موجود دروازہ کھولا۔
 اور دوسری طرف موجود ایک اور چھوٹے سے کمرے میں داخل ہو
 گیا۔ یہ کمرہ گو چھوٹا سا تھا لیکن وہاں موجود مختلف پیچیدہ مشینری
 کی وجہ سے کوئی جدید لیبارٹری لگ رہا تھا۔ عمران نے اس
 ڈبلے کے اندر مشینری کا مکمل تجزیہ کیا تو اس کے چہرے پر حیرت
 کے آثار نمودار ہو گئے۔ یہ مشینری واقعی انتہائی جدید قسم کی تھی۔
 اسے مخصوص اہروں کی مدد سے نہ صرف فاصلے سے اپنی مرضی
 سے چلایا جاسکتا تھا۔ بلکہ اس کی مدد سے ماحول کی تصویر اور
 آواز بھی اس کے ریسوننگ سیٹ پر دیکھی جاسکتی تھی اور اس
 کے اندر مخصوص قسم کا ایک چھوٹا سا مائیکرو ٹیپ بھی موجود تھا۔
 اور یہ کھٹکے کی آوازیں اس ٹیپ میں پہلے سے بھری ہوئی تھیں۔
 ویسے اس ڈبلے میں نہ کوئی بم تھا اور نہ کوئی نقصان پہنچانے
 والی چیز۔ حالانکہ جس قسم کی مشینری اس میں نصب تھی اس کے
 ذریعے آسانی سے کوئی خوف ناک بم اس میں رکھا جاسکتا تھا لیکن
 ایسی کسی چیز کی عدم موجودگی کی وجہ سے اب عمران واقعی سنجیدگی
 سے سوچ رہا تھا۔ کہ آخر اس ساری کارروائی کا مقصد کیا تھا
 جس قسم کی جدید مشینری اس عام سے ڈبلے میں عکس کی گئی تھی۔
 اور پھر جس انداز میں یہ ساری کارروائی کی گئی تھی۔ اس سے یہ تو
 بہر حال نہیں کہا جاسکتا تھا کہ یہ بس ایک شرارت تھی۔ ویسے
 بھی عمران ان دونوں سے پہلے سے واقف بھی نہ تھا۔ اس لئے اس
 کے ساتھ خصوصی طور پر کسی شرارت کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

تو پھر اس کا ردوائی کا آخر مقصد کیا تھا۔ لیکن باوجود کافی دیر تک
مغز کھپائی کے کوئی مقصد سرے سے اس کی سمجھ میں ہی نہ آیا
تو آخر کار اس نے یہی فیصلہ کیا کہ پہلے اس فلیٹ میں جا کر چیکنگ
کمرے۔ اگر یہ لوگ وہاں موجود نہ ہوں گے۔ تب بھی شاید ان
کے متعلق کوئی ایسا کلیو مل جائے جس سے ان کی اصل شخصیتوں
کا علم ہو سکے اور شاید اس طرح ان کا مقصد بھی سامنے آجائے۔
چنانچہ وہ کمرے سے اٹھا۔ لیبارٹری سے اپنے خاص کمرے میں آیا
اور پھر وہاں سے باہر آگیا۔ گوا بھی دو بجے تھے لیکن عمران
زیادہ دیر نہ کمرنا چاہتا تھا۔ اس لئے بیڈ روم میں جا کر اس نے
گون پہنا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی صوفے پر نیم دراز نو جوان
لوٹ کی نے چونک کر ہاتھ میں موجود رسالہ ایک طرف رکھا اور پھر
ہاتھ بڑھا کر سامنے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھالیا۔
"جنیٹ اسپیکنگ"۔ لوٹ کی کا لہجہ سپاٹ تھا۔
"ایم بول رہی ہوں"۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی
مگر باوقار سی آواز سنائی دی اور لوٹ کی چونک کر سیدھی ہو
گئی۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار ابھر آئے۔
"یس مہی"۔ جنیٹ نے اس بار مسرت بھرے لہجے
میں کہا۔

"کیا ہو رہا ہے جنیٹ اڈیئر۔ مشن کس مرحلے میں ہے"۔
دوسری طرف سے محبت بھرے لہجے میں پوچھا گیا اور لوٹ کی کے
چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے۔ جیسے وہ تصویر ہی تصویر میں

کوئی مزاحیہ منظر دیکھ کر مسکرا رہی ہو۔

"کھیل کا آغاز ہو گیا ہے مہی۔ جلد ہی اختتام بھی ہو جائے گا۔
جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تفصیل سے بتاؤ۔ کیا کیا ہے تم نے اب تک۔"
دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔

"فوزیہ اپنے باپ سعادت مندرخان کے ساتھ عمران کے فلیٹ
میں ہو آئی ہے۔ اس نے وہاں کامیابی سے ایچ۔ جی۔ بھری
استعمال کیا ہے۔ اور عمران یقیناً بڑی طرح الجھ گیا ہو گا دوسرے
مرحلے کے لئے میں ابھی کام کا آغاز کرنے ہی والی تھی۔ اس کے
بعد اصل مشن بھی جلد ہی مکمل ہو جائے گا۔ فوزیہ اور اس کے باپ
کو میں نے واپس بھیج دیا ہے۔" جنیڈا نے کہا۔

"دیوی گڈ نیوز۔ پوری تفصیل بتاؤ۔" دوسری طرف سے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور جنیڈا نے سعادت مندرخان
کے عمران کے فلیٹ میں جانے کے بعد فوزیہ کے وہاں جانے
سے لے کر آخر تک پوری تفصیل مزے لے لے کر سنائی۔

"دیوی گڈ۔ اس کا مطلب ہے پہلا مرحلہ کامیابی سے طے ہو
گیا ہے۔ اب دوسرا مرحلہ بھی جلد مکمل کر ڈالو۔ تاکہ اصل مشن پر
کام شروع ہو سکے۔ عمران نے مجھ سے بات کی تو میں اُسے منبھال
لوں گی۔" مہی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ فکر ہی نہ کریں مہی۔ میں عمران کو اس طرح اتو بناؤں گی کہ
اُسے آخر تک ہمارے مشن کا علم ہی نہ ہو سکے گا۔ اور ہمارا مشن

بھی اس کے ذریعے مکمل ہو جائے گا۔ اور جب اُسے پتہ چلے گا۔
تو وہ بس سر پیٹتا ہی رہ جائے گا۔" جنیڈا نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"مجھے تمہاری ذہانت پر مکمل بھروسہ ہے۔ لیکن پھر بھی محتاط
رہنا۔ عمران کو ہرگز کم تر نہ سمجھنا۔ اس میں تمہاری کامیابی ہے۔
دشمن یوگڈ ٹک۔" مہی نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مہی۔" جنیڈا نے کہا۔ اور دوسری طرف سے
رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے مسکراتے ہوئے ریسورسز
پر دیکھا اور پھر اٹھ کر وہ کمرے کی سائینڈر میں بنے ہوئے بائق
روم کی طرف بڑھ گئی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب وہ بائق روم
سے باہر نکلی تو اس کے جسم پر انتہائی خوب صورت اور جدید
تراشش کا لباس تھا۔ بائق روم سے نکل کر وہ تیز رفتور
اکھٹاتی کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ یہ
ایک معروف ہوٹل کا کمرہ تھا۔ حقوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے
ہوٹل کے بڑے ہال میں پہنچی اور پھر سیدھی کاؤنٹر کی طرف
بڑھتی گئی۔

"یس مس۔" کاؤنٹر پر موجود لٹو کی نے کاروباری انداز
میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک فون کرنا ہے۔" جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور لٹو کی نے سر ہلاتے ہوئے کاؤنٹر پر موجود فون کا رخ جنیڈا
کی طرف کر دیا۔ جنیڈا نے ریسورسز اکھٹایا۔ اور نمبر ڈائل کرنے

شروع کر دیئے۔

"علی عمران۔ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس۔ سی (آکس)
بزدبان خود بول رہا ہوں۔ اور اگر آپ کی آواز خوب صورت ہوئی
تو بگو شش خود سنوں گا ورنہ یہ کام میرا بادریچی آغا سلیمان
پاشا سرانجام دے گا۔ دیئے وہ آج کل جھٹی پر گیا ہوا ہے۔
اس لئے پلیز آپ اپنی آواز کو تھوڑا سا دلکش بنا کر بولیں گے"
دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی اور جنیٹ ا
بے اختیار مسکرا دی۔

"مسٹر علی عمران میں جنیٹ اسپارک بول رہی ہوں۔ اگر میری آواز دلکش
ہو تو مزید بات کروں ورنہ آپ کے بادریچی کی آمد کا انتظار
کرنا پڑے گا۔" جنیٹ ا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ادہ ادہ۔ اس قدر دلکش آواز اگر میرے بادریچی کے
کانوں تک پہنچ گئی۔ مس جنیٹ اسپارک تو وہ خود سار کنگ شروع
کر دے گا۔ اور اس کی سہارا کنگ کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ مجھے کسی
ہوٹل میں کھانا زہر مار کر مارنا پڑے گا اور ہوٹل کے کھانے مجھے
صرف اس وقت اچھے لگتے ہیں۔ جب اس کا بل کوئی اور ادا کر رہا
ہو۔ اس لئے پلیز آپ تفصیل سے بات کیجئے۔ میں ہمہ تن گوش
بلکہ حلقہ بگوش ہو کر سن رہا ہوں۔" دوسری طرف سے
عمران نے کہا۔ اور جنیٹ ا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تعریف کا شکریہ مسٹر علی عمران۔ اگر آپ ہوٹل رہمیرے
تشریف لائیں تو کھانے کا بل میرے ذمے۔ ویسے اتنا بتا دوں

کہ میرا تعلق گریٹ لینڈ کی مادام روز سے ہے۔ اور میرے
پاس مادام کا ایک خاص پیغام ہے۔ آجائے۔ میں ہال میں آپ
کا انتظار کر رہی ہوں۔" جنیٹ ا نے کہا۔ اور ریسورر کھکر
کاؤنٹر گمرل کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"سنو۔ اگر کاؤنٹر پر کوئی میرا نام پوچھتا ہوا آئے تو اسے
میرے پاس بھجوا دینا۔ میرا نام جنیٹ اسپارک ہے۔ اور میں
دوسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں مقیم ہوں۔ دیئے ابھی کچھ دیہ
میں ہال میں سی بیٹھوں گی۔" جنیٹ ا نے کاؤنٹر گمرل سے
حنی طب ہو کر کہا۔

"یس مس۔" کاؤنٹر گمرل نے جواب دیا۔ اور جنیٹ اتیزی
سے مڑی اور ہال کے ایک کونے کی طرف بڑھ گئی۔ اسے یقین
تھا کہ عمران مادام روز کا نام سن کر پاگلوں کی طرح دوڑتا ہوا یہاں
آئے گا۔ اور وہی ہوا۔ ابھی اسے کمرہ سی پر بیٹھے زیادہ سے زیادہ
پندرہ بیس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ اس نے عمران کو ہال کے
بین دروازے میں داخل ہوتے دیکھا۔ اور اس کے چلنے کو دیکھ
کر وہ بے اختیار مسکرا دی۔ عمران نے ٹیکنی کلم لباس پہنا ہوا تھا۔
جو خاصا مضحکہ خیز لگ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر معصومیت کے
ساتھ ساتھ بوکھلاہٹ کے تاثرات بھی نمایاں تھے۔ اس
نے گیٹ پر رک کر ایک بار پورے ہال کا جائزہ لیا اور پھر کاؤنٹر
کی طرف بڑھ گیا۔ جنیٹ ا نے مسکراتے ہوئے سامنے رکھے ہوئے
شراب کا جام اٹھایا اور بڑے پُر لطف انداز میں اس کی چکیاں

یعنی شروع کر دیں۔ ویسے وہ کن اکھیوں سے عمران کو بھی دیکھ رہی تھی۔ چند لمحوں بعد عمران تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھتا آیا۔ اس کے قدم اس طرح لٹکھڑا رہے تھے۔ جیسے وہ شدید بوکھلاہٹ کا شکار ہو۔ اور جنیڈا بے اختیار مسکرا دی۔ کیونکہ وہ عمران کی تفصیلی فائل کو اس قدر غور سے اتنی بار پڑھ چکی تھی کہ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ پاکیشیا کے اس بظاہر احمق مگر درحقیقت انتہائی خطرناک ایجنٹ کی نس نس کو جان گئی ہے۔

”مم — مم — میرا نام علی عمران ہے“ — عمران نے جنیڈا کے قریب آکر بڑی طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے۔ جیسے وہ اپنے علی عمران ہونے پر بے حد شرمندگی محسوس کر رہا ہو۔

”اوہ۔ تو آپ ہیں علی عمران۔ بیٹھیں۔ میرا نام جنیڈا اسپارک ہے۔“ جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران اس طرح سامنے والی کمر سی پر بیٹھ گیا جیسے کسی نے اسے زبردستی وہاں بیٹھنے پر مجبور کر دیا ہو۔ اور وہ کسی بھی لمحے اٹھ کر بھاگ جانا چاہتا ہو۔

”شش — شش — شکر یہ۔ ویسے جتنی جلدی ہو سکے کھانے کا آرڈر دے دیں۔ کیونکہ تین روز سے بھوک بزداشت کمر لینے کے بعد اب مزید بزداشت بالکل ہی نہیں رہی۔“ — عمران نے بڑی بے چارگی کے انداز میں کہا۔

”تین روز سے۔ اوہ ویسی سوری۔“ جنیڈا نے جان

بو جھک حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر قریب موجود میٹر کو بلا کر اس نے عمران کے لئے کھانے کا آرڈر دے دیا۔

”آ — آپ نہیں کھائیں گی۔ اچھا سمجھ گیا۔ واقعی بچیت سنہری اصول ہے۔ ہماری چوتھی کلاس کی کتاب میں بچیت کے فوائد پر پورا ایک مضمون لکھا ہوا تھا۔ اور ماسٹر صاحب کہتے تھے کہ امتحان میں اس مضمون میں سے سوال ضرور آئے گا۔ اور پھر آیا بھی ہے۔ مگر.....“ — عمران بات کرتے کرتے رک گیا۔

”مگر کیا.....“ — جنیڈا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”مگر مجھے اس کا جواب نہ آتا تھا۔ اس لئے میں فیمل ہو گیا۔ اور بس اس کے بعد آج تک میں اس کا جواب ہی یاد کرتا رہا ہوں۔ مگر کم بخت یاد ہی نہیں ہوتا۔“ — عمران کی زبان چلی پڑی۔

”جب مضمون موجود تھا تو ظاہر ہے آپ نے پڑھا ہوگا اس میں جواب بھی موجود ہوگا۔“ جنیڈا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی نہیں۔ مضمون تھا بچیت کے فوائد۔ مگر سوال تھا بچیت کے نقصانات بتائیے۔ اب بھلا آپ بتائیے میں کیا جواب لکھتا۔“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور جنیڈا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”بہت خوب عمران صاحب۔ واقعی جس طرح مٹی نے بتایا تھا آپ بالکل ویسے ہی ہیں۔“ جنیڈا نے ہنستے ہوئے

کہا۔

"تو آپ — آپ کی مہمی بھی مجھے جانتی ہیں۔ ارے پھر تو سکوپ بن سکتا ہے۔" — عمران نے بڑے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"نہی — سکوپ — کیا مطلب؟" — جنیڈا واقعی عمران کی اس بات پر حیران رہ گئی۔

"آپ نے بتایا تو تھا کہ آپ مس ہیں۔ بس اب میں آپ کو مس نہیں کرنا چاہتا۔ اور چونکہ آج تک میں نے جہاں بھی ٹرائی کی ہے۔ مس کی مہمی نے مجھے مس کر دیا۔ لیکن آپ تو کہہ رہی ہیں کہ آپ کی مہمی مجھے جانتی ہیں۔ اس لئے اس بار مجھے امید ہے کہ کام بن جائے گا۔" — عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو آپ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے مہمی کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا فیصلہ تو میں خود بھی کر سکتی ہوں۔ لیکن عمران صاحب شادی سے پہلے فرینڈ شپ تو ضروری ہے۔ اس لئے پہلے فرینڈ شپ اس کے بعد شادی کے بارے میں سوچوں گی۔" — جنیڈا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے ویٹر نے میز پر کھانا لگانا شروع کر دیا۔

"فف — فف — فرینڈ شپ — مم — مگر آپ تو لڑکی ہیں۔" — عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے انتہائی حیرت بھر

انداز میں جنیڈا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب — کیا فرینڈ شپ لڑکی سے نہیں ہو سکتی؟" — جنیڈا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہو تو سکتی ہے۔ اگر اماں بی میرا مطلب ہے میری مہمی بھی گریٹ لینڈ کی رہنے والی ہوتیں۔ لیکن وہ جہاں کی رہنے والی ہیں وہاں فرینڈ شپ تو ایک طرف پن فرینڈ شپ بھی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مجبوری ہے۔" — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور جنیڈا اس کے اس جواب پر بے اختیار ہنس پڑی۔

"اچھا آپ فرینڈ شپ کے علاوہ کوئی اور طریقہ سوچئے۔ میں اس دوران کھانا کھالوں۔" — عمران نے جلدی سے کہا۔ اور پھر اس طرح کھانے میں مصروف ہو گیا جیسے واقعی گزشتہ تین روز سے بھوکا ہو۔ جنیڈا خاموش بیٹھی اُسے کھانا دیکھتی رہی۔ کھانا ختم کرنے اور ٹشو پیر سے ہاتھ اور منہ صاف کر لینے کے بعد عمران نے ویٹر کو اشارہ کیا۔ تاکہ وہ برتن لے جائے۔ ویٹر جب برتن لے گیا تو عمران نے خود ہی اُسے چائے لانے کا آرڈر دے دیا۔ اس دوران اس نے جنیڈا سے کوئی بات نہ کی۔ جب چائے کے برتن لگ گئے اور عمران نے چائے بنا کر اس کی ایک چسکی لی۔ تب وہ جنیڈا سے مخاطب ہوا۔

"ہاں تو مس جنیڈا! یاد رکھو۔ مادام روز نے آپ کو کیا پیغام دے کر بھیجا ہے۔" — عمران کا اہجہ بے حد سنجیدہ تھا اور جنیڈا اس کا روپ بدلتے دیکھ کر حیران رہ گئی۔ عمران اب اس طرح سنجیدہ

نظر آ رہا تھا۔ جیسے وہ زندگی میں کبھی مسکرایا ہی نہ ہو۔
 "کیا کھانے کے بعد آپ اسی طرح سنجیدہ ہو جایا کرتے ہیں"

جنیڈا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
 "کھانے کے ساتھ سنجیدگی کے جراثیم بھی میرے معدے میں پہنچ جاتے ہیں۔ اس لئے جب تک کھانا ہضم نہ ہو جائے مجھ پر سنجیدگی کا دورہ موجود رہتا ہے۔ اور کھانا ہضم کرنے میں میرا معدہ خاصا تیز واقع ہوا ہے۔ اس لئے آپ میری اس سنجیدگی سے فائدہ اٹھالیں۔ ورنہ بعد میں مادام روز کو گلہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں نے اس کی نمائندہ مس جنیڈا اسپارک کے ساتھ سنجیدگی سے بات چیت نہیں کی۔" — عمران نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔ حقیقتاً جنیڈا عمران کے اتنے تیزی سے رنگ بدل لینے پر حیران سی رہ گئی۔ حالانکہ وہ اس سے متعلق پڑھ چکی تھی کہ یہ شخص گرگٹ سے بھی زیادہ تیزی سے رنگ بدل لیتا ہے۔

"یہ بات یہاں ہال میں نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے آپ کو میرے ساتھ ادھر میرے کمرے میں جانا ہوگا۔" — جنیڈا نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
 "لیکن ایک شرط ہے" — عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شرط — کیسی شرط" — جنیڈا شرط کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑی۔

"شرط یہ کہ کمرے کا دروازہ کھلا رہے گا۔ کیونکہ اماں بی کہتی ہیں کہ اگر نوجوان لڑکا لڑکی کسی کمرے میں موجود ہوں اور دروازہ بند کر دیا جائے تو شیطان کو باہر جانے کا موقع نہیں ملتا۔ اور ایک نیام میں دو تلواریں میرا مطلب ہے ایک کمرے میں دوہم قافیہ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔" — عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

"میں آپ کی بات نہیں سمجھ سکی۔ بہر حال مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کہ دروازہ کھلا رہے۔" — جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی اس کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ویٹر کے دیئے ہوئے بل پر اپنے دستخط کئے اور اٹھ کر لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ عمران بھی اس کے ساتھ تھا۔

"ہاں اب فرمائیے" — عمران نے کمرے میں پہنچ کر اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ خط دیا ہے مادام نے" — جنیڈا نے ہاتھ میں موجود پمپس میں سے ایک لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے لفافہ لے کر اُسے کھولا۔ اور پھر جلدی سے جیبوں میں اس طرح ہاتھ ڈالنے لگا جیسے اُسے کسی خاص چیز کی تلاش ہو۔

"اوہ۔ عینک تو فلیٹ میں ہی رہ گئی۔ بہر حال آپ پڑھ دیجئے گا۔" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ کی نگاہ کمزور ہے“ — جنیڈا نے اس کے ہاتھ خط لیتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
 ”اس لئے تو ابھی تک کنوارہ ہوں۔ صرف سپارکنگ ہی بڑے عینک کے نظر آتی ہے“ — عمران نے جواب دیا۔ اور جنیڈا بے اختیار مسکرا دی۔ اور پھر اس نے خط پڑھنا شروع کر دیا۔
 مادام روز کی طرف سے علی عمران کو اطلاع دی جا رہی ہے۔ کہ گمیٹ لینڈ کی ایک مجرم تنظیم کاریکانے کافرستان کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے جس کے تحت کاریکانے پاکیشیا کے مغربی پہاڑی علاقے میں حال ہی میں دریافت ہونے والی انتہائی اعلیٰ کوالٹی کی دھات تانبے کی بہت بڑی کان کی تفصیلات معلوم کر لی ہیں۔ اور اس مشن پر کاریکانے اپنی ایک خاص ایجنٹ فوزیہ کو بھیجا ہے۔ فوزیہ کے ساتھ اس کا باپ بھی ہے جس کا نام سعادت مند خان ہے۔ یہ سعادت مند خان کئی سال قبل گمیٹ لینڈ میں پاکیشیا کی سفارت خانے کا سیکنڈ سیکرٹری تھا۔ لیکن پھر اس نے سروس چھوڑ دی۔ اور مستقل گمیٹ لینڈ میں رہنے لگا۔ فوزیہ اور سعادت مند خان دونوں کاریکل سے متعلق ہیں۔ دونوں بے حد تیز اور خطرناک ایجنٹ ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا۔ میں نے بہر حال اطلاع دے کر اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔“ — جنیڈا نے خط پڑھ کر اسے تہہ کرتے ہوئے کہا۔
 ”آپ مادام روز کی بیٹی ہیں“ — عمران نے خط جنیڈا کے ہاتھ سے لے کر اُسے لفافے میں ڈالا اور پھر لفافہ جیب میں منتقل کرتے

ہوتے کہا۔

”وہ میری سوتیلی مہی ہیں“ — جنیڈا نے مسکراتے ہوئے

جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ مادام روز کو آپ میرا سلام دیں اور کہیں کہ پاکیشیا میں چونکہ ایسی کوئی کان سرے سے دریافت ہی نہیں ہوئی اس لئے وہ فکر نہ کریں۔ فوزیہ اور اس کا باپ خود ہی جھک مار کر واپس چلے جائیں گے“ — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور کمرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”ارے آپ جا رہے ہیں۔ بیٹھیں“ — جنیڈا نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

”میں اماں جی۔ میرا مطلب ہے اپنی مہی سے آپ کے ساتھ فرینڈز شپ کی اجازت لینے جا رہا ہوں۔ گڈ بائی“ — عمران نے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ جنیڈا کے لبوں پر بے اختیار طنزیہ مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے اٹھ کر کمرے کا دروازہ بند کیا۔ اور پھر واپس آ کر کمرسی پر بیٹھ گئی۔

”تم اپنے آپ کو بہت ذہین اور چالاک سمجھتے ہو عمران۔ اب تمہیں پتہ چلے گا کہ ذہانت اور چالاک کی کسے کہتے ہیں“ — جنیڈا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کر کے شروع کر دیئے۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے جلدی سے ریسیور رکھا اور اٹھ کر

کمرے میں موجود المادی کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے المادی کھوئی
اس کے نچلے حصے میں ایک بیگ موجود تھا۔ بیگ کو اس نے
المادی سے باہر نکال کر کھولا۔ اور اس کے ایک خفیہ خانے سے
ایک چھوٹی سی سیاہ رنگ کی پلیٹ نکالی۔ اور واپس آکر اس
نے ٹیلی فون سیٹ اٹھایا۔ اور اس کے نچلے حصے میں وہ پلیٹ
لگا دی۔ پلیٹ اس طرح فون پیس سے چپک گئی جیسے لوہا
مقناطیس سے چپکتا ہے۔ پھر فون سیٹ ہاکم کے اس نے
ریسور اٹھایا۔ اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے
اس پلیٹ میں یہ خاصیت تھی کہ درمیان سے ہوٹل ایکس چینج ختم
ہو کر کال ڈائریکٹ ہو جاتی تھی۔ چند لمحوں تک گھنٹی بجنے کے
بعد دوسری طرف سے ریسور اٹھایا گیا۔

”یس“ — دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی
دی۔ لہجہ سپاٹ تھا۔

”جنیٹا بول رہی ہوں“ — جنیٹا نے سرد اور تسکمانہ لہجے
میں کہا۔

”یس مادام۔ پاسٹر بول رہا ہوں“ — دوسری طرف
سے بولنے والے کا لہجہ یک لخت مؤدبانہ ہو گیا۔

”سر خالد کے بارے میں رپورٹ حاصل کر لی ہے تم نے“
جنیٹا نے کہا۔

”کام ہو رہا ہے مادام۔ تھوڑی دیر بعد مل جائے گی“ —
پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور کے۔ جیسے ہی رپورٹ ملے مجھے فوراً ابھجوا دینا۔ میں انتظار کر
رہی ہوں“ — جنیٹا نے کہا۔ اور ریسور رکھ دیا۔ اب اس
کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔
پھر اس نے صوفے پر نیم دراز ہو کر میز پر پڑا ہوا رسالہ
اٹھایا اور اُسے پڑھنے میں مصروف ہو گئی۔

کمرنے کی بجائے خط لیا اور اٹھ کر لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کر کے شروع کر دیئے۔
 ”یس پی۔ اے۔ ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ۔“
 دوسری طرف سے سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی

دی۔
 ”عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان سے بات کرائیں۔“ عمران نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”یس سر۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور پھر چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز رسیور پر سنائی دی۔
 ”سلطان بول رہا ہوں۔“ سر سلطان کے لہجے میں سنجیدگی تھی۔

”سر سلطان۔ آپ وزارت صنعت کے سیکرٹری صاحب سے اپنے طور پر معلوم کر کے مجھے بتائیں کہ کیا پاکیشیا کے مغربی پہاڑی علاقے میں تانبے کی کوئی کان دریافت ہوئی ہے۔ اور اگر ہوئی ہے تو اس کی فائل منگوا لیں۔ میں خود آپ کے پاس آکر اُسے دیکھ لوں گا۔ جواب آپ مجھے دانش منزل کے پیش فون پر دیں گے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”تانبے کی کان اور مغربی پہاڑی علاقے میں۔ اچھا میں معلوم کر کے بتاتا ہوں۔“ دوسری طرف سے سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے بلیک زیرو واپس آ گیا۔

عمران نے جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا۔ بلیک زیرو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اس نے بلیک زیرو کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور خود اپنی مخصوص کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔
 ”خیریت عمران صاحب۔ آپ بے حد سنجیدہ نظر آ رہے ہیں۔“ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ابھی کھانا ہضم نہیں ہوا۔ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ثقیل تھا۔ بہر حال یہ خطو اور لیبارٹری میں جا کر اسے اچھی طرح چیک کر دو۔ کہ اس پر کوئی مخصوص کیمیکل وغیرہ تو نہیں لگایا گیا۔ میں اس دوران فون کر لوں۔“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور جبیب سے ایک لفافہ نکال کر بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔ بلیک زیرو نے عمران کی سنجیدگی دیکھتے ہوئے مزید کوئی بات

”عمران صاحب۔ خط پر کوئی کیمیکل وغیرہ موجود نہیں ہے۔“
 بلیک زیمو نے خط واپس عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا،
 اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے خط لیا اور اسے اپنے سامنے
 میز پر رکھ دیا۔

”عمران صاحب یہ مادام روز کون ہے۔ جس نے آپ کو یہ خط
 لکھا ہے۔ کیا آپ اس خط کی وجہ سے سنجیدہ ہیں۔“
 بلیک زیمو نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا،
 ”مادام روز جینیڈا اسپارک کی سوتیلی ماں ہے۔ اور جینیڈا
 اسپارک نے شادی کے لئے فرنیڈز شپ کی شرط لگا دی ہے۔
 اور ساتھ ہی ثقیل سا کھانا بھی کھلا دیا ہے۔ اس لئے میں سنجیدہ
 ہوں۔“ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور
 بلیک زیمو نے بے اختیار ہونٹ پھینچ لئے۔ اس کے چہرے کے
 تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ سمجھ گیا ہے کہ عمران فی الحال کچھ بتانے
 کے موڈ میں نہیں ہے۔ لیکن عمران اُسی طرح سنجیدہ اور خاموش
 بیٹھا رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے سپیشل
 فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ بلیک زیمو نے چونک کر اس فون کی طرف
 دیکھا مگر عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
 ”یس۔ عمران بول رہا ہوں۔“ عمران کے لہجے میں سنجیدگی

تھی۔

”عمران بیٹے۔ کان تو واقعی دریافت ہوئی ہے۔ اور بقول
 سیکرٹری صنعت بہت قیمتی کوالٹی کا تانبہ دریافت ہوا ہے۔“

لیکن اس کی فائل ان کے پاس نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کان ویسٹرن کارمن
 کے ماہرین نے دریافت کی ہے اور وہ ابھی تک اس سلسلے میں
 تحقیقات میں مصروف ہیں۔ اس لئے فائل ویسٹرن کارمن کے
 ماہرین کے پاس ہی ہے۔“ سر سلطان نے تفصیل بتاتے
 ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ شکریہ۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے
 کہا۔

”مگر بیٹے تم نے اس کے متعلق کیوں پوچھا ہے۔“
 سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے گمریٹ لینڈ سے اطلاع ملی ہے کہ حکومت کافرستان
 نے اس فائل کو حاصل کرنے کے لئے گمریٹ لینڈ کی کسی مجرم
 تنظیم کو پالتہ کیا ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”کافرستان نے۔ مگر کافرستان حکومت کو تانبے کی اس
 کان سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔“ سر سلطان کے
 لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔

”کان چاہے تانبے کی ہو یا سونے کی بہر حال کان ہوتی ہے۔
 ہو سکتا ہے انہیں تانبے کی ضرورت ہو۔“ عمران نے پہلی
 بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے۔ تم ابھی مجھے بتانا نہیں چاہتے۔“
 سر سلطان کے لہجے میں قدرے ناراضگی تھی۔
 ”ابھی مجھے خود نہیں معلوم۔ اس لئے کیا عرض کر سکتا ہوں بہر حال

”میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں نتیجہ خود نکال لینا“ — عمران نے کہا اور پھر سعادت مند خان کے آنے سے لے کر جنیڈا کے فون آنے اور پھر اس کی طرف سے کھانا کھانے اور خط لینے تک تمام تفصیل اس نے بتا دی۔ اور بلیک زیرو وحیرت سے آنکھیں پھاڑے یہ ساری تفصیلات سنتا رہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اُسے اس ساری کارروائی کا کوئی سرپرست سمجھ میں نہیں آیا۔

”لیکن اس ساری پیچیدہ اور ڈرامائی کارروائی کا مقصد“
 بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
 ”مقصد تو اب فوزیہ اور اس کا باپ ہی بتا سکتا ہے۔
 لیکن جس فلیٹ سے انہوں نے فون کیا وہ فلیٹ بانجھ عورت
 کی گود کی طرح خالی پڑا ہوا ہے۔ اور مزید حاصل کردہ معلومات
 کے مطابق یہ فلیٹ گزشتہ کئی ماہ سے کرایہ کے لئے خالی
 ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

تکلیف دہی کی معدت — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور
ریسور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر چھائی ہوئی گہری سنجیدگی
کی تہہ آہستہ آہستہ ختم ہوتی جا رہی تھی۔

”آخر یہ چکر کیا ہے عمران صاحب۔ کچھ مجھے بھی تو بتائیے۔“

بلیک زیموڈ سے نہ رہا گیا تو وہ بول ہی پڑا۔

”تم نے اس خط میں کیا پڑھا ہے۔“ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیموڈ نے خط کے مندرجات

دوہرا دیئے۔

”یہ فوزیہ اور اس کا باپ سعادت مند خان رات ساڑھے بارہ بجے میرے فلیٹ پر آئے تھے۔“ — عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار حیرت سے اچھل پڑا۔

”رات ساڑھے بارہ بجے کیوں۔ اوہ میں سمجھ گیا کہ ان کا خیال ہو گا کہ فائل آپ کے پاس موجود ہو گی۔ وہ اسے حاصل کرنا چاہتے ہوں گے۔“ — بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”میرے پاس تانبے جیسی معمولی دھات کا کیا کام۔ میرے پاس تو خالص سونے کی کان ہے۔ لیکن وہ کان آج کل چھٹی پر گئی ہوئی ہے۔ اور جب یہ کان چھٹی پر جاتی ہے تو ساما سونا اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔ ورنہ اُسے بھی معلوم ہے کہ واپسی پر سونا تو غائب ہوگا اور خالی کان بھائیں بھائیں کمرتی رہ جائے گی“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کو ہی کیوں دی ہے۔" بلیک زیدو نے ہونٹ چباتے ہوئے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"موجودہ دور ڈرامے کا دور ہے بلیک زیدو۔ ڈرامے کے بغیر کوئی لطف ہی نہیں آتا۔ کسی کارروائی میں پہلے تمہیں مادام روز کے متعلق بتادوں۔ مادام روز گریٹ لینڈ کی ایک پیش ایجنسی وائٹ روز کی سربراہ ہے۔ دائٹ روز کا دائرہ کار بے حد محدود ہے اس کا مقصد صرف اتنا ہے کہ جو غیر ملکی گھرانے گریٹ لینڈ میں مستقل طور پر رہ رہے ہوں۔ ان کی نگرانی کرائے۔ کہ کہیں ان میں سے کوئی اپنے ملک کے لئے جاسوسی وغیرہ تو نہیں کر رہا۔ مادام روز سے میری ملاقات اس کے شوہر کی وجہ سے ہوئی۔ اس کا شوہر ایک ایکسٹرنٹ کا شکار ہو گیا۔ اتفاق سے میں وہاں سے گزر رہا تھا۔ میں نے اس کے شوہر کو ہسپتال پہنچایا لیکن وہ جانبر نہ ہو سکا۔ مادام روز وہاں ہسپتال پہنچی۔ اور پھر اس سے ملاقات ہوئی۔ میں نے محسوس کیا کہ گریٹ لینڈ کے انتہائی بے حس معاشرے میں مادام روز کی جو حالت اپنے شوہر کی موت پر ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُسے اپنے شوہر سے واقعی اس طرح کی محبت تھی جیسی کسی مشرقی بیوی کو ہوتی ہے۔ چنانچہ میں اس سے متاثر ہوا۔ اور پھر میں اسے اکثر ملتا رہا۔ اس دائٹ روز کا چیف ڈکس میرا پانا واقف کار تھا۔ ڈکس نے بتایا کہ مادام روز

بے حد پُر خلوص اور محنتی عورت ہے۔ اور پھر ڈکس نے اُسے میرے متعلق بتا دیا۔ کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہوں۔ اس طرح وہ کھل گئی۔ بعد میں مجھے اطلاع ضرور ملی۔ کہ مادام روز نے کسی سے شادی کر لی ہے۔ بہر حال کافی عرصے سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ یہ کاریکا تنظیم یقیناً ان ایشیائی باشندوں پر مشتمل ہوگی۔ جو گریٹ لینڈ میں نقل مکانی کرنے کے بعد وہاں کے اب مستقل شہری بن گئے ہیں۔ چونکہ مادام روز ڈکس کی وفات کے بعد دائٹ روز کی سربراہ ہے۔ اس لئے اُسے اس تنظیم کے بارے میں تفصیلات کا علم ہوگا اور اُسے جیسے ہی یہ خبر ملی تو اس نے اپنی بیٹی کو یہ خط دے کر میرے پاس بھیج دیا۔ اب اس نے فون کیوں نہیں کیا۔ یا خط کیوں لکھا۔ اس بارے میں تو کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ جب تک اس سے بات نہ ہو جائے۔" عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے جو تفصیل بتائی ہے۔ اس لحاظ سے تو واقعی مادام روز کو اطلاع ملی گئی ہوگی۔ لیکن آپ نے پہلے کسی ڈرامے کا ذکر کیا تھا۔ اور کاریکا کے ان ایجنٹوں فوزیہ اور سعادت مند خان کی آپ کے فلیٹ میں کی جانے والی کارروائی کا مقصد آخر کیا تھا۔" بلیک زیدو نے کہا۔

"مقصد سمجھ میں آ جاتا تو پھر میں اسے ڈرامہ کیوں کہتا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میرا خیال ہے ہمیں سب سے پہلے اس فوزیہ اور سعادت مند خان کو تلاش کرنا چاہیے۔ ان کے سامنے آنے کے بعد ہی کچھ پتہ چلے گا۔“ بلیک زیدو نے کہا۔

”میں ٹائیگر کی مدد سے معلوم کر چکا ہوں۔ اس نے اس ٹیکسی ڈرائیور کو ڈھونڈھ نکالا تھا جس نے رات کو ڈیڑھ بجے انہیں یہاں سے پک کیا تھا۔ اور پھر اس نے انہیں ہوٹل رمیزرے ڈراپ کیا تھا۔ انہوں نے ٹیکسی روک لی تھی۔ پھر صبح تین بجے وہ دونوں ایئر پورٹ پہنچے۔ پھر ایئر پورٹ سے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں۔ ان کے مطابق وہ دونوں پہلی فلائٹ سے گریٹ لینڈ واپس چلے گئے ہیں۔ اس لئے جب جینیڈا نے مجھے ہوٹل رمیزرے بلایا تو میں بے اختیار چونک پڑا۔“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔ پھر تو مسئلہ اور الجھ جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جینیڈا بھی ان کی ساتھی ہے اور مادام روز بھی۔“ بلیک زیدو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلادیا۔

”تو پھر مادام روز کے اس خط کا کیا مقصد۔ اس نے کیوں یہ سب کچھ کیا ہے۔ آخر کوئی مقصد تو ہوگا۔“ بلیک زیدو نے کہا۔

”تو تم کیا سمجھتے تھے کہ میں واقعی کھانا کھانے کی وجہ سے سنجیدہ تھا۔ کھانا تو میں نے دیا اس لئے کھایا تھا کہ واقعی مجھے بھوک لگی ہوئی تھی۔ سلیمان چھٹی پر تھلا اس لئے کھانا تو بہر حال ہوٹل میں ہی کھانا تھا

اور ہوٹل رمیزرے کا کھانا واقعی اچھا ہوتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اس سنجیدگی سے کیا مسئلہ حل ہوا۔“ بلیک زیدو واقعی بڑی طرح الجھ گیا تھا۔

”تم نے ابھی تک محسوس نہیں کیا کہ میں نے سر سلطان کو خاص طور پر کہا کہ وہ مجھے سپیشل نمبر پر فون کریں اور میں نے خود بھی ابھی تک سیکرٹ سروس کے کسی نمبر کو کال نہیں کیا۔ اور نہ ہی میں نے تمہیں کسی قسم کی کوئی ہدایات دی ہیں“ عمران نے کہا۔ اور بلیک زیدو مزید چونک پڑا۔

”ادہ ادہ۔ تو آپ کا مقصد ہے کہ فوزیہ اور سعادت مند خان نے جو کارروائی کی ہے۔ اس سے مقصد ایکسٹو کو ٹریس کرنا ہے اور آپ کے ذریعے۔ ادہ اس لئے آپ نے خط پر کسی کیمیکل کی موجودگی کا شبہ ظاہر کیا تھا۔“

بلیک زیدو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”جینیڈا کے فون آنے سے پہلے میں صرف اس بات پر الجھتا رہا۔ کہ میری گردن پر سوئی تیر سے معمولی سا زخم لگنے کا آخر کیا مقصد تھا۔ اور اس معمولی سے زخم کے لئے انہوں نے انتہائی پیچیدہ مشینری استعمال کی۔ لمبا چوڑا ڈرامہ بھی کیا اور پھر خود وہ دونوں ملک سے باہر بھی چلے گئے۔ لیکن جب جینیڈا کا فون آیا اس نے مادام روز کا حوالہ دیا تو میں سمجھ گیا کہ لازماً میرے فلیٹ میں کوئی ایسا سسٹم نصب کیا

گیا ہے۔ جس سے ان کا مقصد میرے ذریعے کچھ حاصل کرنے ہے
 کیونکہ ڈکسن کی موت کے بعد یہ افواہیں اڑتی رہی تھیں کہ مادام
 روز کا تعلق کسی مجرم گروہ سے ہو گیا ہے۔ اور ڈکسن اس معاملے
 میں انتہائی اصول پسند تھا۔ اس لئے ڈکسن کا کانٹا ہی سرے
 سے ہٹا دیا گیا۔ اور مادام روز ہی دائرہ روز کی سربراہ بھی
 بن گئی۔ اس لئے جب فوزیہ کی اس عجیب و غریب کارروائی
 کے بعد مادام روز کا پیغام سامنے آیا تو کچھ بات سمجھ میں
 آنے لگی۔ مادام روز اپنی دونوں حیثیتیں استعمال کر رہی ہے۔
 بحیثیت مادام روز وہ مجھے خطرے سے آگاہ کر رہی ہے۔
 اور بحیثیت مجرم تنظیم سے تعلق کے وہ اپنا مقصد بھی
 حاصل کرنا چاہتی ہے اگرچہ خط عام سا ہے۔ اس پر کوئی خصوصی
 چیز موجود نہیں ہے تو پھر یقیناً اس ڈبل کی مشینری میں کوئی
 ایسی چیز موجود ہے جس کا علم کم از کم مجھے نہیں ہو سکا جہاں
 تک اس فائل کا تعلق ہے۔ یہ فائل بیکار ہے۔ اس کان
 سے نہ کافرستان کو کوئی دلچسپی ہو سکتی ہے اور نہ گریٹ
 لینڈ کی کسی مجرم تنظیم کو۔ اس لئے طاہر صاحب اصل میں
 ہمیں کسی خاص مقصد کے لئے الجھایا جا رہا ہے۔ اور ہمیں
 اب وہی خاص مقصد ہی تلاش کرنا ہے۔“ — عمران نے
 اس بار پہلے جیسی سنجیدگی سے کہا۔ اور پھر اس نے پیش
 ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور ریسور اکٹھا کر نمبر ڈائل کرنے
 شروع کر دیئے۔

”یس — مائی اسٹار کلب“ — رابطہ قائم ہوتے
 ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔
 ”کلب کے سیکرٹری مارون سے بات کرو۔ میں پاکیشیا
 سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں“ — عمران نے
 سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ہولڈ کریں“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔
 اور چند لمحوں بعد ایک دوسری آواز سنائی دی۔
 ”مارون سپیکنگ“ — بولنے والے کا لہجہ سپاٹ
 تھا۔

”پرنس آف ڈھمپ۔ ممبر شپ نمبر ایس۔ بحرقی“ —
 عمران کا لہجہ بھی سپاٹ ہو گیا۔

”ادہ یس۔ پرنس۔ فرمائیے۔ کلب آپ کی کیا خدمت کر
 سکتا ہے“ — اس بار مارون کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

”دائرہ روز کی مادام روز۔ اس کی سوتیلی بیٹی جینیٹا
 اور مجرم تنظیم کا ریکا خاص طور پر اس کے دو ایجنٹوں فوزیہ
 اور سعادت مند خان کے بارے میں تفصیلات چاہیں۔“ —
 عمران نے اُسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

”دس منٹ بعد دوبارہ فون کریں“ — مارون نے کہا
 اور عمران نے ریسور رکھ دیا۔

”یہ معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی ہے“ — بلیک
 زیرو نے کہا اور عمران نے زبان سے کچھ کہنے کی بجائے صرف

اثبات میں سر ملا دیا۔ پھر دس منٹ بعد عمران نے دوبارہ
کال ملائی۔

”پرنس آف ڈھب۔ معلومات تو بے حد تفصیلی ہیں آپ
بتہ بتا دیں اسے پیش منسجر کے ذریعے آپ تک بھیجا دیا جائے
رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مارون نے کہا۔
”موٹی موٹی باتیں بتا دو فون پر ہی۔ اتنا دقت نہیں ہے کہ
میں پیش منسجر کے انتظار میں بیٹھا رہوں۔“ عمران نے
سخت لہجے میں کہا۔

”اوس کے۔ مادام روز وائٹ روز کی سربراہ بھی ہے۔ اور
بحرم تنظیم کاریکا کی خفیہ سربراہ بھی ہے۔ کاریکا تنظیم
دو سال قبل وجود میں آئی ہے۔ لیکن ان دو سالوں میں اس
نے انتہائی اہم کارنامے سرانجام دیے ہیں۔ کاریکا کا فیلڈ
عام جرائم سے قطعی مختلف ہے۔ یہ انتہائی قیمتی نوادرات
چوری کرتی ہے اور پھر ان نوادرات کو فروخت کر دیتی ہے۔
اب تک یورپ، افریقہ اور ایشیا میں موجود انتہائی قیمتی
نوادرات یہ چوری کر کے فروخت کر چکی ہے۔ مادام روز
اس کی سربراہ ضرور ہے لیکن عملی سربراہ جینیٹا ہے۔
جو مادام روز کی سوتیلی بیٹی بھی ہے۔ انتہائی ذہین، تیز طرار
لڑکی ہے۔ فوزیہ اور سعادت مندرخان نام کے کوئی ایجنٹ
دونوں تنظیموں میں نہیں ہیں۔“ مارون نے موٹی موٹی
باتیں بتاتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔“ عمران نے کہا اور ریسور رکھ دیا۔
”نوادرات چوری کرتے ہیں۔ لیکن آپ کا نوادرات سے کیا تعلق“
بلیک زیمو جولاؤڈرپ ساری بات چیت سن رہا تھا عمران کے ریسور
رکھتے ہی بے اختیار بول پڑا۔

”اب میرا شمار بھی شاید نوادرات میں ہونے لگ گیا ہے۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار بلیک زیمو بے اختیار
کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”میں اپنے فلیٹ جا رہا ہوں تاکہ اگر جینیٹا جیسی خوب صورت
لڑکی مجھے چرانا چاہے تو میں بعد مسرت و انبساط چوری ہو سکوں۔
تم دیے جو لیا کو فون کر کے کہہ دینا کہ وہ اس نوادر چور جینیٹا
کی مکمل نگرانی کر لے۔“ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے
کہا اور بلیک زیمو نے سر ہلا دیا۔

پاس ایک ایسی چیز ہے جسے آپ یقیناً پسند فرمائیں گے۔ اور شاید یہ چیز نوادرات کی دنیا کی سب سے قدیم اور سب سے قیمتی چیز ہو۔ یہ ایک زیور ہے تانبے کا بنا ہوا اور شاید ہزاروں سال قبل کا۔ دوسری طرف سے بولنے والی کوئی غیر ملکی عورت تھی۔ جو مسلسل بولے چلی جا رہی تھی۔ لہجے سے کوئی نوجوان عورت لگتی تھی۔

”پہلے آپ اپنا تعارف تو کرائیے۔“ سر آفتاب خالد نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”میرا نام جنیٹا ہے اور میرا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”مس جنیٹا! آپ کا نام تو میں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ بہر حال آپ چاہتی کیا ہیں۔“ سر آفتاب خالد نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

”میں گریٹ لینڈ سے یہاں اس لئے آئی ہوں کہ آپ سے مل کر اس زیور کی اصل اہمیت کا تعین کر سکوں۔ اس سلسلے میں اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی فیس بھی ادا کرنے کے لئے تیار ہوں۔“ دوسری طرف سے جنیٹا نے جواب دیا۔

”لیکن آپ نے اتنی دور تکلیف کیوں کی۔ گریٹ لینڈ میں نوادرات کے بڑے بڑے ماہر موجود ہیں۔“ سر آفتاب خالد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔ لیکن بہر حال میری نظروں میں آپ سے بڑھ کر

سر آفتاب خالد اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھے اپنے سامنے رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے پتھر کو جس پر باریک لکیریں تھیں بغور دیکھنے میں مصروف تھے ان کے ہاتھ میں ایک دستی آتش شیشہ تھا اور وہ اس کی مدد سے اس چھوٹے سے پتھر کو اس قدر باریک بینی سے دیکھ رہے تھے جیسے پتھر پر بنی ہوئی انتہائی باریک لکیروں کی گنتی کر رہے ہوں کہ اچانک پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ سر آفتاب خالد بے اختیار چونک پڑے۔ انہوں نے شیشہ ایک طرف رکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر ریپور اٹھا لیا۔

”یس۔ آفتاب خالد بول رہا ہوں۔“ سر آفتاب خالد کی آواز میں ہلکی سی جھنجھلاہٹ موجود تھی۔

”سر خالد! میں آپ کے لئے اجنبی ضرور ہوں۔ لیکن میرے

کوئی نہیں ہے۔“ جنیٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "تعریف کا شکریہ۔ بہر حال جب تک میں اسے دیکھوں
 ناں۔ کیا کہہ سکتا ہوں۔" سر خالد نے مسکراتے ہوئے
 جواب دیا۔

"تو میں اسے لے کر حاضر ہو جاؤں آپ کے پاس۔"
 دوسری طرف سے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا گیا۔
 "اوہ ضرور۔ آپ کو میرے غریب خانے کا تو علم ہو گا ہی"
 سر آفتاب خالد نے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ جیسے بین الاقوامی شہرت یافتہ آدمی کا پتہ
 کیسے چھپا رہ سکتا ہے۔ بہر حال میں حاضر ہو رہی ہوں شکریہ۔"
 دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو
 گیا۔ سر آفتاب خالد نے ریسور رکھا اور پھر سائیڈ پر پڑے
 ہوئے انٹرکام کا ریسور اٹھا لیا۔

"یس سر۔" ریسور اٹھاتے ہی ایک مردانہ آواز
 سنائی دی۔

"شاکو۔ ایک مختصر مہ جنیٹ انامی مجھ سے ملنے آرہی ہیں انہیں
 عورت سے ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ اور پھر مجھے اطلاع کرو۔"
 سر آفتاب خالد نے حکمانہ لہجے میں کہا۔ اور دوسری طرف
 سے یس سر کے الفاظ سن کر انہوں نے ریسور رکھ دیا۔ اور
 ایک بار پھر آتشی شیشہ اٹھا کر غور سے اس پتھر کو دیکھنا شروع
 کر دیا۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔

اور سر خالد سمجھ گئے کہ جنیٹ کی آمد کی اطلاع دی جا رہی
 ہوگی چنانچہ انہوں نے ایک طویل سانس لے کر آتشی شیشہ
 ایک طرف رکھا اور ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھا لیا۔
 "یس۔" سر خالد نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"مس جنیٹ التشریف لاتی ہیں اور ڈرائنگ روم میں آپ کی
 منتظر ہیں۔" دوسری طرف سے ان کے سیکرٹری شاکو
 کی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔ میں آرہا ہوں۔" سر خالد نے کہا اور ٹیبل
 لیمپ بجھا کر وہ اٹھٹے اور پھر بیردنی دروازے کی طرف بڑھ
 گئے۔ لیکن دروازہ کھولنے سے پہلے انہوں نے دروازے کے
 ساتھ اندرونی دیوار پر لگے ہوئے ایک بڑے سے سوکچ پینل
 پر موجود مختلف بٹن دبلتے تو اس پورے کمرے کی چھت پر
 جگہ جگہ سرخ لائٹیں سی جلی اٹھیں اس کے ساتھ ہی دروازہ بھی
 کھل گیا۔ اور سر خالد دروازے سے باہر آگئے۔ انہوں
 نے دروازہ بند کیا۔ اور پھر سائیڈ کی دیوار کے ایک مخصوص
 حصے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ دوسرے لمحے ہلکی سی سر کی آواز سنائی
 دی اور دروازے کی جگہ دیوار نظر آنے لگ گئی۔ اب کوئی قریب
 سے دیکھ کر بھی اندازہ نہ لگا سکتا تھا۔ کہ یہاں کوئی دروازہ بھی
 ہو سکتا ہے۔ سر خالد نوادرات میں بین الاقوامی شہرت کے
 ریسرچ سکالرم تھے۔ اور اس شعبے میں ان کی خدمات اس قدر
 زیادہ تھیں کہ انہیں سر کا خطاب دیا گیا تھا۔ پوری دنیا میں

نوادرات کے بارے میں ان کی رائے کو انتہائی وقعت دی جاتی تھی وہ ادھیڑ عمر آدمی تھے۔ لیکن ان کی صحت جوانوں جیسی تھی۔ قلبیہ اور جسم چھریہ تھا۔ ان کے جسم پر مخصوص گاؤں تھا۔ چونکہ انہیں دنیا بھر کی حکومتوں سے انتہائی قیمتی نوادرات مطالعہ کے لئے بھیجے جاتے تھے اور خود ان کے پاس بھی انتہائی قیمتی نوادرات کا کافی بڑا ذخیرہ تھا۔ اس لئے انہوں نے ان نوادرات کی حفاظت کا انتہائی مخصوص انتظام کر رکھا تھا۔ ایسا انتظام کہ ان کے اپنے چاہنے کے باوجود بھی دوسرا آدمی ان کے اس خاص کمرے میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ داخل ہونا تو ایک طرف وہ اسے ٹریس ہی نہ کر سکتا تھا۔ انہوں نے شادی نہ کی تھی۔ اس لئے وہ ملازموں کے ساتھ اکیلے رہتے تھے۔ چونکہ یورپ کے کئی ملکوں اور ایکریلیا نے انہیں باقاعدہ اپنا مشیر مقرر کر رکھا تھا۔ اس لئے انہیں لمبی لمبی رقمیں باقاعدگی سے ملتی رہتی تھیں۔ ویسے بھی ان کے تحقیقاتی مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ جن کی رائلٹی ہی اتنی ہو جاتی تھی کہ وہ کسی نواب کی طرح رہ سکتے تھے۔ اور پھر حکومت پاکیشیا نے بھی ان کا باقاعدہ مشاہرہ مقرر کر رکھا تھا۔ اس لئے اس معاملے میں وہ واقعی نوابوں جیسی ٹھاٹھ باٹھ سے زندگی گزارتے تھے۔ سرخالد کو اپنے موضوع پر اتھارٹی تھی۔ اور اس لحاظ سے پوری دنیا میں ان کی شہرت تھی۔ لیکن ذہنی طور پر وہ قدرے حسن پرست واقع ہوئے تھے اور چونکہ بعض وجوہات کی بنا پر انہوں نے شادی نہ کی تھی۔ اس لئے حسن پرستی

کی جس میں کچھ زیادہ ہی اضافہ ہو گیا تھا۔ لیکن کم دار کے لحاظ سے وہ انتہائی اصول پسند بھی تھے۔ اور حسن پرستی بس صرف بات چیت کی حد تک ہی محدود رہتی تھی۔ لیکن اس حسن پرستی کا تمام تر انحصار ان کے پیشے سے ہٹ کر تھا۔ وہ کسی بھی صورت میں اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی کو کوئی رعایت دینے کے قائل نہ تھے۔ اور ایسے معاملات میں حسین سے حسین عورت بھی کبھی انہیں نہ جھکا سکی تھی۔

سرخالد جیسے ہی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے سامنے صوفے پر بیٹھی ہوئی نوجوان اور انتہائی خوب صورت لڑکی دیکھ کر ایک لمحے کے لئے تو واقعی ششدر رہ گئے۔ ان کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ آنے والی جلیڈ اس قدر خوب صورت اور طرہ دار بھی ہوگی۔

”میں عظیم سرخالد کی خدمت میں مؤدبانہ سلام پیش کرتی ہوں۔“ اس نوجوان لڑکی نے اٹھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سرخالد کے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔ اور سرخالد کو اس کی آواز سن کر یوں محسوس ہوا جیسے دور کہیں مندر میں کانسی کی گھنٹیاں بج اٹھی ہوں اس لڑکی کی آواز بھی اس کے سر پر کی طرح بیدار حسین اور دلکش تھی۔ حالانکہ فون پر آواز اس قدر دلکش محسوس نہ ہوئی تھی۔ ”اوہ۔ مس جلیڈ! آپ کس قدر حسین ہیں۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ شاید کوئی بوڑھی عورت آئے گی۔ لیکن آپ تو خود حسن کے معاملے میں نوادر ہیں۔“ سرخالد نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"اس تعریف کا شکریہ سر خالد۔ ویسے سچی بات تو یہ ہے کہ آپ کو دیکھنے سے پہلے میرے تصور میں آپ کا سراپا بھی کچھ اس قسم کا تھا کہ شاید آپ بہت بوڑھے اور ریشہ زدہ ٹائپ کے آدمی ہوں گے لیکن آپ تو جوانوں کو بھی مات کھاتے ہیں۔" جنیڈا نے بڑے رومانی سے لہجے میں کہا تو سر خالد کے چہرے پر اپنی تعریف سے چمک سی آگئی۔

"شکریہ۔ تشریف رکھئے۔ واقعی آپ سے مل کر مجھے بے حد مسرت ہوئی ہے۔" سر خالد نے کہا اور جنیڈا مسکراتی ہوئی واپس صوفے پر بیٹھ گئی۔ سر خالد سامنے والے صوفے بیٹھ اُسے غور سے دیکھنے لگے۔

"سر خالد میں نے آپ کو ڈسٹرب تو نہیں کیا۔ میں نے سنا ہے کہ آپ بے حد مہر و ف رہتے ہیں۔" جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں مس جنیڈا۔ میرا کام انتہائی خشک اور بورڈ ٹائپ کام ہے اور اکیلے رہتے رہتے میں خود بھی تنگ آجاتا ہوں۔ ایسے وقت میں اگر آپ جیسی خوب صورت حسینہ کے ساتھ چند لمحے گزارنے کا موقع مل جائے تو اسے میں اپنی خوش قسمتی ہی سمجھتا ہوں۔" سر خالد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اُسی لمحے ملازم ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر آیا۔ اور اس نے ٹرالی پر رکھے ہوئے مشروب کے دو گلاس اٹھا کر ان کے سامنے

رکھ دیئے۔

"لیجئے۔ یہ میرے ملک کا سب سے لذیذ اور فرحت بخش مشروب ہے۔" سر خالد نے کہا اور خود بھی ایک گلاس اٹھا لیا۔

"شکریہ۔" جنیڈا نے کہا اور پھر ایک چسکی لینے کے بعد اس نے واقعی دل کھول کر مشروب کی تعریف کرنی شروع کر دی۔ "وہ زیور کیا آپ مجھے دکھائیں گی۔" سر خالد نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔" جنیڈا نے کہا اور پھر ہاتھ میں موجود پرس کھول کر اس نے ایک خوب صورت سی ڈبی نکالی اور اُسے بڑے مؤدبانہ انداز میں سر خالد کی طرف بڑھا دیا۔

سر خالد نے ڈبی لے کر اُسے کھولا تو ان کی آنکھوں میں بے اختیار چمک سی لہرا اٹھی۔ ڈبی میں ایک چھوٹا سا زیور رکھا ہوا تھا۔ اور اُسے ایک نظر دیکھتے ہی وہ سمجھ گئے تھے کہ جنیڈا واقعی درست کہہ رہی ہے۔ یہ ہزاروں سال پرانا زیور ہے۔ اس زمانے کا جب دنیا پر تانبے کا دور تھا۔ اور ہر چیز تانبے سے بنائی جاتی تھی۔ تاریخی لحاظ سے اس زیور کا تعلق پاکیشیا کی ہی قدیم تاریخ سے تھا۔ قدیم تاریخ کی جس ملکہ کا یہ سیٹ تھا۔ اس ملکہ کا ایک بت کھدائی میں مل چکا تھا۔ اس کے گلے میں اس کا پورا سیٹ موجود تھا۔ جو اس جیسے چھوٹے چھوٹے تین ٹکڑوں پر مشتمل تھا۔ لیکن باوجود انتہائی کوششوں کے ان تینوں میں

سے ایک بھی دستیاب نہ ہو سکا تھا اور اب اچانک ان میں سے ایک ان کی نظروں کے سامنے تھا اور وہ آنکھیں پھاڑے حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

”مس جنیڈا۔ یہ آپ کو کہاں سے ملا ہے۔“ سر خالد نے پوچھ کر زور کو دیکھتے ہی ایک لحاظ سے وہ وقتی طور پر جنیڈا کا حسن بھی بھول گئے تھے۔

”سر خالد۔ پہلے آپ یہ بتائیں کہ میں نے جو کچھ فون پر آپ سے کہا تھا وہ درست ہے یا نہیں۔“ جنیڈا نے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں درست ہے مس جنیڈا۔ یہ واقعی دنیا کا انتہائی قیمتی نوا در ہے۔ تاریخی لحاظ سے اس کا پورا سیٹ ہونا چاہیے۔ بہر حال یہ ٹکڑا بظاہر اس سیٹ کا ایک حصہ ہے۔ آپ نے بتایا نہیں کہ یہ آپ کو کہاں سے ملا ہے۔“ سر خالد نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اسے میں نے ایک سیاح سے خریدا ہے۔ اسے یہ آپ کے ملک کے مشہور تاریخی قلعہ راکاس سے ملا تھا۔“ جنیڈا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ نے خریدا ہے۔ کیا مطلب۔ کیا آپ نوادرات کے بارے میں کچھ جانتی ہیں۔“ سر خالد نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ کچھ کچھ جانتی ہوں۔ لارڈ کلاڈس سے تو آپ واقف

ہی ہوں گے۔“ جنیڈا نے کہا اور سر خالد لارڈ کلاڈس کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

”لارڈ کلاڈس۔ ہاں۔ انہیں کون نہیں جانتا۔ مگر.....۔“ سر خالد نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں ان کی سیکرٹری بھی رہی ہوں اور شاگرد بھی۔“ جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ادہ ادا۔ پھر تو آپ واقعی اس بارے میں بہت کچھ جانتی ہوں گی۔“ سر خالد نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن بہر حال آپ کے سامنے تو میری حیثیت طفلِ مکتب کی سی ہے۔“ جنیڈا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور سر خالد کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا۔

”اب آپ کیا چاہتی ہیں۔ مجھے کھل کر بتائیں۔ میں ہر لحاظ سے آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔“ سر خالد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سر خالد۔ اگر آپ واقعی مدد کرنا چاہتے ہیں تو پھر پہلی بات تو یہ کہ اس کی اہمیت کے بارے میں اپنی تصدیق شدہ رائے دے دیں۔ دوسری بات یہ کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ کے پاس

راکاس کی قدیم بنیادوں سے ملنے والا ملکہ توری کا ایک بت ہے۔ جس کے گلے میں ان زیورات کا سیٹ بنا ہوا ہے۔

آپ وہ بت مجھے فروخت کر دیں۔ جو قیمت آپ چاہیں میں ادا کر دوں گی۔ نقد رقم کے علاوہ بھی آپ جو چاہیں۔“ جنیڈا

نے بڑے بے باکانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔
 "مس جنیڈا۔ جہاں تک اس کی اہمیت کے بارے میں،
 کا تعلق ہے تو میں اسے اپنی لیبارٹری میں باقاعدہ چیک کر
 گا۔ اس کے بعد اگر یہ اصلی ثابت ہوا تو ضرور اپنی تصدیق
 شدہ رائے دوں گا۔ اور آپ کی یہ بات درست ہے کہ وہ
 تاریخی بت میرے پاس موجود ہے۔ لیکن میں ایسے نوادر فردخ
 نہیں کیا کرتا۔ اس لئے اس معاملے میں آپ مزید کوئی بار
 نہ کریں گی۔" سرخالد نے یک لخت سنجیدہ ہوئے
 ہوئے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی۔ ظاہر ہے اس سلسلہ میں آپ کو مجبور
 نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن میری ایک درخواست تو بہر حال آپ
 کو ماننی ہی پڑے گی۔ کہ آپ مجھے اس تاریخی بت کو دیکھنے کا
 موقع ضرور دیں گے۔" مس جنیڈا نے کہا۔
 "بت تو میں اپنے خاص کمرے سے باہر نہیں نکال سکتا۔
 البتہ اس کا نوٹ میں آپ کو دے سکتا ہوں اور یہ زیور آپ
 میرے پاس چھوڑ جائیں۔ کل اس سلسلے میں میں اپنی رائے اور
 زیور آپ کو دے دوں گا۔" سرخالد نے سنجیدہ لہجے
 میں کہا۔

"کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ آپ ابھی اس پر اپنی رائے
 دے دیں اور ساتھ ہی اپنے خاص کمرے میں مجھے لے جا کر وہ
 بت بھی دکھا دیں۔ اگر آپ کو کسی قسم کا کوئی خطرہ محسوس ہو رہا

ہو۔ تو میں اس کے لئے ضمانت دینے کے لئے تیار ہوں۔"
 جنیڈا نے بھی اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 "ضمانت۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ کیسی ضمانت"
 سرخالد نے چونک کر قدرے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
 "اس بات کی ضمانت کہ میں آپ کے لئے یا آپ کے
 خاص کمرے یا نوادرات کے لئے کسی قسم کا کوئی خطرہ پیدا نہ
 کروں گی۔ آپ سر رحمان کے لڑکے علی عمران سے تو واقف
 ہیں۔" جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"علی عمران۔ ادہ آپ علی عمران کو جانتی ہیں۔" سرخالد
 عمران کا نام سن کر بڑی طرح چونک پڑے تھے۔
 "نہ صرف جانتی ہوں بلکہ اگر آپ چاہیں تو ابھی انہیں فون کر کے
 میرے متعلق پوچھ سکتے ہیں۔ میں اس تاریخی بت کو اپنی آنکھوں
 سے ایک بار دیکھنا چاہتی ہوں۔ بہر حال یہ میری زندگی کی ایک
 خواہش ہے۔ چاہے یہ کسی بھی طرح پوری ہو۔" جنیڈا نے
 بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"علی عمران کو اس مضمون پر واقعی بے حد وسیع ناچ ہے۔
 اور میں اس نوجوان کی صلاحیتوں سے بے حد متاثر ہوں۔ دو
 سال قبل سر رحمان کے ایک گھریلو فنکشن میں میری اس سے
 ملاقات ہوئی تھی۔ آپ کو شاید علم نہ ہو سر رحمان سے ہمارے انتہائی
 قریبی خاندانی تعلقات رہے ہیں۔ یہ علی عمران دیسے تو انتہائی
 لاابالی، شریہ اور شگفتہ مزاج نوجوان نظر آتا ہے۔ لیکن جب

اس نے اس موضوع پر بات کی تو آپ یقین کیجئے کہ مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں اس کے مقابلے میں طفلِ مکتب ہوں۔ میں نے گزشتہ دنوں اپنے ایک ریسرچ پیپر میں اس واقعے کا بطور حوالہ ذکر کرتے ہوئے اس عمران کی بے پناہ معلومات کا ذکر بھی کیا تھا۔ مجھے بہر حال یہ سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے کہ اس عمران سے آپ کے تعلقات تو ایسے ہیں کہ وہ آپ کی ضمانت دے سکتا ہے۔ لیکن مس جنیٹہ! میں اس معاملے میں ایک تو انتہائی اصول پسند واقع ہوا ہوں۔ دوسری بات یہ کہ میں نے اپنی لیبارٹری یا کمرہ جو آپ کہہ لیں۔ اس کے حفاظتی انتظامات اس طرز پر کئے ہوئے ہیں کہ اب میں بھی چاہوں تو دہا کسی آدمی کا داخلہ ممکن نہیں ہے۔ سر خالد نے کہا۔

"چلیے یہ تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ اس بت کو اپنے کمرے سے یہاں لے آئے۔ میں اسے دیکھ لوں پھر آپ واپس لے جائیے اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اصل بات میں آپ کو بتاؤں کہ عمران اور میں مل کر ان زیورات کی تلاش کر رہے ہیں۔ اور اس زیور کی بھی میں اکیلی مالک نہیں ہوں عمران بھی اس میں میرا شریک ہے۔ اور اس کے دوسرے دو ٹکڑوں کی تلاش کے لئے ہمیں اس بت کو بغور دیکھنا بے حد ضروری ہے۔ عمران صاحب نے مجھے کہا ہے کہ میں آپ کے پاس جاؤں اور اسے دیکھ لوں۔ کیونکہ وہ کسی اور اہم کام میں مصروف ہیں۔ ورنہ وہ میرے ساتھ آتے لیکن انہوں نے کہا ہے کہ اگر سر خالد کو

تذبذب ہو تو میری ان سے فون پر بات کرادیں۔" جنیٹہ نے تفصیلی بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو تو سکتا ہے۔ لیکن اگر عمران ساتھ آجاتا تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی۔" سر خالد نے قدرے تذبذب بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں فون کر کے آپ سے بات کرادوں۔" جنیٹہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے کرادیں۔ میں ان سے خود بھی اس بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔" سر خالد نے کہا اور جنیٹہ نے جلدی سے سامنے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کر کے شروع کر دیتے۔

"ہیلو۔۔۔ میں جنیٹہ اسپارک بول رہی ہوں۔" ریسیور اٹھنے کی آواز سنتے ہی جنیٹہ ابول پڑی۔

"اوہ۔ آپ۔ ویسے میرا کھانا ابھی پوری طرح ہضم نہیں ہوا۔ بخانے یہ ہوٹل رہنمے والے کھانوں میں کیا ڈال دیتے ہیں۔ یوں لگ رہا ہے جیسے کھانے کی بجائے کوہِ سلیمان کے پتھر معدے میں موجود ہوں۔ البتہ اب شاید آپ کی دلکش آواز سن کر یہ پتھر موم ہو جائیں تو اور بات ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ خوب صورت آواز سن کر پتھر بھی موم ہو جاتے ہیں۔ لیکن مسئلہ تو پھر بھی وہی رہے گا۔ موم بھی آسانی سے ہضم نہیں ہو سکتی۔" عمران کی زبان چینی کی طرح چل رہی تھی۔ چونکہ جنیٹہ نے ریسیور

بڑی طرح کان سے نہ چپکایا تھا۔ اس لئے ہلکی سی آواز سرخا کے کانوں تک بھی پہنچ رہی تھی۔ وہ عمران کی اس شوخ گفتگو پر بے اختیار مسکرا رہے تھے۔

”یہ تو اچھا ہوا عمران کہ ابھی تمہارا کھانا ہضم نہیں ہوا۔ تم سنجیدہ ہو۔ تب ہی اس رفتار سے گفتگو کر رہے ہو۔ اگر کھانا ہضم ہو چکا ہوتا تو پھر تمہاری بات کرنے کی سپیڈ ہوتی۔“ جنیڈا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”پھر تو میں بھوک سے نڈھال ہو چکا ہوتا۔ پھر پائے بھوک پائے بھوک کے الفاظ ہی نکلتے۔“ دوسری طرف سے عمران نے جواب دیا۔ اور جنیڈا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”سنو عمران۔ سر خالد سے میری بات ہو گئی ہے وہ اب تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“ جنیڈا نے ایک لمحت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور ریور سر خالد کی طرف بڑھا دیا۔

”ہیلو عمران۔ میں خالد بول رہا ہوں۔ تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ مجھ سے ملنے آؤ گے۔ لیکن پھر تمہاری آمد ہی نہ ہوئی۔“ سر خالد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کوئی آپ کے شایان شان نوادر ملتا تو میں حاضر ہوتا ویسے آپ کے متعلق لوگ سچ کہتے ہیں کہ نوادر خود اپنے قدموں چل کر آپ کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ چاہے اُسے گریٹ لینڈ سے ہی کیوں نہ آنا پڑے۔“ دوسری طرف سے عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور سر خالد بے اختیار ہنس

پڑے وہ عمران کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ عمران جنیڈا کو نوادر کہہ رہا ہے۔

”مس جنیڈا واقعی حسن میں نوادر کا ہی درجہ رکھتی ہیں۔ اور مجھے خوشی ہے کہ تمہارے ساتھ مل کر کام کر رہی ہیں۔ لیکن اب یہ ضد کر رہی ہیں کہ میں انہیں ملکہ توری کا بت دکھا دوں۔“ سر خالد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دیکھنے دکھانے میں تو کوئی حرج نہیں ہوتا۔“ سر خالد۔ صل مسئلہ تو اس کے بعد شروع ہوتا ہے۔“ دوسری طرف سے عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور سر خالد اس کی بات سن کر بڑی طرح چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔“ میں سمجھا نہیں کیا مسئلہ۔“ سر خالد نے کہا۔

”ابھی آپ کی شادی ہو نہیں ہوئی۔ ورنہ دیکھنے دکھانے کا مسئلہ بھی آپ کی سمجھ میں آ جاتا۔ بہر حال اسے کھانے پینے کا مسئلہ کہتے ہیں۔ چاہے جوتے کھانے پٹیں یا غصہ پینا پڑے۔“ دوسری طرف سے عمران نے جواب دیا اور سر خالد اب اس کی بات کا مطلب سمجھ اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

”میں سمجھ گیا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ تو پھر میں مس جنیڈا کو ملکہ توری کا بت دکھا دوں۔ گو یہ میرے اصول کے تو خلاف ہے۔“ لیکن میں تمہاری ذہانت کی قدر کرتا ہوں۔“ سر خالد

۷۱
میں ان پر اعتماد کا اظہار کیا تھا اس سے بھی انہیں اپنی شخصیت پر بے حد فخر محسوس ہوا تھا۔



”تو اس بار کاریکا کا ٹارگٹ سر خالد ہیں۔ لیکن مجھے فون کرنے سے جنیٹا کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔“
عمران نے ریپورر رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس بار جنیٹا اور اس کے ساتھیوں نے واقعی اُسے ذہنی طور پر بے حد الجھا کر رکھ دیا تھا۔ کسی بات کا کوئی سر پر ہی نظر نہ آتا تھا۔ پہلے فوزیہ اور اس کے باپ کی کارروائی پھر مدام روز کی طرف سے تلبے کی کان کے بارے میں خط اور اب جنیٹا کا یہ فون ویسے اگم اُسے معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی سے کاریکا کا اصل فیلڈ معلوم نہ ہو جاتا تو لازماً مزید الجھ جاتا۔ لیکن اب بھی بہر حال الجھن دور نہ ہوتی تھی۔ لیکن ظاہر ہے جب تک

نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”مس جنیٹا اگر کچھ دیکھنا چاہتی ہیں اور آپ کچھ دکھانا چاہتے ہیں تو اس میں میرا کیا دخل آگیا۔ یہی بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ اس بار عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

”تمہارا دخل اس لئے ضروری ہے کہ بہر حال مس جنیٹا میرے لئے اجنبی ہیں۔“ سر خالد نے کہا۔

”چند دن یہ سلسلہ جاری رہا تو بہر حال اجنبیت ختم ہو جائے گی۔ اتنا میں جانتا ہوں۔“ دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

”اور کے۔ میں سمجھ گیا۔ شکریہ۔“ سر خالد نے قدرے جھپٹتے ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے ریپورر رکھ دیا۔

”ٹھیک ہے مس جنیٹا۔ آپ یہاں تشریف رکھیں۔ میں وہ بت لے آتا ہوں اور اس کی تصویب بھی۔ لیکن اس زیور کے بارے میں حتمی رائے میں ایک دو روز میں ہی دے سکوں گا۔“ سر خالد نے ریپورر رکھ کر سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مجھے آپ پر مکمل اعتماد ہے سر خالد۔ آپ بے شک اسے دس روز اپنے پاس رکھیں۔ بس وہ بت مجھے دکھا دیں۔ یہ

میری حسرت بھی ہے اور خواہش بھی۔“ جنیٹا نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر خالد سر ملاتے ہوئے اکٹھے اور پھر زیور والی ڈبیا لے کر وہ ڈرائنگ روم کے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ مس جنیٹا نے جس طرح اس قیمتی ترین زیور کے سلسلہ

جنیڈا ہنسی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

”کیا واقعی تمہاری مٹی تمہیں جوتیاں مارتی ہیں۔ کمال ہے۔“
جنیڈا نے ڈرائنگ روم کے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اس میں کمال کی کون سی بات ہے مس جنیڈا۔ ہمارے مشرق
میں ماں کے قدموں تلے جنت کا تصور موجود ہے اور قدموں تلے
جوتیاں ہی ہوتی ہیں۔“ — عمران نے کہا اور جنیڈا اکھلکھلا کر
ہنس پڑی۔

”واقعی مشرق ہر لحاظ سے مغرب سے منفرد ہے۔ بہر حال میں
تمہارا شکریہ ادا کرنے آتی ہوں کہ تم نے سر خالد کو میری
سفارش کر دی اور انہوں نے مجھے دنیا کا قیمتی ترین نوا در ملکہ توری
کا بت دیکھنے کی اجازت دے دی۔ یقین کر دو۔ مجھے سید خواہش
تقی ملکہ توری کے اس بت کو دیکھنے کی۔ سر خالد کسی طرح بھی
تیار ہی نہ ہو رہے تھے۔ لیکن تمہاری وجہ سے تیار ہو گئے۔“
جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ مجھے کہتیں ہیں ساتھ چل کر آپ کو ملکہ توری تو کیا ملکہ حسن
کا مجسمہ دکھا دیتا۔ آپ نے خواہ مخواہ اتنی سی بات کے لئے اتنا
لمبا پتھر چلایا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور
جنیڈا اکھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”مٹی نے مجھے بتایا تھا کہ تم بے حد ذہین نوجوان ہو۔ لیکن سچی
بات کروں مجھے تم میں ذہانت نام کی کوئی چیز ابھی تک نظر
نہیں آتی۔ اچھا اب مجھے اجازت۔ میں صرف تمہارا شکریہ

کوئی واضح بات سامنے نہ آتی وہ جنیڈا کے خلاف کوئی ایکشن نہ
لے سکتا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ بلیک زیرو کے حکم پر جنیڈا کی بھرپور
نگرانی کی جا رہی ہوگی۔ اس لئے وہ مطمئن تھا کہ اگر جنیڈا کوئی
دادات کرے گی تو بہر حال وہ اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو
سکے گی۔ اس لئے بھی اس نے دیکھنے کی حد تک سر خالد کو ایک
طرح اجازت دے دی تھی تاکہ جو کچھ بھی ہو کم از کم کھل کر سامنے
تو آجائے۔ کم از کم اس مسلسل الجھن سے تو نجات مل جائے گی۔
اور پھر اُسے ریسور رکھے آدھا گھنٹہ سی گزرا ہو گا کہ کال بیل
کی آواز سنائی دی اور عمران چونک کر اٹھا۔ اس نے ہاتھ
میں پکڑی ہوئی کتاب ایک طرف رکھی اور اٹھ کر بیرونی دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان کے نہ ہونے کی وجہ سے واقعی
اُسے بے حد ڈسٹرینس محسوس ہو رہی تھی۔ لیکن سلیمان کی
ہمیشہ جیاد تھی۔ اس لئے سلیمان نے چھٹی لے لی تھی اور یہ
ایسی مجبوری تھی کہ اُسے بہر حال برداشت کرنا پڑ رہا تھا عمران
نے جا کر دروازہ کھولا تو سامنے جنیڈا اکھڑی مسکرا رہی تھی۔
”مجھے یقین ہے تم نے اپنی مٹی سے فرینڈز شپ کی اجازت
لے لی ہوگی۔“ جنیڈا نے عمران کے بولنے سے پہلے ہی
بات کرتے ہوئے کہا۔

”ابھی تو میں جواب میں ان کی جوتیاں کھانے کی مہمت اکٹھی
کر رہا ہوں مس جنیڈا۔ سپاؤک۔ بہر حال آیتے۔ تشریف
لایتے۔“ — عمران نے مسکرا کر کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔

ہونٹ بھینچے چند لمحوں تک دروازے میں ہی خاموش کھڑا رہا۔
پھر دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے مڑا اور اس نے سب سے
پہلے الماری میں سے جدید گائیکر نکالا اور اس گائیکر کی مدد سے
اس نے بیرونی دروازے سے لے کر ڈرائنگ روم تک ہر وہ
جگہ اچھی طرح چیک کر ڈالی جہاں سے جینیڈا گزری تھی۔ یا جہاں بیٹھی
تھی۔ لیکن گائیکر مسلسل خاموش رہا۔ عمران کے چہرے پر اب
گہمیر سنجیدگی طاری تھی۔ جینیڈا واقعی اس کے لئے انتہائی پراسرار
ثابت ہو رہی تھی۔ گائیکر ایک طرف رکھ کر اس نے ٹیلی فون کا
ریسیور اٹھایا۔ اور انکو انٹرویو کے نمبر ڈائل کئے۔

”یس۔ انکو انٹرویو پلیز۔“ دوسری طرف سے چند لمحوں
بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”سر خالد کی رہائش گاہ کا نمبر دیجیے۔“ عمران نے سنجیدہ
لہجے میں کہا۔ اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے شکریہ
کہہ کر کمپیوٹر لی دبایا اور پھر آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع
کر دیا۔

”یس۔ خالد ڈس۔“ دوسری طرف سے کسی ملازم
کی آواز سنائی دی۔

”سر خالد سے بات کرنا۔“ میں علی عمران بول رہا ہوں۔
عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”جی بہتر۔ ہولڈ کیجیے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور
چند لمحوں بعد سر خالد کی آواز ریسیور پر گونجی۔

ادا کرنے آئی تھی۔ ابھی میں کچھ روز یہاں ہوں۔ کبھی آؤ ہوٹل۔ اس
بار ایسا کھانا کھلو آؤں گی جو جلد ہضم ہو جائے گا۔“ جینیڈا نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے۔ اتنی جلدی کہاں چل دیں۔ بیٹھو۔ میں تمہارے
لئے مشروب لے آتا ہوں۔ باورچی تو چھٹی پر ہے ورنہ تمہیں ڈنر
کے لئے روکتا۔ اور ڈنر میں مونگ کی دال کھلاتا جو قطعی ثقیل
نہیں ہوتی۔ فوراً ہضم ہو جاتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”شکریہ۔ پھر کبھی سہی۔ گڈ بائی۔“ جینیڈا نے مسکرا
کر کہا۔ اور تیزی سے واپس دروازے کی طرف مڑ گئی۔

”جب آپ گریٹ لینڈ جائیں تو مادام روز کو میرا سلام دینا۔
اور انہیں کہہ دینا کہ ذہانت کے لئے صرف حسین ہونا ہی کافی نہیں
ہوتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جینیڈا اس کی بات
سن کر تیزی سے پلٹی۔ اس نے ایک نظر عمران کو گھور کر دیکھا۔
دوسرے لمحے بے اختیار ہنس دی۔

”ٹھیک ہے۔ پیغام پہنچ جائے گا۔“ جینیڈا نے کہا۔ اور
پھر تیزی سے مڑ کر فلیٹ کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ
گئی۔ عمران ہونٹ بھینچے اس کے پیچھے تھا۔

”گڈ بائی۔ مجھے یقین ہے جلد ہی تمہیں احساس ہو جائے گا
کہ ذہانت دراصل ہوتی کیا ہے۔“ جینیڈا نے کہا۔ اور پھر
تیزی سے مڑ کر فلیٹ کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔
دوسرے لمحے وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتی نیچے چلی گئی۔ عمران

”ہیلو — خالد بول رہا ہوں“ — خالد کے لہجے میں ہلکی سی حیرت تھی۔

”خالد — مس جنیڈ آپ کے پاس آئی تھی۔ واپس چلی گئی ہے یا آپ کے پاس ہی ہے“ — عمران نے جان بوجھ کر یہ بات کرتے ہوئے کہا۔

”ابھی دس منٹ پہلے واپس گئی ہے۔ کیوں حیرت“ — خالد نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”کیا وہ ملکہ توری کا بت ساتھ لے گئی ہے“ — عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”ساتھ کیوں لے جاتی۔ اس قدر قیمتی نوادر میں اس کے حوالے کیسے کر سکتا تھا۔ وہ تو بندوق تھی کہ میں اسے اپنے خاص کمرے میں لے جاؤں۔ لیکن ظاہر ہے ایسا ناممکن تھا۔ اس لئے جب تم نے بھی اس سے واقفیت کا اظہار کر دیا تو میں نے البتہ اتنا کیا۔ کہ مادام توری کا بت خاص کمرے سے لاکر یہاں ڈرائنگ روم میں اُسے دکھا دیا۔ وہ اسے کچھ دیر غور سے دیکھتی رہی۔ پھر اس نے اسے شکریے کے ساتھ واپس کر دیا۔ البتہ اس کی تصویر اس نے اپنے پرس میں رکھ لی تھی۔ پھر وہ شکریہ ادا کر کے واپس چلی گئی۔ لیکن بات کیا ہے۔ تم آخر اس لہجے میں یہ بات کیوں پوچھ رہے ہو“ — خالد نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”کیا اس دوران آپ ڈرائنگ روم میں ہی موجود رہے تھے یا آپ کہیں اٹھ کر چلے گئے تھے۔ چاہے ایک منٹ کے لئے

ہی کیوں نہ گئے ہوں“ — عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ”نہیں۔ میں بھلا اس قدر قیمتی نوادر اپنی آنکھوں سے ادبھل کیسے ہونے دے سکتا تھا۔ میں اس کے سامنے بیٹھا رہا اور جب وہ چلی گئی تو میں نے وہ بت دوبارہ اپنے خاص کمرے میں پہنچا دیا۔ البتہ وہ اپنا ایک قیمتی ترین نوادر مجھے دے گئی ہے وہ بھی میرے پاس ہے“ — خالد نے جواب دیا۔

”اوہ۔ کون سا نوادر۔ ذرا تفصیل بتائیں“ — عمران نے چونک کر پوچھا۔ جواب میں خالد نے اس زیور کے بارے میں تفصیل سے بتا دیا۔

”کیا یہ زیور وہ آپ کو فروخت کر گئی ہے“ — عمران نے کہا۔

”ارے نہیں۔ میں نے صرف اس کی اہمیت کے بارے میں تصدیقی سرٹیفکیٹ دینا ہے۔ میں نے اُسے کہتا ہے کہ ایک دور دراز اس میں لگیں گے۔ کیونکہ مجھے اسے ہر لحاظ سے چیک کرنا پڑے گا۔ آج کل نقلی نوادرات بھی تو تیار ہونے لگ گئے ہیں“ — خالد نے کہا۔

”وہ زیور آپ اپنے خاص کمرے میں تو نہیں لے گئے“ — عمران نے چونک کر پوچھا۔

”میں اس وقت اپنے خاص کمرے سے ہی فون پر تم سے بات کر رہا ہوں اور زیور میرے پاس موجود ہے میں اس پر کام شروع ہی کرنے والا تھا کہ تمہارا فون آگیا۔ کیوں کیا

بات ہے۔۔۔ سر خالد کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔
 "سر خالد۔ آپ یہ زیور اور وہ بت دونوں لے کر فوری طور
 پر اپنے خاص کمرے سے باہر آجائیں۔ میں خود وہیں آ رہا ہوں۔
 ایسا نہ ہو کہ اس زیور کے اندر کوئی ایسی مشینری موجود ہو۔
 جس سے آپ کی ذات یا اس خاص کمرے کو کوئی نقصان پہنچ
 جائے۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کی بات سن
 کر سر خالد بے اختیار ہنس پڑے۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ میں نے اس زیور کو خاص کمرے
 میں لے جانے سے پہلے پوری طرح چیک کر لیا تھا۔ میں ہمیشہ
 ایسا ہی کرتا ہوں۔ بغیر کمپیوٹر چیکنگ کے میں کبھی کوئی چیز اپنے
 خاص کمرے میں نہیں لے جاتا اور وہ ہر لحاظ سے ادا کے ہے۔"
 سر خالد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہوگی۔ لیکن میں اسے خود چیک کرنا چاہتا
 ہوں۔ میں جلد ہی آپ کے پاس آ رہا ہوں۔ خدا حافظ۔"
 عمران نے کہا اور ہاتھ بٹھا کر اس نے زیور رکھا۔ اور اٹھ کر
 تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جب سے
 فوزیہ والا قصہ ہوا تھا وہ عام ٹیلی فون سے دانش منزل فون کرنے
 سے گریز کر رہا تھا۔ حالانکہ باوجود سخت ترین چیکنگ کے اسے
 کسی قسم کے آلے کی فلیٹ یا فون میں موجودگی کا علم نہ ہو سکا تھا۔
 لیکن اس کے باوجود بخانے کیوں اس کی چھٹی جس مسلسل سائمن
 بجائے چلی جا رہی تھی اور وہ اب واقعی اس سارے گورکھ دھند

کے ہاتھوں نہج ہو گیا تھا۔
 پیشی روم میں جا کر اس نے ٹیلی فون کا زیور اٹھایا اور
 نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
 "ایکسٹو۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیمو کی آواز
 سنائی دی۔"

"عمران بول رہا ہوں۔ جینیٹا کی نگرانی کی کوئی رپورٹ ملی ہے
 مہیں۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ ابھی چند لمحے پہلے جو لیا نے فون پر رپورٹ دی
 ہے۔ صفدر جینیٹا کی نگرانی کر رہا ہے۔ جینیٹا ہوٹل ریمنز
 سے جہاں وہ کھڑی ہوتی ہے۔ ٹیکسی پر بیٹھ کر ارباب کالونی
 کی کوٹھی نمبر ستانوے گئی۔ یہ کوٹھی سر خالد کی ہے جو آثار قدیمہ کے
 بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر ہیں۔ وہ وہاں ڈیوٹھ گھنٹے تک رہی۔
 اس کے بعد وہ باہر آئی اور ایک بار پھر ٹیکسی لے کر وہ آپ کے
 فلیٹ پر پہنچی۔ وہاں بقول صفدر اس نے ٹیکسی آپ کے فلیٹ
 کے نیچے روکے رکھی اور چند منٹوں بعد ہی واپس آگئی۔ اور
 پھر وہاں سے سیدھی ہوٹل ریمنز پر پہنچی اور ابھی تک اپنے
 کمرے میں ہے۔" بلیک زیمو نے تفصیل بتاتے ہوئے
 کہا۔

"ہوٹل میں اس کا فون چیک کر آیا ہے صفدر نے۔"
 عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اور بقول صفدر۔ نہ ہی اس نے کسی کو فون کیا اور۔"

نہ اُسے کوئی فون موصول ہوا۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ صفر کے ساتھ کسی اور نمبر کو بھی بھیج دو۔ اس کی چوبیس گھنٹے اور مکمل نگرانی کرو۔ بہر حال میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب خود جا کر اس سے صاف صاف باتیں کی جائیں۔ اس کے سوا اب اور کوئی چارہ نہیں رہا۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ریسیور رکھ کر وہ سپیشل کمرے سے نکلا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار ارباب کالونی کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ وہ جینیٹ اسے کھل کر بات چیت کرنے سے قبل سرخالد سے نہ صرف بات چیت کرنا چاہتا تھا بلکہ ایک نظر اس زیورہ اور اس بات کو بھی دیکھ لینا چاہتا تھا۔ ملازم نے اس کا نام سنتے ہی اُسے ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا۔ اور چند لمحوں بعد سرخالد ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

”سرخالد۔ وہ زیورہ اور وہ بت مجھے دکھا دیجئے۔“
رسمی علیک سلیک کے بعد عمران نے اپنے مطلب پر آتے ہوئے کہا۔

”میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ مجھے تم نے خود ہی فون پر کہا کہ جینیٹ آکو میں وہ بت دکھا دوں اور اب تم خود ہی پریشان ہو رہے ہو۔ آخر مسئلہ کیا ہے۔ کھل کر کیوں نہیں بتاتے سرخالد کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

”سرخالد مسئلہ ہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا۔ بہر حال مختصر طور پر اتنا بتا دیتا ہوں کہ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ جینیٹ اکا تعلق گریٹ لینڈ کی ایک ایسی مجرم تنظیم سے ہے جو نوادرات چوری کر کے انہیں خفیہ طور پر فروخت کرتی ہے۔ جینیٹ ایہاں میری ایک واقف کار کا حوالہ لے کر آئی۔ لیکن اس نے کوئی واضح بات نہ کی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اس نے جو کچھ کہنا ہے۔ اُسے کہہ لینے دیا جائے۔ تاکہ کم از کم اس کا اصل مقصد تو سامنے آئے۔ ویسے وہ شروع سے لے کر اب تک انٹیلی جنس کی نظروں میں ہے۔ لیکن آپ سے ملنے کے بعد وہ سیدھی میرے فلیٹ پر آئی اور میرا شکریہ ادا کیا کہ میری وجہ سے اُسے وہ بت دیکھنے کو مل گیا۔ لیکن اس کا چہرہ اور انداز بتا رہا تھا کہ وہ اپنا کوئی خاص مشن پورا کر چکی ہے۔ لیکن وہ مشن کیا ہے بس یہی بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔ پہلے میرا خیال تھا کہ شاید اس نے وہ بت کسی طرح تبدیل کر لیا ہے۔ یا پھر اس زیورہ میں کوئی خاص بم یا کوئی اور چیز رکھ کر اُسے آپ کے خاص کمرے میں پہنچانے کا بندوبست کیا گیا ہے شاید اس سے وہ کوئی خاص مقصد حاصل کرنا چاہتی ہو۔ لیکن آپ کی اس بات نے مسئلہ اور الجھا دیا ہے کہ وہ زیورہ ہی صاف ہے۔ اور بت بھی اس نے تبدیل نہیں کیا۔ تو پھر آخر کار وہ آپ کے پاس کیا کرنے آئی تھی۔ پھر آپ بتا رہے ہیں کہ وہ قیمتی تہین زیورہ بھی آپ کو دے کر چلی گئی ہے۔ اس کے اس پر اسے اس مشن کا تعلق اس زیورہ یا اس بت سے کسی نہ کسی طرح ہے۔ یہی وجہ ہے۔

کہ میں خود اس زیور اور بت کو دیکھنا چاہتا ہوں۔" — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور سر خالد کی آنکھیں حیرت سے پھلتی چلی گئیں۔

"مجرم تنظیم جو نوادرات چماتی ہے۔ ادہ کہیں جینیڈا کا تعلق کاریکا سے تو نہیں؟" — سر خالد نے کہا تو عمران ان کے منہ سے کاریکا کا سن کم مزید چونک پڑا۔

"آپ کو کاریکا کے بارے میں علم ہے؟" — عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں میں نے سنا ہوا ہے کہ گمریٹ لینڈ میں اس نام کی کوئی مجرم تنظیم ہے۔ جو نوادرات چوری کرنے کا دھندہ کرتی ہے۔ بس اس سے زیادہ کا مجھے علم نہیں ہے۔" — سر خالد نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ پلیز مجھے یہ دونوں چیزیں لاکر دکھا دیں۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات میری سمجھ میں آجائے جس سے یہ عقدہ حل ہو سکے کہ جینیڈا کا یہاں آنے کا اصل مقصد کیا ہے۔" — عمران نے کہا۔

"کیا تمہارا تعلق انٹیلی جنس سے ہے؟" — سر خالد نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا انٹیلی جنس سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کا سیرنٹنٹ میرا دوست ہے۔ میں اس کی مدد کے لئے اکثر کام کرتا رہتا ہوں اور جینیڈا کا کیس بھی انٹیلی جنس کے پاس ہے۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر خالد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ اٹھ کر اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ ان کی واپسی تقریباً پندرہ بیس منٹ بعد ہوئی۔ ان کے ہاتھ میں تانبے کا بنا ہوا ایک چھوٹا سا پیرانا بت تھا۔ اور ساتھ ہی ایک خوبصورت ڈبیا۔ ایسی ڈبیا جس میں زیورات وغیرہ رکھے جاتے ہیں۔

"یہ لو۔ خود دیکھ لو۔ تمہاری پیرا سرا د باتوں نے تو مجھے بھی ہلکا دیا ہے۔" — سر خالد نے بت اور ڈبیا عمران کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ عمران نے پہلے وہ بت اٹھایا اور اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ آرکیالوجی میں اُسے بھی بے حد دلچسپی تھی۔ اس لئے بت کو دیکھتے ہی اُسے احساس ہو گیا کہ بت واقعی انتہائی قدیم اور قیمتی نوادرات ہے۔

"تو یہ ہے ملکہ توری کا مجسمہ۔ اس کا تعلق کہاں سے ہے؟" — عمران نے پوچھا۔ اور جواب میں سر خالد نے مختصر طور پر اُسے بتا دیا کہ یہ راکا اس قلعے کی قدیم بنیادوں کی کھدائی کے دوران برآمد ہوا ہے۔ اور ہزاروں سال پرانا ہے۔ تانبے کے دور سے اس کا تعلق ہے۔ پھر زیور کے بارے میں انہوں نے بتا دیا کہ جو زیور جینیڈا لے آئی ہے یہ وہی زیور ہے جو اس مجسمے کی گردن میں موجود نظر آ رہا ہے۔ اور عمران راکا اس قلعے کا نام سن کر مزید چونک پڑا۔ کیونکہ راکا اس قلعہ بھی مغربی پہاڑی علاقے میں تھا۔ وہی علاقہ جہاں تانبے کی کان دریافت ہوئی تھی اور جس کی فائل حاصل کرنے کی اطلاع مادام روز کی طرف سے

جنیڈا لے کر آئی تھی۔

عمران نے مجسمہ رکھ کر ڈبیا اٹھا کر کھولی اور پھر اس کے اندر موجود زیور کو اٹھا کر غور سے دیکھنے لگا۔ یہ واقعی وہی زیور تھا۔
"کیا آپ نے اسے چیک کیا ہے۔ اصلی ہے یہ؟" — عمران نے کہا۔

"فی الحال تو سرسری طور پر دیکھا ہے۔ اصلی ہی لگتا ہے۔"
سر خالد نے کہا۔ اور عمران نے جیب سے ایک بال پوائنٹ نکالا۔ اور اس کے پچھلے حصے کو پریس کر کے اس کی نوک اس نے اس زیور سے لگا دی۔ لیکن قلم پر موجود چھوٹا سا بلب روشن نہ ہوا۔ تو عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے قلم ہٹا کر واپس جیب میں ڈالا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس زیور کے اندر کسی قسم کی کوئی مشینری وغیرہ موجود نہیں ہے۔

"ٹھیک ہے۔ آپ اسے اچھی طرح چیک کریں اور مجھے اجازت دیجئے۔" — عمران نے زیور ڈبیا میں رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اب زیادہ اچھی طرح چیک کر دوں گا۔ دیے اگر جنیڈا کے کسی پراسرار چکر کے بارے میں کوئی معلومات ملیں تو مجھے ضرور بتانا۔ اب تو میرے ذہن میں بھی تجسس جاگ اٹھا ہے۔" — سر خالد نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" — عمران نے کہا۔ اور پھر سر خالد سے مصافحہ کر کے وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر پورچ میں موجود

اپنی کار میں آکر بیٹھا اور چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ شاید زندگی میں پہلی بار عمران اس بُری طرح الجھ گیا تھا کہ اس کا ذہن ایک لحاظ سے ماؤف ہی ہو کر رہ گیا تھا۔



جنیڈا اہوٹل کے کمرے میں داخل ہوئی تو اس کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کی آنکھوں میں ایسی چمک تھی جیسے اس نے کوئی عظیم الشان سلطنت ایک قطرہ خون بہائے بغیر ہی فتح کر لی ہو۔ اس نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر سیدھی ٹیلی فون کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے ٹیلی فون پیس اٹھا کر اس کے نیچے دیکھا تو وہ چھوٹی سی پتری فون کے نیچے چپکی ہوئی موجود تھی۔ جنیڈا نے فون کو دوبارہ مینر پر رکھا اور کمرے پر بیٹھ کر اس نے ریسیور اٹھایا اور

تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔
 "یس" — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز
 سنائی دی۔

"جنیٹ ابول رہی ہوں" — جنیٹ نے تھکمانہ لہجے میں کہا۔
 "یس مدام۔ پاسٹر بول رہا ہوں" — اس بار دوسری
 طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔
 "کیارزلٹ رہا۔ رپورٹ دو" — جنیٹ نے تیز لہجے
 میں کہا۔

"دکٹری مدام" — دوسری طرف سے پاسٹر نے مسرت
 بھرے لہجے میں جواب دیا تو جنیٹ اکاچہرہ اور زیادہ چمک
 اٹھا۔

"تھینک گاڈ۔ مجھے بھی یہی توقع تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ
 اب ملکہ توری کے خفیہ خزانے کا راز ہم آسانی سے حاصل
 کر سکتے ہیں" — جنیٹ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے
 میں کہا۔

"یس مدام۔ اب کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی" —
 پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے بس یہی خطرہ تھا کہ ہمیں سرخالد کو زیور کی ڈبیا کو چیک
 کرنے کا خیال نہ آجائے۔ لیکن تھینک گاڈ اس کی طرف اس کی
 توجہ ہی نہیں رہی۔ حالانکہ اس کے متعلق مشہور ہے کہ بغیر
 اچھی طرح چیک کئے وہ کوئی چیز اپنے خاص کمرے میں نہیں لے

جاتا۔ بہر حال میرا پلان سو فیصد کامیاب رہا" — جنیٹ نے
 مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس مدام۔ مجھے بھی یہی خطرہ تھا۔ لیکن سرخالد کی ساری
 توجہ اس زیور کی طرف ہی رہی۔ ڈبیا کا اُسے خیال تک نہ آیا۔
 لیکن مدام میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اس خطرناک ایجنٹ
 علی عمران کو اس معاملے میں کیوں ہوشیار کیا گیا ہے۔ حالانکہ
 یہ کام انتہائی رازداری سے کیا جاسکتا تھا" — پاسٹر نے
 کہا اور جنیٹ ابلے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اچھا ہوا تم نے پوچھ لیا۔ میں تمہیں بتاتی ہوں۔ سرخالد
 انتہائی محب الوطن آدمی ہے۔ اس لئے یہ بات طے ہے کہ جیسے
 ہی اس نے اس زیور میں سے ملکہ توری کے خزانے کا راز یا نقشہ
 ٹریس کر لیا۔ وہ یقیناً اس کی اطلاع پاکیشیا حکومت تک پہنچا دے
 گا۔ اور پھر ملکہ توری کا خزانہ پاکیشیا حکومت کی تحویل میں چلا جائے
 گا۔ اس کو روکنے کے لئے ظاہر ہے۔ ہم نے فوری طور پر سر
 خالد کو ہلاک کر دینا ہے۔ اور سرخالد چونکہ بین الاقوامی شہرت کے
 آدمی ہیں۔ اس لئے ان کی ہلاکت نے پاکیشیا حکومت کو ہلا کر رکھ دینا
 ہے۔ لازماً یہاں کی سیکرٹ سروس جس کا نمائندہ عمران ہے۔
 اس قتل کی تحقیقات شروع کر دینی ہے اور اگر میں اس کے سامنے
 پہلے نہ آتی۔ اور بعد میں وہ مجھے ٹریس کر لیتا تو پھر یقیناً وہ اصل
 راز کی تہہ تک پہنچ جاتا۔ لیکن اب جب سب کچھ اس کے سامنے ہے۔
 تو وہ میری طرف سے مشکوک نہیں ہو سکتا۔ پھر میری آمد یہاں

قانونی ہے۔ میں نے جان بوجھ کر زیور عمر خالد کے حوالے کرتے ہوئے عمران سے فون پر بات کی اور پھر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کے فلیٹ میں گئی تاکہ وہ اس زیور کو چیک کر لے۔ اس کے بعد وہ مطمئن ہو جائے گا کہ سر خالد کے قتل میں اس زیور کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ زیور دیے بھی میری قانونی ملکیت میں ہے۔ اور اس میں کوئی مشکوک چیز نہیں ہے۔ جہاں تک اس کی ڈبیا کا تعلق ہے تو جب اس میں موجود تیر کی مدد سے سر خالد کو ہلاک کر دیا جائے گا تو پھر یہ ایک عام سی ڈبیا بن جائے گی۔ پھر وہ بے شک ٹکریں مارتا رہے اسے یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ ہمارا اصل مشن کیا تھا۔ وہ زیادہ سے زیادہ فونز اور سعادت مند خان کو تلاش کرتا رہے گا۔ لیکن وہ دونوں چونکہ فرضی کردار ہیں اس لئے وہ اسے مل نہ سکیں گے۔ کاریکا سے وہ میرا تعلق کسی طرح ثابت نہ کر سکے گا۔ ہمارے ساتھ میرا کوئی لنک کسی طرح ثابت ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے سر خالد کے قتل کا مجھے وہ کسی صورت حل ہی نہیں کر سکے گا۔ سر خالد کے قتل اور اس راز کے حصول کے بعد تم اپنے ساتھیوں اور ساز و سامان کے ساتھ واپس چلے جاؤ گے۔ میں البتہ یہیں رہوں گی۔ راز ہماری تحویل میں ہوگا۔ پھر کسی بھی مناسب وقت میں ہم آسانی سے ملکہ تو رمی کا خفیہ خزانہ حاصل کر کے کافرستان کے ذریعے گمریٹ لینڈ پہنچا دیں گے اور مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ عمران کو تائبے کی کان کی فائل سے خاص طور پر اس لئے آگاہ

کیا گیا ہے کہ اس کی ساری توجہ اس کان کی طرف ہی رہے گی۔ اور حالانکہ یہ کان اور راکا اس قلعہ مغربی پہاڑی علاقے میں واقع ہیں۔ لیکن دونوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے کہ کسی طرح بھی ایک کا تعلق دوسرے سے نہیں جوڑا جاسکتا۔ اب سمجھ گئے ہو ساری بات۔ جینیٹا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یس مادام۔ لیکن ابھی ایک بات وضاحت طلب رہ گئی ہے کہ کاریکا کا نام سامنے کیوں لایا گیا ہے۔ کوئی اور فرضی نام بھی تو استعمال کیا جاسکتا تھا۔ کیونکہ یہ بات تو طے ہے کہ کاریکا کے متعلق مشہور ہے کہ وہ نوادرات کی چوری کا کام کرتی ہے۔ کہیں یہ عمران گمریٹ لینڈ سے اس بارے میں تفصیلات نہ معلوم کر لے۔“ پاسٹر نے بات کرتے ہوئے کہا۔

”عمران خطرناک ایجنٹ ہے۔ اس لئے اسے چکر میں ڈالنے کے لئے ضروری ہے کہ سب کچھ درست طور پر اس کے سامنے لایا جائے۔ اگر کوئی فرضی نام استعمال کیا جاتا تو پھر مادام روز کی حیثیت مشکوک ہو جاتی۔ اب اسے اس اطلاع پر یقین آ جائے گا اور جہاں تک کاریکا کا تعلق ہے تو اسے چاہئے اس کا علم ہو بھی جائے تب بھی وہ کم از کم میرا اور مادام روز کا تعلق اس سے ثابت نہیں کر سکتا۔ بس وہ الجھن میں پڑا رہے گا کہ کاریکا اور تائبے کی کان سے دلچسپی کی وجہ ہی ڈھونڈھتا رہ جائے گا۔“

جنیڈا نے بتایا۔

"بالکل ٹھیک ہے مادم۔ واقعی آپ کی ذہانت کا جواب نہیں۔ آپ مخالف کی نفسیات کو سامنے رکھ کر پلاننگ کرتی ہیں۔ اس لئے کامیابی ہمیشہ آپ کے قدم چومتی ہے۔" پاسٹر نے اس بار انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ اور جنیڈا کے چہرے پر فاستحانہ مسکراہٹ رہنے لگی۔

"اب سنو پاسٹر۔ میں نے تو اپنا کام بخوبی مکمل کر لیا ہے۔ اب مشن کا سارا انحصار تمہاری کارکردگی پر ہے۔ تم نے انتہائی ہوشیار رہنا ہے۔ جیسے ہی سرخالد اس زیور سے راز حاصل کر لینے میں کامیاب ہو جائیں تم نے فوری طور پر یہ راز بھی حاصل کرنا ہے اور سرخالد کو بھی ہلاک کر دینا ہے اگر تم نے معمولی سی کوتاہی بھی کی تو سارا پلان تباہ ہو کر رہ جائے گا۔" اس بار جنیڈا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں مادم۔ پاسٹر اپنے فرائض کو پورا کرنا جانتا ہے۔ سرخالد کی تمام تر ذہنی کیفیات چیک کی جا رہی ہیں۔ مشن میں کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔" پاسٹر نے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور سنو۔ تم نے مجھے کال نہیں کرنا۔ میں وقتاً فوقتاً خود ہی تمہیں کال کر کے رپورٹ لے لوں گی۔" جنیڈا نے اُسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"یسی مادم۔ میں سمجھتا ہوں۔" پاسٹر نے کہا اور جنیڈا

نے اور کے کہہ کر ریسور رکھ دیا۔ وہ اب پوری طرح مطمئن نظر آرہی تھی۔ وہ اٹھ کر بائو دم میں گئی اور پھر لباس بدل کر وہ باہر آئی اور آرام کمرسی پر نیم دراز ہو کر اس نے مینز کے پچھلے حصے میں بیٹھا ہوا رسالہ اٹھایا ہی تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی دستک کی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک پڑی اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کون ہے؟" جنیڈا نے دروازے کے قریب جا کر اونچی آواز میں پوچھا۔ لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو جنیڈا نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑی۔ کیونکہ دروازے پر عمران کھڑا پلکیں جھپکاتا ہوا تھا۔ "تم۔ آؤ اندر۔ لیکن تم نے جواب کیوں نہیں دیا؟" جنیڈا نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"جواب۔ اور وہ بھی تم جیسی حسین لڑکی کو۔ میں بھلا ایسی جرات کر سکتا ہوں؟" عمران نے اندر آ کر مسکراتے ہوئے کہا اور جنیڈا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب کھانا واقعی ہضم ہو چکا ہے؟" جنیڈا نے دروازہ بند کرتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"نہ صرف ہضم ہو چکا ہے بلکہ پیٹ میں ایٹمی چوہے رہ رہا سمبھا ناچ رہے ہیں۔" عمران نے جواب دیا اور جنیڈا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

"مجھے یقین تھا کہ تم ضرور آؤ گے۔ بہر حال بیٹھو۔ ویسے مجھے

بے حد گلہ ہے کہ میں یہاں پہلی بار آئی ہوں۔ لیکن تم نے مجھے یہاں کی سیر کرانے کی سرے سے آخری نہیں کی۔ جنیڈا نے کمرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میں نے سوچا کہ پہلے کاریکا کی چیف اپنا مشن مکمل کر لے۔ پھر اطمینان سے سیر و تفریح کریں گے۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور جنیڈا نے چاہنے کے باوجود بے اختیار چونک پڑی۔

”کاریکا کی چیف۔ کیا مطلب۔“ جنیڈا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور عمران ہنس پڑا۔

”مس جنیڈا اسپارک۔ مشرق کے رہنے والے بقول تمہارے احمق ضرور ہیں۔ لیکن وہ اپنے نوادرات کی حفاظت کرنا بھی جانتے ہیں۔ ویسے تمہیں اور مادام روز کو اتنا لمبا چکر چلانے کی آخر ضرورت کیا تھی۔ اگر تمہیں ملکہ توری کا تاریخی خزانہ چاہیے تھا تو مجھے حکم کرنا تھا۔ خزانہ تو ایک طرف میں ملکہ توری کو بھی عالم ارواح سے واپس بلا کر تمہارے قدموں میں ڈال دیتا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں تمہیں واقعی کچھ زیادہ بھوک لگ رہی ہے۔ اس لئے بے معنی باتیں تمہارے منہ سے نکل رہی ہیں۔“ جنیڈا نے اس بار تلخ لہجے میں کہا۔

”کہا تو یہی جاتا ہے کہ بھوک میں ذہن زیادہ تیزی سے کام کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دانشور اور فلسفی مستقل بھوکے

رہتے تھے۔ دیکھو مس جنیڈا اسپارک۔ اگر باتیں کھل کر ہو جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ یہ بات تو طے ہے کہ مادام روز واسٹ روز کے ساتھ ساتھ کاریکا کی سربراہ بھی ہے۔ لیکن صرف نام کی حد تک عملی سربراہ تم ہو۔ اور کاریکا کا فیلڈ نوادرات کی چوری ہے۔ یہ تنظیم دو سال قبل وجود میں آئی ہے۔ لیکن ان دو سالوں میں اس نے اپنے کارناموں کی دھوم مچا دی ہے۔ فوزیہ اور اس کا باپ سعادت مند خان آدھی رات کو پچاس ہزار انداز میں میرے فیلڈ میں آتے ہیں وہاں ایک ڈبہ چھوڑ جاتے ہیں۔ جس میں انتہائی پیچیدہ مشینری موجود ہوتی ہے۔ سوئی تیر کی مدد سے میری گردن پر معمولی سا زخم لگایا جاتا ہے اور بس۔

ریموٹ کنٹرول کے ذریعے وہ دونوں میرے فیلڈ کے قریب ہی ایک فیلڈ سے یہ کارروائی کرتے ہیں۔ مجھے فون کر کے یہ بھی بتا دیا جاتا ہے کہ یہ کارروائی وہ دونوں کر رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ فیلڈ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کا فون آتا ہے اور آپ مجھے ہوٹل ریمیزے بلاتی ہیں۔ اور یہاں مادام روز کا ایک خط میرے حوالے کیا جاتا ہے۔ جس میں یہ درج ہے کہ کاریکا کے دو ایجنٹ فوزیہ اور سعادت مند خان پاکیشیا آنے ہیں۔ اور ان کا مشن تانے کی نوذریات شدہ کان کی فائل حاصل کرنا ہے۔ اور یہ خط آپ لے آتی ہیں۔ دوسری طرف فوزیہ اور سعادت مند خان جس فلائٹ میں پاکیشیا آتے ہیں۔ آپ بھی ان کے ساتھ ہی آتی ہیں۔ آپ اکٹھے

ہوٹل رمیزے میں رہتے ہیں۔ فوزیہ اور سعادت مندرخان اس فلیٹ سے نکل کر سیدھے یہاں آتے ہیں آپ کو تفصیلی رپورٹ دی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ دونوں صبح کی فلائٹ سے واپس گمریٹ لینڈ چلے جاتے ہیں۔ تاجنہ کی اس کان کی فائل میں کوئی ایسی بات نہیں کہ کوئی مجرم تنظیم اس کے لئے خصوصی کام کرے۔ کافرستان کو بھی ظاہر ہے تاجنہ کی ایک عام سی کان سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ اس کے بعد آپ سر خالد سے ملتی ہیں اسے ملکہ توری کے مجسمے کے گلے میں پہنے جانے والا ایک زیور دیتی ہیں اور ان سے ان کی تصدیق شدہ رائے مانگتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ ملکہ توری کا مجسمہ دیکھنے کی خواہش کرتی ہیں۔ سر خالد کی ہچکچاہٹ پر آپ مجھے فون کرتی ہیں اور میری سفارش کرتی ہیں۔ سر خالد آپ کو مجسمہ دکھا دیتے ہیں۔ آپ مجسمہ دیکھ کر اور اپنا زیور ان کے پاس چھوڑ کر سیدھی میرے فلیٹ آتی ہیں۔ تاکہ میرا شکریہ ادا کر سکیں۔ اس کے بعد آپ یہاں ہوٹل آ جاتی ہیں۔ اب تک یہی کچھ ہوا ہے ناں۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”دیکھو عمران۔ یہ بات درست ہے کہ میں نوادرات میں بے حد دلچسپی رکھتی ہوں اور لارڈ کلاڈس جیسے بین الاقوامی شہرت کے مالک ماہر آثار قدیمہ کی سیکرٹری اور شاگرد بھی رہ چکی ہوں۔ لیکن اس سے اگر تم نے یہ اندازہ لگالیا ہے

کہ میرا تعلق کاریکا سے ہے۔ تو یہ تمہاری حماقت ہے۔ میرا کسی مجرم یا سرکاری تنظیم سے قطعی کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور جہاں تک سر خالد کو دیتے گئے اس زیور کا تعلق ہے تو وہ میری قانونی ملکیت ہے۔ اور اس کا باقاعدہ ثبوت میرے پاس موجود ہے۔ ایئرپورٹ پر میں نے اُسے باقاعدہ اپنے کاغذات میں ظاہر کیا ہوا ہے۔ اور وہ انشورڈ بھی ہے اور مجھے واقعی سر خالد کی رائے اس بارے میں چاہیے تھی۔ کیونکہ لارڈ کلاڈس کی موت کے بعد سر خالد ہی ایسے آدمی ہیں جن کی رائے کی بین الاقوامی سطح پر وقعت موجود ہے۔ ملکہ توری کا مجسمہ نوادرات کی دنیا میں بے حد شہرت اور اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے میں اُسے دیکھنے کی خواہش بھی رکھتی تھی۔ مہی یہ پیغام فون پر دینا چاہتی تھیں۔ لیکن میں نے انہیں مجبور کیا کہ وہ اسے خط کی صورت میں دیں تاکہ میں اسے لے جا سکوں۔ کیونکہ مہی تمہاری بے حد تعریفیں کرتی تھی۔ اور مجھے سر خالد سے بھی ملنا تھا۔ باقی فوزیہ اور سعادت مند خان کون ہیں۔ کیا واقعی وہ میرے ساتھ فلائٹ میں آئے یا انہوں نے یہاں اس ہوٹل میں کمرے لئے۔ مجھے ان ساری باتوں کی قطعی خبر نہیں ہے۔ نہ میں انہیں جانتی ہوں۔ اس کے باوجود اگر تم زبردستی یہ سب باتیں میرے سر کھوپنا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی۔ میں کیا کہہ سکتی ہوں۔“ — جنیٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"ہو سکتا ہے تم جو کچھ کہہ رہی ہو وہ درست ہو۔ لیکن ایک بات پہلے بتا دوں کہ میرے ملک میں آج تک کوئی تنظیم اپنے مشن میں کامیاب ہو کر واپس نہیں جاسکی۔ بس اس بات کو اپنے ذہن میں رکھنا اور خدا حافظ"۔ عمران نے کہا۔ اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"میرا کسی تنظیم سے کیا واسطہ۔ میں تو کل سرخالد سے زیور اور ان کی تصدیق شدہ رائے لے کر واپس چلی جاؤں گی" جینیٹا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شاید ایسا ہی ہو۔ جیسا تم سوچ رہی ہو۔ لیکن خوش فہمی کا نتیجہ اکثر اچھا نہیں نکلا کرتا"۔ عمران نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

جینیٹا چند لمحے ہونٹ سکڑے خاموش بیٹھی دروازے کی طرف دیکھتی رہی۔ اس کے ذہن میں واقعی آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اُسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر عمران کو کیسے معلوم ہو گیا کہ وہ اور مادام روز کاریکا کی سربراہ ہیں اور وہ مادام توری کا خزانہ حاصل کرنا چاہتی ہے۔ وہ کافی دیر بیٹھی سوچتی رہی پھر کندھے جھٹکتے ہوئے اٹھی۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے دروازہ بند کیا۔ اور واپس کمرے کی طرف مڑی ہی تھی کہ ایک لخت ٹٹھک کمرے کی گئی۔ اس کی نظریں میز کے نیچے حصے کے کنارے پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں سیاہ رنگ کی ٹیپ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا لٹکا ہوا نظر آ رہا تھا۔ وہ

تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے قالین پر بیٹھ کر میز کے نیچے جھانک کر دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں چمک لہرائی میز کے نیچے ایک طاقتور ڈکٹافون سیاہ رنگ کی ٹیپ سے چمکا ہوا نظر آ رہا تھا۔ لیکن شاید جلدی کی وجہ سے ٹیپ کا ایک ٹکڑا پوری طرح میز کی نیچے سطح سے نہ چپک سکا تھا اور لٹکنے کی وجہ سے وہ دور سے اس کی نظروں میں آ گیا تھا۔ وہ چند لمحے ڈکٹافون کو دیکھتی رہی۔ پھر قالین سے اٹھ کر اطمینان سے کمرے پر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر طنز یہ مسکراہٹ تھی۔

"مہی تو اس کی بڑی تحریریں کرتی تھیں لیکن یہ تو واقعی احمق آدمی ہے۔ الٹا مجھ پر ہی الزام تراشی شروع کر دی ہے۔ اس لئے میں کل سرخالد کی رائے لے کر جب واپس جاؤں گی تو مہی کو بتاؤں گی کہ ان لوگوں سے نیکی کرنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ لیکن کل کیوں میں ابھی مہی سے کیوں نہ بات کر دوں۔ کمال ہے مہی تو کہتی تھی کہ عمران جیسا ذہین آدمی ہی کوئی نہیں۔ اور یہاں یہ عمران صاحب مجھے ہی کسی مجرم تنظیم کا چیف بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہو نہ نانس۔ احمق۔ ڈیم فول"۔

جینیٹا نے جان بوجھ کر اتنی اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا کہ اس کے الفاظ ڈکٹافون بٹن کے ذریعے عمران کے کانوں تک با آسانی پہنچ جائیں۔ کیونکہ اُسے یقین تھا کہ کہیں قریب ہی عمران یہ الفاظ سن رہا ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے

ٹیلی فون پیس کو آہستگی سے اٹھایا۔ اس کی سنجلی سطح پر لگی ہوئی پلیٹ اکھاڑی اور پھر فون کو آہستگی سے رکھ کر اس نے اس کا ریسور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کر کے شروع کر دیتے وہ واقعی اپنی مہم کو فون پر ہی رہی تھی۔

”ہیلو ہیلو۔۔۔ میں جینیٹ اسپارک بول رہی ہوں پاکیشیا سے مہم سے بات کراؤں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی جینیٹ نے تقریباً چھتے ہوئے کہا۔

”کیا بات ہے جینیٹ۔ خیریت ہے۔ کیوں اس قدر غصے میں ہو۔“ چند لمحوں بعد ریسور پر مدام روز کی آواز سنائی دی۔

”مہم۔ آپ تو اس علی عمران کی بڑی تعریفیں کرتی تھیں۔ لیکن پتہ ہے اس نے کیا کیا ہے۔ اس نے مجھ پر الزام لگائے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اس کا ریکانظیم کی چیف ہوں اور آپ کے متعلق بھی کہہ رہا تھا کہ آپ بھی اس کی سربراہ ہیں۔ دیسے وہ بالکل ڈفر اور بد اخلاق آدمی ہے۔ میں نے اُسے آپ کا خط دینے کے لئے ہوٹل میں بلایا تو وہ خط لے کر چلا گیا۔ اس نے انتہائی بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔ مجھے رسماً بھی نہیں کہا کہ میں یہاں اجنبی ہوں تو وہ مجھے یہاں کی سیر کرادے۔ الٹی الزام تراشیاں بھی شروع کر دیں۔“ جینیٹ نے بڑے غصیلے اور جذباتی انداز میں چھتے ہوئے کہا۔

”اوہ دیدی سیڈ بے بی۔ پہلے تو ایسا نہ تھا۔ شاید اب

اس میں کوئی تبدیلی آگئی ہو۔ آئی۔ ایم۔ سوری بے بی۔ میں نے تو اس سے ہمہ ردی کی ہے کہ اُسے اطلاع دے دی ہے۔ بہر حال اس کی مرضی۔ تم اب دماغ کیوں کٹھری ہوئی ہو۔ واپس آ جاؤ۔“ مدام روز نے بڑے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کو پتہ تو ہے میں یہاں اس لئے آئی تھی کہ سر خالد سے ملکہ تو رہی کے اس زیور کے بارے میں تصدیق شدہ رائے لے سکوں۔ میں سر خالد سے ملی تھی۔ ان کے پاس ملکہ تو رہی کا نادر مجسمہ ہے میں نے اُسے دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ انہوں نے جب ہچکچاہٹ ظاہر کی تو میں نے اس عمران کو فون کیا۔ کیونکہ آپ نے بتایا تھا کہ عمران دماغ شیطان کی طرح مشہور ہے۔ سر خالد بھی اس سے واقف تھے۔ بہر حال عمران کے کہنے پر انہوں نے مجھے وہ مجسمہ لاکر دکھایا جو میں نے دیکھ کر واپس کر دیا۔ اور اس کا فوٹو لے آئی ہوں انہوں نے رائے کے لئے مجھے کل کا وقت دیا ہے۔ اس لئے مجبوراً رکی ہوئی ہوں۔ کل رائے ملتے ہی میں واپس آ جاؤں گی اور مہم میں تو خود عمران کے فلیٹ پر گئی تاکہ اس کا شکریہ ادا کر سکوں کہ اس کی وجہ سے مجھے ملکہ تو رہی کا مجسمہ دیکھنے کا موقع ملا۔ لیکن وہ ابھی ہوٹل میں میرے کمرے میں آیا اور بکواس کر کے گیا ہے۔“ جینیٹ نے اُسی طرح چھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے شاید۔ بہر حال تم جلد از جلد واپس آنے کی کمر دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ احمق تمہیں کوئی نقصان پہنچا دے۔" مادام روز نے کہا۔

"اب رائے اور زیور لے کر ہی واپس آؤں گی۔ ویسے اب واقعی مجھے اس سے خوف محسوس ہونے لگ گیا ہے۔ وہ اس ہوٹل سے واقف ہے۔ اس لئے میں نے یہی سوچا ہے کہ یہ ہوٹل فوری طور پر چھوڑ کر کسی اور ہوٹل میں شفٹ ہو جاؤں۔ تاکہ کل تک اس سے محفوظ رہ سکوں۔ اچھا نمی۔ گڈ بائی۔" جنیڈا نے کہا اور ریور کھ دیا۔

"واقعی مجھے یہ ہوٹل فوری طور پر چھوڑ دینا چاہیے۔ احمق آدمی ہے۔ کہیں کسی الزام میں مجھے نقصان نہ پہنچا دے۔" جنیڈا نے ریور کھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس طرح بڑبڑاتے ہوئے اس نے اپنا سامان اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ دل میں عمران پر ہنس رہی تھی کہ جو یقیناً اس گفتگو کے بعد اپنے آپ کو احمق تصور کر رہا ہو گا۔

"یک تو یہ لڑکی دنیا کی سب سے بڑی اداکارہ ہے یا پھر اب واقعی میرے ذہن کی بیٹری مکمل طور پر فیوز ہو چکی ہے۔" عمران نے دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور اس کے استقبال کے لئے کھڑا ہوا بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"کس لڑکی کی بات کر رہے ہیں آپ؟" بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جنیڈا سپارک کی بات کر رہا ہوں۔" عمران نے کمرسی پر بیٹھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔ اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ "تم ہنس رہے ہو۔ جب کہ میرا دل چاہ رہا ہے کہ اپنے ذہن کی قبر بناؤں اور پھر اس پر بیٹھ کر خوب تالیاں مار مار کر قوالی گاؤں۔" عمران نے کہا اور بلیک زیرو اور زیادہ اونچی آواز میں کھلکھلا کر

ہنس پٹا۔

”زندگی میں پہلی بار میں آپ کو اس کیفیت میں دیکھ رہا ہوں اس لئے مجھے بے اختیار ہنسی آرہی ہے۔ آخر کوئی لڑکی ایسی بھی آپ کو ملی جس نے آپ کو اس حد تک پریشان کر دیا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے تو یہ کام آپ ہی کیا کرتے تھے۔“ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔ اُسے واقعی عمران کی یہ کیفیت قطعی انوکھی لگ رہی تھی۔ اور نہ چاہنے کے باوجود وہ اس سچویشن سے واقعی۔ بے حد محفوظ ہو رہا تھا۔

”پریشانی تو بڑا ہلکا سا لفظ ہے بلیک زیرو۔ اس نے تو مجھے واقعی ذہنی طور پر زچ کر دیا ہے۔“ عمران نے اُسی کیفیت میں کہا اور بلیک زیرو دہنس پٹا۔

”آپ آرام کریں۔ میں اس کو اغوا کر آکر یہاں دانش منزل میں منگوا لیتا ہوں۔ اس کے بعد اس کی ساری اداکاری سنبھال آجائے گی۔“ بلیک زیرو نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

”یعنی تمہیں یہ عہدہ اس لئے ملا ہے کہ تم جسے چاہو اغوا کرالو۔ اور پھر اطمینان سے اس پر تشدد کرو۔ کیا جرم کیا ہے اس نے۔“ عمران الٹا بلیک زیرو پر چڑھ دوڑا۔

”اس سے بڑا جرم کیا ہو سکتا ہے کہ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو پریشان بلکہ زچ کر دیا ہے۔“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس بار عمران

بھی ہنس پٹا۔

”اگر یہ جرم ہے تو پھر اس جرم میں اُسے سزا کی بجائے انعام ملنا چاہیے اور انعام ہی ہو سکتا ہے کہ یا تو اس کی شادی جناب ایکسٹو سے کر دی جائے یا پھر اُسے ہی ایکسٹو بنا دیا جائے“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بشرطیکہ جولیانا نے اُسے زندہ رہنے دیا تو۔“ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے تو یہ بات ہے۔ میں آج تک خواہ مخواہ اس غلط فہمی میں رہا کہ جولیانا میرے متعلق جذباتی ہو جاتی ہے۔ اس بات کا آج پتہ چلا کہ اصل چکر تمہارے ساتھ ہے۔“ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”میرے ساتھ چکر۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میں تو آپ کی بات کر رہا ہوں کہ اگر آپ نے اس جینیڈا سپارک سے شادی کی تو جولیانا اُسے زندہ نہ چھوڑے گی۔“ بلیک زیرو نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

”میں اور اس سے شادی کروں گا۔ تمہارا مطلب ہے۔ کہ جو کھوڑی بہت کسر رہ گئی ہے۔ میرے پاگل ہونے میں وہ بھی پوری ہو جائے۔ ایکسٹو تم ہو یا میں۔“ عمران نے کہا اور بلیک زیرو دہنس پٹا۔

”اچھا چھوڑیں۔ یہ تو بتائیں کہ آخر آپ کو اس قدر غصہ کیوں آ رہا ہے۔ کیا اداکاری کی ہے اس نے۔“ بلیک زیرو نے

شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔ اور عمران نے جینیٹ اسپارک کے ہوٹل کے کمرے میں جا کر اس سے کھلی باتیں کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں ڈکٹافون لگانے اور پھر اس ڈکٹافون پر سنی جانے والی گفتگو بتادی۔

”آپ کا مطلب ہے کہ جینیٹ اکو اس ڈکٹافون کا علم ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر مادام روز کو فون کیا اور یہ ساری باتیں کہیں۔“ بلیک زیمو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک تو یہی کہ اُسے علم ہو گیا اور اس نے مجھے بیوقوف بنانے کے لئے اداکاری شروع کر دی دوسری یہ کہ میں واقعی احمق ہو گیا ہوں کہ ایک عام سی لٹو کی کو مجرم سمجھ رہا ہوں۔ ویسے اب تک جو کچھ ہوا ہے۔ اس سے مجھے دوسری بات زیادہ قریں قیاس لگتی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ جینیٹ ادہ نہیں ہے جو آپ سمجھ رہے ہیں۔“ بلیک زیمو نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے۔ اگر کھنڈے دل سے سوچا جائے تو اب تک اس نے کیا جرم کیا ہے۔ فوزیہ اور سعادت مند خان آدھی رات کو میرے فلیٹ میں آئے اور پراسرار مشین والی کارروائی کر کے واپس گومیٹ لینڈ چلے گئے۔ مشین کا میں نے سرد اور کی لیبارٹری سے تجزیہ کر لیا ہے۔ اس میں کوئی اہم بات نہیں ہے۔ صرف ٹیلی ویو پوائنٹر کی جدید شکلی ہے۔ اس مشین

سے یہی ہوا کہ انہوں نے بوتن توڑنے کے چھٹ کے پیدا کئے۔ اور جب میں وہاں گیا تو پوائنٹر کی مدد سے مجھے زخمی کر دیا اور خود وہ اس کے ریسورس بیٹھ کر یہ نظارہ دیکھتے رہے اور بس۔ اس کے بعد جینیٹ اسپارک تشریف لائیں۔ مجھے خط دیا۔ پھر وہ سر خالد کے پاس پہنچی۔ اُسے ایک قدیم زیور دیا اور ان سے تصدیق شدہ رائے مانگی جو عام طور پر نوادرات کے سلسلے میں ماہرین سے لی جاتی ہے۔ تاکہ اس کی صحیح ویلیو دنیا کو معلوم ہو سکے۔ پھر اس کے قدیم بت دیکھنے کی خواہش کی اور بس۔ یہی ہے ساری کارروائی اس جینیٹ اسپارک کی۔ اب بتاؤ کہ اس میں کون سی بات جرم ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں بظاہر تو ایسی کوئی بات نظر نہیں آتی۔ اصل مسئلہ اس فوزیہ والی کارروائی سے پیدا ہوا ہے۔ خاص طور پر یہ کارروائی کمزور کے مسئلے کو ابھایا گیا ہے۔ پھر خط سامنے لایا گیا۔ اس طرح مزید الجھن پیدا ہوئی پھر سر خالد والا چکر سامنے آ گیا۔ یہ ساری کارروائیاں نارمل انداز کو ظاہر نہیں کرتیں عمران صاحب کچھ نہ کچھ ضرور ہو رہا ہے۔“ بلیک زیمو نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

”بس اسی کچھ نہ کچھ ہونے کے احساس نے تو مجھے بھی چکرار کھا رہا ہے۔ لیکن یہ کچھ نہ کچھ ہے کیا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب۔ اصل چکر اس ملکہ توری کے

خزانے کا ہے۔ لیکن اس کے لئے کوئی پراسرار کارروائی کی جا رہی ہے۔ بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ملکہ توری کے خزانے والی بات کم کے تو میں نے دراصل اندھیرے میں تیر پھینکنے کی کوشش کی تھی۔ کیونکہ اس زیور کا تعلق بھی ملکہ توری سے ہے۔ اور ملکہ توری کے خزانے کی بات سائے ماہرین آثار قدیمہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس کے لئے بے شمار کوششیں بھی وقتاً فوقتاً ہوتی رہیں۔ لیکن نتیجہ آج تک کچھ نہ نکلا۔ پس ایک افسانوی سی بات ہو کر رہ گئی ہے۔ اور جینیٹ اے اگے سرخالد سے اس بارے میں کوئی بات کی ہوتی تو وہ لازماً مجھ سے بھی اس بارے میں بات کرتے۔“ عمران نے کہا۔

”تو پھر جینیٹ اسپارک کسی پراسرار انداز میں سرخالد کے نوادرات چوری کرنا چاہتی ہے اور تو کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی۔“ بلیک زیرو بھی اب آہستہ آہستہ زچ ہوتا جا رہا تھا۔

”یہی بات میرے ذہن میں بھی آئی تھی۔ لیکن اس زیور کو پہلے سرخالد نے چیک کیا۔ پھر میں نے خود چیک کیا۔ اس میں کوئی مشکوک بات نہیں ہے۔ یہ قدیم زیور ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار کمری سے اچھل پڑا۔

”اوہ اوہ۔ دیر ہی بیٹ۔ اس زیور کی ڈبیا کو چیک کرنے کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا۔“ عمران نے ہونٹ چبالتے ہوئے کہا اور

جلدی سے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے انتہائی تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ بلیک زیرو بھی اس انداز میں سر ہلانے لگا۔ جیسے اب اصل بات سامنے آئی ہو۔

”کون صاحب۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی رسیور پر ایک سخت سی آواز ابھری۔

”سرخالد سے بات کرو۔ میں علی عمران بول رہا ہوں۔“ عمران نے تیز مگر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ بولنے والے کا لہجہ کسی ملازم کا نہ ہو سکتا تھا۔

”اوہ عمران صاحب۔ میں ڈی۔ ایس۔ پی شاہ بول رہا ہوں۔ سرخالد اچانک فوت ہو گئے ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ملازموں نے تھانے اطلاع دی ہے۔ تو میں یہاں پہنچا ہوں۔“

دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے کانوں میں گپھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔“ عمران پر شاید زندگی میں پہلی بار بوکھلاہٹ کا دورہ پڑا تھا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں عمران صاحب۔ بظاہر تو دماغ کی رگ پھٹ جانے کا کیس لگتا ہے۔ لیکن چونکہ سرخالد بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ پوسٹ مارٹم کر لیا جائے۔ تاکہ ان کی موت کی صحیح وجہ سامنے آ سکے۔“ ڈی۔ ایس۔ پی شاہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کا دوست تھا۔ اور

اسی حوالے سے عمران کو بھی اچھی طرح جانتا تھا۔

”کیا وہ اپنے خاص کمرے کے اندر فوت ہوئے ہیں یا کوٹھ کے کسی کمرے میں“ — عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔
 ”خاص کمرے میں عمران صاحب۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ منہ وقت پر کھانا کھانے کے سختی سے عادی تھے۔ ان کے ملاز اور سیکرٹری شاگرد وقت پر انہیں فون پر اطلاع دے دیتا تھا۔ اور وہ اپنے کمرے سے باہر آکر کھانا کھالتے تھے۔ اب وقت ہونے پر اس نے فون کیا تو دوسری طرف سے فون اٹھا ہی نہ کیا گیا۔ جس پر شاگرد پریشان ہو گیا۔ وہ چونکہ ان کا پرما اور با اعتماد ملازم ہے اس لئے اس نے اس کمرے کو باہر سے کھولا تو سرخالہ کمرے سے نیچے فرش پر گمے ہوئے تھے۔ ان کی ناک اور منہ سے خون کے قطرے باہر کو نکلے ہوئے دکھائی دے رہے تھے اور وہ ہلاک ہو چکے تھے۔ چنانچہ شا نے فوری طور پر سٹی کھلنے فون کیا۔ میں وہاں موجود تھا۔ سرخا کا نام سنتے ہی میں پہنچ گیا“ — ڈی۔ ایس۔ پی شاہ نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

”ان کی لاش وہیں کمرے میں ہی پڑی ہے“ — عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ فوٹو گرافر اور ایمبولینس کا انتظار ہے۔ اس نے ابھی لاش کو نہیں چھیڑا گیا“ — ڈی۔ ایس۔ پی شاہ نے کہا۔

”او۔ کے۔ ابھی اُسے مت چھیڑنا میں خود آ رہا ہوں“ — عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ریسور رکھ دیا۔

”سرخالہ کی ہلاکت سے کسی کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔“ — بلیک زبید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب دینے کی بجائے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرکے شروع کر دی۔ لیکن کال ہونے کے باوجود اس نے خود کوئی بات نہ کی۔ ایسا کہ نادر اصل نشان تھا کہ ایک ٹرانسمیٹر پر بات کرنا چاہتا ہے۔

”صفدر اسٹنگ اور“ — چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

”ایک ٹوا اور“ — عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس۔ سر اور“ — صفدر کا لہجہ پہلے سے زیادہ مؤدبانہ ہو گیا۔

”جینیٹا سپارک کے بارے میں رپورٹ دے دو اور“ — عمران نے پوچھا۔

”وہ کمرے میں مسلسل بند ہے اور“ — صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کوئی اس سے ملنے آیا ہو۔ یا اس نے کسی کو فون کیا ہو یا اُسے

کوئی کال آئی ہو۔ پوری تفصیل سے رپورٹ دے دو اور“ — عمران کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا۔

”باس۔ ہوٹل ریمز سے یہاں ہوٹل شلٹن میں شفٹ ہونے

کے بعد سے وہ مسلسل اپنے کمرے میں بند ہے۔ کھانا بھی اس نے اپنے کمرے میں ہی منگوایا ہے۔ صدیقی ہوٹل کی ایکس چینج کو کور کئے ہوئے ہیں۔ لیکن اس کی طرف سے بھی کسی کال کی کوئی رپورٹ نہیں آئی اور نہ ہی اس سے کوئی ملنے آیا ہے۔ میں مسلسل اس کی نگرانی کر رہا ہوں اور۔۔۔ صفر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مکمل اور بھرپور انداز میں نگرانی کرو۔ معمولی سی کوتاہی بھی نہیں ہونی چاہیے۔ سمجھے۔ اور اینڈ آل۔“ عمران نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر شدید الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ کیونکہ صفر کی رپورٹ سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ سر خالد کے ساتھ اگر کوئی واردات ہوئی ہے تو جیڈ اسپارک کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن عمران کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ سر خالد کی ہلاکت کا تعلق جیڈ اسپارک سے کسی نہ کسی طرح بہر حال ہے۔

”میں سر خالد کی کوٹھی پر جا رہا ہوں۔ تم کیپٹن شکیل اور تنویر کو بھی اس جیڈ اسپارک کی نگرانی پر بھجوا دو۔ کوئی نہ کوئی ایسی کڑی ہے جو مسلسل ہماری نظروں سے اوجھل ہو رہی ہے جب تک یہ کڑی سامنے نہ آئے گی۔ یہ گورکھ دھندہ حل نہ ہوگا۔“ عمران نے کہا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔

جیڈ اسپارک اطمینان سے بستر پر لیٹی ہوئی۔ سالہ پڑھنے میں مگن تھی۔ اس سے معلوم تھا کہ عمران کے آدمی لازماً اس کی بھرپور نگرانی کر رہے ہوں گے اور اس سے یہ بھی علم تھا کہ جیسے ہی سر خالد کو اس زیور سے خزانے کا راز معلوم ہوا۔ پاسٹر نے فوری طور پر یہ کارروائی کر کے نہ صرف وہ راز حاصل کر لینا ہے بلکہ سر خالد کو بھی ہلاک کر دینا ہے اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ سر خالد کی ہلاکت کے سلسلہ میں اس پر کوئی شک کیا جائے۔ اس لئے وہ ایک طرح سے اپنے کمرے میں بند ہو کر رہ گئی تھی۔ گو اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ پاسٹر سے فون پر بات کر کے اس سے تازہ ترین صورت حال معلوم کر لے۔ لیکن جب سے ہوٹل رہیں گے میں عمران نے اس کی میز کے نیچے ڈکٹا فون بٹن لگایا تھا وہ اور بھی زیادہ محتاط ہو گئی تھی۔ گو

پہلے اس کا یہی خیال تھا کہ پاکیشیا ایک پس ماندہ ملک ہے۔ یہاں کے لوگوں کے پاس جدید آلات نہیں ہو سکتے۔ لیکن جو ڈکٹا فون بٹن عمران نے نصب کیا تھا۔ وہ چونکہ انتہائی جدید تھا۔ اس لئے اب اُسے احساس ہو گیا تھا کہ پاکیشیا کی پس ماندگی کے بارے میں اس کا خیال غلط ہے۔ اس لئے اب وہ فون پیس کے نیچے آلہ لگا کر بھی پاسٹر کو کال کرنے سے گریز کر رہی تھی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے ساتھ دالے کمرے میں کوئی ایسا آلہ نصب کر دیا گیا ہو۔ جس سے اس کمرے میں پیدا ہونے والی آواز بھی چیک کی جاسکتی ہو۔ اس طرح نہ صرف پاسٹر سامنے آ سکتا تھا۔ بلکہ ایک لحاظ سے اس کا سارا مشن ہی تباہ ہو کر رہ جاتا۔ اس لئے اس نے یہی فیصلہ کیا تھا۔ کہ وہ پوری رات گزار کر کل ہوٹل سے باہر جا کر کسی پبلک بوتھ سے پاسٹر سے بات کرے گی۔ لیکن پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار چونک کر اٹھ بیٹھی۔

”میں سر خالد سے تو بات کر سکتی ہوں۔ ان سے بات چیت ہونے کا مطلب ہو گا کہ وہ زندہ ہیں۔ ورنہ ان کی موت کی خبر مل جائے گی۔ اور موت کی خبر ملنے کا مطلب ہے کہ اس کا مشن مکمل ہو چکا ہے۔ پاسٹر سے رپورٹ لینے کی ضرورت ہی باقی نہ رہتی۔ اور اس میں خطرے والی بھی کوئی بات نہ تھی۔ چنانچہ اس نے ریسور اٹھایا

اور نمبر ڈائل کرنے کی بجائے ہوٹل ایکس چینج کے آپریٹر کو کال کرنے والا مخصوص بٹن دبا دیا۔ حالانکہ اُسے سر خالد کے فون نمبروں کا علم تھا۔ لیکن وہ ہر قسم کا شبہ ختم کرنے کے لئے ہوٹل ایکس چینج کے ذریعے فون کرنا چاہتی تھی۔

”یس“ بٹن دبتے ہی ریسور پر آپریٹر کی آواز سنائی دی

”روم نمبر الیون فور تھ سٹوری سے جینیٹ اسپارک بول رہی ہوں۔“ جینیٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس میڈم۔“ آپریٹر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔ ”ارباب کا لوخی میں ماہر آثار قدیمہ سر خالد رہتے ہیں۔ ان سے میری بات کراؤ۔“ جینیٹ نے کہا۔

”یس میڈم۔ ہو لڈ آن کریں۔“ آپریٹر نے کہا۔ ”بات کیجیے میڈم۔“ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔ کون بات کر رہا ہے۔“ ایک بھاری اور قدرے کمزور آواز سنائی دی۔

”میں ہوٹل شلٹن سے جینیٹ اسپارک بول رہی ہوں۔ سر خالد سے بات کر لیتے۔“ جینیٹ اسپارک نے تیز لہجے میں کہا۔

”آپ کو سر خالد سے کیا کام ہے اور آپ اُسے کیسے جانتی ہیں۔“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”آپ کون ہوتے ہیں پوچھنے والے۔ آپ کا مقصد۔ آپ ہیں کون۔ کیا سرخالد کے ملازم ہیں۔“ جینیڈا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میڈم۔ میرا تعلق پولیس سے ہے۔ سرخالد ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس لئے آپ میرے سوالوں کے جواب دیں۔“
دوسری طرف سے انتہائی گریخت لہجے میں کہا گیا۔ اور سرخالد کی ہلاکت کا سن کر جینیڈا اسپارک کے دل میں اس طرح مسرت کی تیز لہر اٹھی جیسے کسی انسان کی موت کی خبر سننے کی بجائے اُسے کوئی عظیم خوشخبری سنا دی گئی ہو۔ کیونکہ سرخالد کی ہلاکت کا مطلب تھا کہ اس کا مشن کامیاب ہو چکا ہے اور ملکہ تورمی کا خزانہ پاسٹر کے پاس پہنچ چکا ہے۔

”ہلاک ہو چکے ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا آپ پاگل ہیں۔ ابھی چار گھنٹے پہلے تو ان سے میری ملاقات ہوئی ہے وہ بالکل صحتمند اور ٹھیک کھٹاک تھے۔ پھر ہلاک ہو گئے۔ میں نے انہیں ایک قدیم نوادر ان کی رائے دینے کے لئے دیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کل مجھے اپنی تصدیق شدہ رائے دیں گے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ ہلاک ہو گئے ہیں۔“
جینیڈا اسپارک نے بنجانے کس طرح اپنے دل میں اٹھتی ہوئی مسرت کی لہر کو دباتے ہوئے حیرت اور افسوس کے ملے جلے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ ہوٹل شلٹن کے کمرے میں ٹھہری ہوئی ہیں۔“

”شاید ہمیں انکو اتوری کے دوران آپ کے بیان کی ضرورت پڑے۔“ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”میں ہوٹل شلٹن کے کمرہ نمبر گیارہ چوتھی منزل میں ٹھہری ہوئی ہوں۔ لیکن میں خود وہیں آ رہی ہوں۔ میرا انتہائی قیمتی نوادر سرخالد کے پاس ہے۔ میں نے اُسے بھی تو واپس لینا ہے۔“ جینیڈا اسپارک نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آجائے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور جینیڈا اسپارک نے رسیور رکھ دیا۔ ایک لمحے کے لئے تو اس کا دل چاہا کہ وہ خوب زور زور سے قہقہے لگائے۔ رقص کرے۔ لیکن دوسرے لمحے اُسے ان جدید آلات کا خیال آ گیا۔ جس سے اور کمرے سے بھی اس کی آواز کیچ ہو سکتی تھی تو اس نے اپنی خواہش کو دل ہی میں دبا لیا۔

”آج کل شاید میرے ستارے ہی گردش میں ہیں۔ پہلے اس عمران نے پریشان کیا اب سرخالد ہلاک ہو گئے ہیں۔ انہیں بھی ابھی ہلاک ہونا تھا۔ پتہ نہیں انہوں نے زیور کے بارے میں رائے بھی لکھی تھی یا نہیں۔“ جینیڈا اسپارک نے ادنیٰ آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اسی طرح بڑبڑاتی ہوئی باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ تاکہ سرخالد کی رہائش گاہ پر جانے کے لئے لباس وغیرہ تبدیل کر سکے۔

"آیتے عمران صاحب۔ مجھے آپ کا ہی انتظار تھا۔ دینہ میں لاش ہسپتال بھجوا دیتا۔ ابھی مجھے اعلیٰ حکام کو بھی رپورٹ دینی ہے۔" ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا کار سے اتر آیا۔ برآمدے کے ایک طرف کوٹھی کے ملازمین خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر گہری اداسی طاری تھی۔

"شاکر کون ہے تم میں سے؟" عمران نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی میرا نام شاکر ہے۔" ایک ادھیڑ عمر اور انتہائی سنجیدہ چہرے کے مالک آدمی نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ "ہمارے ساتھ آؤ۔" عمران نے کہا اور پھر وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے سرخالد کے اس خاص کمرے میں پہنچ گئے جسے چوروں سے محفوظ رکھنے کے لئے سرخالد نے بنجانے کیسے کیسے حفاظتی اقدامات کر رکھے تھے۔ لیکن اس وقت اس کا دروازہ چوہٹ کھلا ہوا تھا۔ اور اندر فرش پر سرخالد کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ مگر ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کمرے سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگے ہوں۔ لیکن پھر حیران ہو گئے ہوں۔ عمران نے ایک نظر اس وسیع و عریض کمرے کو دیکھا۔ جو واقعی انتہائی قیمتی نوادرات کا عجائب گھر لگ رہا تھا۔ پورے مال کمرے میں یا تو الماریاں نوادرات سے بھری ہوئی تھیں یا پھر کتابوں سے۔ عمران

عمران نے کار سرخالد کی کوٹھی کے پھاٹک پر روکی تو پھاٹک کے ساتھ کھڑا ہوا پولیس کا انسٹیبل تیزی سے آگے بڑھا۔ "پھاٹک کھولو۔ اور ڈی۔ ایس۔ پی شاہد کو اطلاع دو۔ کہ علی عمران آیا ہے۔" عمران نے کانسیٹبل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس۔" کانسیٹبل نے مودبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے چھوٹا گیسٹ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ کھوڑی دیر بعد پھاٹک کھل گیا۔ عمران کا اندر لے گیا۔ وسیع و عریض پورچ میں دو پولیس کاریں اور ایک ایمبولینس کھڑی تھی۔ عمران نے جیسے ہی کار پورچ میں روکی۔ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف آیا۔

اس بڑی میز کی طرف بڑھ گیا۔ جس کے سامنے کسی پر سر تھا
بیٹھے رہتے تھے۔ یہ ان کے کام کرنے کی میز تھی۔ اس پر
ٹیبیل لمپ کے علاوہ اور بہت سے ایسے آلات تھے جو کسی
نوادیر پر ریسرچ کے لئے سرخالد کے کام آتے تھے۔

عمران کی نظریں میز پر رکھی ہوئی اس زیور کی ڈبی پر جم گئیں۔
ڈبی کھلی ہوئی تھی۔ جب کہ زیور کسی کے سامنے میز پر موجود تھا
اور ساتھ ہی بہت ساری راکھ بھی میز پر پڑی ہوئی تھی۔ عمران
اس راکھ کو دیکھ کر چونک پڑا۔ کیونکہ وہاں میز پر اس اس
راکھ کی موجودگی کی کوئی توجیہ موجود نہ تھی۔ عمران نے لپک
کر اس راکھ کو بغور دیکھا اور اس کی آنکھوں میں چمک سی
لہرائی۔ کیونکہ راکھ کا انداز بتا رہا تھا کہ کاغذات جلاتے
گئے ہیں۔ لیکن میز کے کپڑے پر یا کسی اور چیز پر جلنے کا معمولی
سائنس بھی نہ تھا۔

”صاحب۔ کوئی مس صاحبہ آئی ہیں۔ غیر ملکی ہیں۔ مس جنیڈا
سپارک نام بتا رہی ہیں۔“ اُسی لمحے ایک سپاہی نے
اندہ داخل ہو کر عمران کے ساتھ خاموش کھڑے ڈی۔ ایس
پی۔ شاہد سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ادہ اچھا۔ اُسے یہیں لے آؤ۔ وہ کہہ رہی تھی کہ اس نے
کوئی نوادیر سرخالد کو رائے کے لئے دیا ہے۔“ ڈی۔ ایس
پی۔ شاہد نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کانٹینبل واپس مڑنے
ہی لگا تھا کہ عمران بول پڑا۔

”سنو۔ اُسے ڈرائنگ میں بٹھاؤ اور شاہد تم اُسے وہاں جا کر
باتوں میں لگاؤ۔ جب تک میں پیغام نہ بھیجوں اُسے یہاں مت لے
آنا۔ اور سنو اُسے میرے متعلق مت بتانا کہ میں یہاں موجود ہوں۔“
عمران نے پہلے کانٹینبل اور پھر ڈی۔ ایس۔ پی۔ شاہد سے مخاطب
ہو کر کہا۔

”آپ اُسے جانتے ہیں عمران صاحب۔“ ڈی۔ ایس۔ پی۔
شاہد نے چونک کر پوچھا۔

”جاننے کے لئے تو شکریں مارتا پھر رہا ہوں۔“ عمران نے
کہا اور ڈی۔ ایس۔ پی۔ شاہد اس طرح کندھے اچکاتا ہوا بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گیا جیسے عمران کے فخرے کی اُسے سمجھ
نہ آتی ہو۔ سرخالد کا ملازم شاکر دروازے کے ساتھ خاموش
کھڑا تھا۔

”شاکر۔ ادھر آؤ۔“ عمران نے ڈی۔ ایس۔ پی۔ کے جانے
کے بعد شاکر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس۔“ شاکر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
”کیا یہاں کینکل فٹ نس باکس موجود ہے۔“ عمران نے
پوچھا۔

”جی ہاں۔“ شاکر نے جواب دیا۔
”لے آؤ۔ جلدی کرو۔“ عمران نے کہا اور شاکر تیزی سے
مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ عمران نے ڈبی کو واپس رکھ
کر میز پر پڑا ہوا وہ زیور اٹھایا اور اُسے غور سے دیکھنے لگا۔

زیورے حد حسین تھا۔ اس پر عجیب و غریب ساخت کے بیل بوٹے سے بنے ہوئے تھے۔ عمران غور سے ان بیل بوٹوں کو دیکھتا رہا۔ "یہ لیجیے صاحب باکس" — شاکر کی آواز سنائی دی اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے زیورہ واپس میز پر رکھ اور زیورہ کی ڈبیا اٹھالی۔ شاکر ایک بڑا سا باکس اٹھائے کھڑا تھا عمران نے باکس کو نیچے فرش پر رکھا اور پھر اُسے کھول دیا۔ باکس میں واقعی ہر قسم کے آلات موجود تھے۔ جس سے کسی مشینری کو کھولا یا بند کیا جاسکتا تھا۔ عمران نے ان آلات کی مدد سے اس ڈبیا کی پچلی سطح کو کھولنے کی کوشش کی اور چند لمحوں بعد وہ ڈبیا کے نچلے حصے میں موجود گتے کو ڈبیا سے علیحدہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن پہلی بار اُسے احساس ہوا کہ جسے وہ عام سا گتہ سمجھ رہا تھا وہ عام سا گتہ نہ تھا۔ بلکہ کسی مخصوص دھات کی چادر تھی۔ یہ حصہ علیحدہ ہوتے ہی ڈبیا کے نچلے حصے میں بنا ہوا خانہ نظر آنے لگا گیا۔ اور عمران اس خانے کو اور اس گتے کے اندرونی حصے کو دیکھ کر چونک پڑا۔ گتے کے اندرونی حصے اور خانے کی تینوں دیواروں کے ساتھ ایسی راکھ کے ذرات چمٹے ہوئے تھے جیسے انتہائی نفیس مادوں یا ٹرانسمیٹرز۔ کو کسی خاص چیز سے جلا کر مکمل طور پر راکھ بنا دیا گیا ہو۔ عمران نے ڈبی کو ناک کے ساتھ لگا کر سونگھا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ اوہ۔ راکسم رینز کی مخصوص بو۔ اور اس ڈبیا میں۔"

عمران نے بے اختیار بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مجھ سے کچھ کہا آپ نے" — پاس کھڑے شاکر نے چونک کر پوچھا۔ اور عمران نے نفی میں سر ہلادیا اور پھر اس نے ڈبیا کو دوبارہ پہلے کی طرح بند کرنا شروع کر دیا۔ جب وہ بند ہو گئی تو عمران نے شاکر کو باکس لے جانے کے لئے کہا اور شاکر باکس لے کر اُسے رکھنے کے لئے واپس چلا گیا۔

"مجھے سرخاں کی حالت دیکھ کر شک ہوا تھا کہ ان پر راکسم رینز خائرو کی گئی ہیں" — عمران نے ہونٹ چبالتے ہوئے کہا اور پھر اس نے زیورہ کو اس ڈبیا میں رکھا اور ڈبیا کو اپنے کوٹ کی جیب میں رکھ کر وہ شاکر کی واپسی کا انتظار کرنے لگا۔ شاکر کے واپس آنے پر عمران نے اس سے حفاظتی انتظامات کی تفصیل پوچھنی شروع کر دی۔ اور شاکر نے تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔ شاکر کے بتانے سے عمران سمجھ گیا کہ شاکر اس بارے میں خاصی تفصیلات سے واقف ہے۔

"کیا اسے باہر سے کھولنے کے لئے کوئی ایمر جنسی مشینری موجود ہے" — عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ مگر اس مشین سے صاحب کے علاوہ صرف میں واقف ہوں۔ اور کسی کو اس کا علم نہیں ہے۔" — شاکر نے جواب دیا۔

"جب تم نے یہ مشین آن کی تو کیا حفاظتی مشینری کام کر رہی تھی" — عمران نے پوچھا۔

ہوں۔ مگر سٹی تھانے کے ڈی۔ ایس۔ پی شاہ صاحب مجھ سے
اکتھاڑی طلب کر رہے ہیں۔“ — عمران نے موڈ بانہ لہجے میں کہا
”فون اسے دو۔“ — دوسری طرف سے ایک سٹو نے کہ
لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

”یس۔ یس۔“ — شاہد عرض کر رہا ہوں کہ
ڈی۔ ایس۔ پی سٹی تھانہ سر۔ ایک سٹو جیسے عہدہ
کے ساتھ براہ راست بات کرتے ہوئے ڈی۔ ایس۔ پی شاہ
کانہ صرف لہجہ بلکہ وہ ہاتھ بھی کانپ رہا تھا جس میں اس
نے ریسوریکٹر رکھا تھا۔

”عمران میرا نمائندہ ہے۔ سمجھے۔ کیا اتنا کہنا کافی ہے یا۔
ایک سٹو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
”لگ۔ لگ۔ کافی ہے سر میں سمجھ گیا سر۔“

ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی دو
طرف سے بغیر کچھ کہے رابطہ ختم ہو گیا۔ ڈی۔ ایس۔ پی شاہد
نے ریسوریکٹر رکھ دیا۔ اسی کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ
شرمندگی کے تاثرات بھی موجود تھے۔

”اب کیا خیال ہے“ — عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔

”اب آپ یہ سارا سامان لے جا سکتے ہیں عمران صاحب۔
آئی۔ ایم۔ سوری۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ آپ کی اتنی بڑی حیثیت
ہے۔“ — ڈی۔ ایس۔ پی شاہد نے شرمندہ سے لہجے میں کہا

”میری حیثیت پر نہ جاؤ۔ مجھے تو سپرنٹنڈنٹ فیاض بھی جھڑکیاں
دے دیتے ہیں۔ بہر حال مجھے تمہاری اصول پرستی پسند آتی ہے
اب میں جا رہا ہوں۔ تم اس جینڈا سپارک کو بعد میں اطمینان
سے ڈیل کرتے رہنا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے نکل کر پورچ کی طرف بڑھ گیا۔
اور چند لمحوں بعد اس کی کار سمر خالہ کی کوکھی سے نکل کر تیزی سے
دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

”کچھ پتہ چلا عمران صاحب۔ سمر خالہ کیسے ہلاک ہوئے ہیں۔“
عمران کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی بلیک زیمو نے پوچھا۔
”اب شاید کچھ پتہ چل جائے۔ میں لیبارٹری میں جا رہا ہوں۔“
ایک کپ چائے بنا کر لے آؤ وہیں۔“ — عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا لیبارٹری کی طرف جانے
والے راستے کی طرف بڑھ گیا۔

کے بیرونی برآمدے میں ایک فون بوتھ بھی موجود تھا۔ جینیٹ نے پیرس کھول کر دیکھا تو اس میں سکے موجود تھے۔ چونکہ ہوٹل سے چلتے ہوئے وہ سوچ چکی تھی کہ موقع ملے ہی وہ کسی پبلک فون بوتھ سے پاسٹر کو فون کر کے اس سے رپورٹ لے گی۔ اس لئے اس نے ہوٹل کے کاؤنٹر سے خاصی تعداد میں سکے لے کر پیرس میں ڈال لئے تھے۔ فون بوتھ میں داخل ہو کر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اور پھر سکے ڈال کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن اُسی لمحے اُسے ایک مقامی آدمی شرابیوں کی طرح جھوم کر چلتا ہوا فون بوتھ کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس آدمی کا انداز ایسا تھا جیسے وہ نشے میں آؤٹ ہو کر ادھر ادھر لڑکھڑاتا پھر رہا ہو۔ لیکن جینیٹ نے اُسے دیکھتے ہی آخری نمبر ڈائل کرنے کی بجائے رابطہ کاٹ دیا۔ رابطہ کٹتے ہی سکے کھڑکھڑاتے ہوئے واپسی والے خانے میں آگئے۔ جینیٹ نے سکے نکالے اور انہیں دوبارہ ڈال کر اس نے ایک بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ شرابی اب دیوار کے ساتھ کھڑا جھوم رہا تھا۔ لیکن اس بار جینیٹ نے عمران کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کئے تھے۔ مگر دوسری طرف سے مسلسل گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ کوئی ریسپورڈ نہ اٹھا رہا تھا۔

”یہ عمران کبھی فلیٹ میں ملتا ہی نہیں“ جینیٹ نے اپنی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر ریسپورڈ رکھ دیا۔ چونکہ کال

جینیٹ اس پارک کا چہرہ غصے کی شدت سے بڑی طرح بگڑا ہوا تھا۔ جب اُسے اس پولیس آفیسر نے بتایا کہ عمران اس سے پہلے سرخالد کے خاص کمرے میں موجود رہا تھا۔ اور پھر اچانک چلا گیا۔ تو جینیٹ فوراً سمجھ گئی کہ ڈیپا اور زیور عمران ہی لے گیا ہوگا۔ کیونکہ سرخالد کے خاص کمرے میں باوجود تلاش کے اُسے یہ دونوں چیزیں نہ ملی تھیں۔

”میں اس کی پٹیوں سے بھی وہ زیور برآمدہ کر لوں گی“ جینیٹ نے غراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سرخالد کی کوکھی سے باہر نکل آئی۔ چونکہ وہ ٹیکسی پر ہوٹل سے یہاں پہنچی تھی۔ اس لئے کوکھی سے باہر نکل کر اُسے ٹیکسی حاصل کرنے کے لئے کالونی کے چوک تک پیدل جانا پڑا۔ لیکن چوک پر بھی کوئی ٹیکسی نہ تھی۔ البتہ ایک جدید قسم کا ریسٹوران اُسے نظر آ گیا۔ ریسٹوران

نہ ملی تھی۔ اس لئے کے ایک بار پھر کھڑکھڑاتے ہوئے واپسی والے خانے میں آگئے۔ جینیٹ نے اس کے نکال کر پرس میں ڈالے اور پھر فون بوتھ کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔ اس شرابی کے قریب سے گزرتے ہوئے اس نے اُسے غور سے دیکھا اور پھر برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر باہر آگئی۔ اس بار خالی ٹیکسی اُسے آسانی سے ملی گئی۔

"پلازہ مارکیٹ"۔ جینیٹ نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہی ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی جینیٹ نے جان بوجھ کر اس مارکیٹ کا نام لیا تھا جو شلٹن ہوٹل کے قریب تھی۔ لیکن وہاں گاہکوں کا بے پناہ ہجوم رہتا تھا۔ اب وہ فوری طور پر پاسٹر سے بات کر کے اس سے تفصیلی رپورٹ بھی لینا چاہتی تھی۔ اور اُسے مزید ہدایات بھی دینا چاہتی تھی۔ اور اُسے معلوم تھا کہ پلازہ مارکیٹ میں اُسے نگہانی سے بچ کر فون کرنے کا موقع بہر حال مل جائے گا پلازہ مارکیٹ کے آغاز میں ہی اس نے ٹیکسی چھوڑ دی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہجوم میں داخل ہو کر آگے بڑھتی چلی گئی۔ مارکیٹ کے اندر بھی بے شمار چھوٹی چھوٹی سڑکیں تھیں۔ ان پر بھی بڑی بڑی دکانیں تھیں اور وہاں بھی خاصا ہجوم تھا۔ جینیٹ مختلف گلیوں میں سے ہوتی ہوتی اچانک سڑک پر ایک رستوران میں داخل ہو گئی۔ رستوران گاہکوں سے بھرا ہوا تھا۔ جینیٹ سیدھی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔

"ایک فون کرنا ہے پلیز"۔ جینیٹ نے کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مس۔ ادھر فون روم میں چلی جائیے وہاں اطمینان سے بیٹھ کر فون کر لیجئے"۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے سائیڈ میں موجود ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور جینیٹ اسر ہلاتی ہوئی تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں میز پر فون رکھا ہوا تھا۔ اور ایک کرسی بھی موجود تھی۔ جینیٹ نے ہی دروازہ بند کیا اور پھر اس نے فون کا ریسیور اٹھایا اور تیزی سے پاسٹر کے نمبر ڈائل کر کے شروع کر دیئے۔

"یس"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی پاسٹر کی آواز سنائی دی۔

"جینیٹ ابول رہی ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"۔ جینیٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"وکٹری مادم۔ سر خالد نے واقعی اس زیور سے ملکہ ٹوری کے خزانے کا راز تلاش کر لیا تھا۔ میں اسے مسلسل انیٹر کر رہا تھا۔ پھر اس نے پیڈ اٹھا کر اس پر اشارات لکھنے شروع کر دیئے۔ میں نے اس کی نقل حاصل کر لی شروع کر دی۔ پھر اس نے ایک نقشہ بھی ترتیب دیا۔ جب اس نے کام مکمل کر لیا تو وہ کرسی سے اٹھ کر بے اختیار ناچنے لگا۔ ساتھ ساتھ وہ عظیم خزانہ عظیم خزانہ کے الفاظ بھی چیخ چیخ کر بول رہا تھا۔

چنانچہ میں نے فائرننگ کا آغاز کر دیا۔ پہلے میں نے سرخا پر آرگنسم فائر کیا۔ وہ چونکہ حرکت کر رہا تھا۔ اس لئے بڑی تیزی سے ٹارگٹ میں آیا۔ اس کے بعد میں نے میز پر پڑے ہوئے کاغذوں پر الٹیاں فائر کر دیا۔ کاغذ جل کر راکھ ہو گئے۔ آخر میں آپریٹس کو مکمل طور پر سلفٹ فائرننگ کے ذریعے فائر کر دیا۔ اسی طرح مشن مکمل ہو گیا ہے۔ اب مجھے آپریٹس کی کال کا انتظار تھا۔ پاسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم ایسا کر دو کہ اس کی مائیکروفلم تیار کر لو۔ وہ زیور اور ڈبیا عمران ساتھ لے گیا ہے۔ اور مجھے میز پر کاغذ کی راکھ بھی نظر نہیں آتی۔ اس لئے یقیناً وہ راکھ بھی لے گیا ہو گا۔ کے آدمی بھی مسلسل میری نگرانی کر رہے ہیں۔ اس لئے بے حد محتاط ہونا پڑ رہا ہے۔ میں حالات درست ہوتے ہی تمہیں خود اطلاع کر دوں گی۔ اسی کے بعد اس خزانے کے حصول کے لئے کام شروع کیا جائے گا۔“ جینیٹا۔ تیز تیز لہجے میں کہا۔

”اگر یہ عمران آڈے آرہا ہے تو کیوں نہ اسے ختم کر دیا جا پاسٹر نے کہا۔

”ایسی کوئی طاقت نہ کرنا۔ ابھی تک تم اور تمہارے آدمی مکمل طور پر اس کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ لیکن تمہاری سب سے جملہ ہوتے ہی وہ تمہاری راہ پر لگ جائے گا وہ زیاد

سے زیادہ مجھ پر شک کر رہا ہے۔ لیکن وہ مجھ پر کوئی الزام ثابت نہیں کر سکتا۔ اور ویسے بھی اس زیور اور ڈبیا سے وہ کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ زیور بہر حال میں اس سے واپس لے ہی لوں گی۔ اس لئے تم نے ہر حالت میں مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ ہی رہنا ہے۔“ جینیٹا نے تیز لہجے میں کہا۔

”اگر ایسا ہے مادام تو کیوں نہ میں سب کچھ پیک اپ کر کے خاموشی سے واپس گریٹ لینڈ چلا جاؤں۔ مائیکروفلم بھی ساتھ لے جاؤں گا۔ آپ بھی وہ زیور لے کر واپس آجائیں۔ اس طرح یہ عمران کچھ بھی حاصل نہ کر سکے گا۔ پھر کچھ عرصہ بعد ہم مکمل انتظامات کے ساتھ واپس آکر خاموشی سے یہ خزانہ نکال کر لے جاسکتے ہیں۔ اس وقت اس عمران کو پتہ بھی نہ چلے گا اور ہم کام مکمل بھی کر لیں گے۔“ پاسٹر نے کہا۔

”تمہاری یہ تجویز درست ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم سب کچھ پیک اپ کر کے خاموشی سے واپس چلے جاؤ۔ فلم مادام کے حوالے کر دینا۔ میں بھی عمران سے زیور لے کر واپس آ جاؤں گی۔ اس طرح عمران کو کوئی شک و شبہ ہو گا بھی سہی تو ختم ہو جائے گا۔“ جینیٹا نے اس کی اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

”یس مادام۔ میں ابھی واپسی کی تیاری شروع کر دیتا ہوں۔ کل ہم روانہ ہو جائیں گے۔“ پاسٹر نے جواب دیا اور جینیٹا نے ادر کے کہہ کر زیور رکھا اور پھر پس سے رومال نکال کر

اس نے ڈائل کو اچھی طرح صاف کرنا شروع کر دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر اس نے اسے صاف نہ کیا تو نگرانی کرنے والے ڈائل پر مخصوص پاؤڈر چھڑک کر اس کی انگلی کے نشان سے نمبروں کا پتہ چلا سکتے ہیں۔ چنانچہ اچھی طرح صفائی کرنے کے بعد اس نے رومال واپس پرس میں ڈالا اور دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ اس نے ایک فون کال کے معاوضے کے طور پر ایک چھوٹا سا نوٹ کاؤنٹر میں کے حوالے کیا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی رستوران سے باہر نکل آئی۔ اب وہ پیدل ہی اپنے ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ایک بار اُسے خیال آیا تھا کہ وہ رستوران سے نکل کر سیدھی عمران کے فلیٹ میں چلی جائے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا تھا۔ وہاں سے فون اٹھ نہ کئے جانے کا مطلب تھا کہ فلیٹ بند ہے اور ظاہر ہے وہ اب سڑک پر کھڑے ہو کر تو اس کا انتظار نہ کر سکتی تھی۔ اور دوسرا کوئی ٹھکانہ عمران کا وہ جانتی نہ تھی۔ اس لئے اس نے ہی سوچا کہ ہوٹل سے وقفے وقفے سے فون کر کے وہ چیک کرتی رہے گی۔ جب عمران فلیٹ میں پہنچے گا تو پھر وہ بھی فلیٹ میں پہنچ جائے گی۔ اُسے یقین تھا کہ وہ عمران سے زیور واپس حاصل کر لے گی اور عمران ٹکریں مارنے کے باوجود اصل مشن کے بارے میں کچھ بھی نہ جان سکے گا۔

"یہ بات تو طے ہے کہ سرخاں کو قتل کیا گیا ہے۔ اور قتل بھی آرکسم رینڈ فائنگ کے ذریعے ہوا ہے اور یہ آرکسم رینڈ فائنگ اس ڈبیا میں موجود مشینری سے ہوئی ہے لیکن اس سے بات اور زیادہ الجھ گئی ہے۔ کہ آخر سرخاں کو اس طرح قتل کرنے کا مقصد کیا تھا؟" عمران نے آپریشن روم میں داخل ہو کر کمرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اور اس ڈبیا کا تعلق بہر حال جنیٹل ہے۔ اس لئے یہ قتل جنیٹل نے ہی کیا ہوگا۔" بلیک زیرو نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن آرکسم رینڈ فائنگ کے لئے انتہائی پیچیدہ مشینری چاہیے۔ اور یہ مشینری بہر حال جنیٹل کے پاس نہیں ہے۔ کیونکہ یہ یورٹیل نہیں ہو سکتی۔ کہ جنیٹل اسے بیگ میں ڈالے

ساتھ ساتھ لئے پھرتی ہو۔" — عمران نے کہا۔
 "اس کا مطلب ہے کہ جینیڈا کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی
 ہیں۔ جنہوں نے فائرنگ کی ہے۔" — بلیک زیرو نے
 چوک کر کہا۔ اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں اب یہ بات تو طے ہو گئی ہے۔ کہ جینیڈا یہاں اکیلی
 نہیں آئی۔ یقیناً اس کے ساتھ کاریکا کا پورا گروپ آیا ہوگا۔
 جسے سامنے نہیں لایا گیا۔ منظر میں صرف جینیڈا ہی رہی ہے۔
 لیکن بلیک زیرو اصل مسئلہ ہے مقصد تلاش کرنے کا۔ اب
 تک ہونے والی ساری کارروائی کا ہی کوئی مقصد سامنے
 نہ آ رہا تھا کہ اب سر خالد کو قتل کر دیا گیا ہے۔" — عمران
 نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیری
 ابھری ہوئی تھیں۔

"ہو سکتا ہے سر خالد نے کوئی ایسا راز پالیا ہو۔ جسے یہ لوگ
 سامنے نہ لانا چاہتے ہوں۔" — بلیک زیرو نے کہا۔

"بظاہر ہی لگتا ہے۔ ڈبیا کو زیور کے ساتھ ان کے خاص
 کمرے میں پہنچائے جانے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس
 کی باقاعدہ پلاننگ کی گئی تھی۔ بس سر خالد کی موت آئی ہوئی
 تھی۔ کہ ہماری ساری توجہ اس زیور کو چیک کرنے تک ہی
 محدود رہی۔ ڈبیا کی طرف خیال ہی نہیں گیا۔ لیکن آخر سر
 خالد نے کیا ایسی چیز حاصل کر لی تھی۔ جس کے لئے ان کا قتل
 کیا جانا ضروری ٹھہرا۔ کاغذات کی راکھ سے ظاہر ہوتا ہے۔

کہ وہ کاغذات پر نوٹس لیتے رہے۔ لیکن ان کاغذات کو جلا
 دیا گیا۔ ان پر کوئی اور ریز اس استعمال کی گئی ہیں اور جس جدید
 انداز میں یہ ساری کارروائی کی جا رہی ہے۔ اس سے ظاہر
 ہوتا ہے کہ کاریکا انتہائی جدید ترین آلات کے استعمال
 میں ماہر ہے۔ ہو سکتا ہے ان کاغذات کو جلانے سے پہلے
 کسی جدید ترین شعاعوں کے ذریعے ان کی نقول حاصل کر
 لی گئی ہوں۔ میں نے پیڈ کے کاغذات کو بھی چیک کیا۔ میرا
 خیال تھا کہ شاید پیڈ پر لکھنے کی وجہ سے قلم کے دباؤ کے
 نشانات پیڈ کے سچلے کاغذات پر موجود ہوں۔ لیکن یہ
 کاغذات بھی قطعی صاف تھے۔ شاید سر خالد پیڈ سے کاغذ
 علیحدہ کر کے اس پر لکھنے کے عادی تھے۔" — عمران نے
 اس طرح بات کی جیسے وہ بلیک زیرو کی بجائے یہ باتیں اپنے
 آپ کو سنوا رہا ہو۔

"یہ سارا فساد یقیناً اس زیور کا ہے عمران صاحب۔
 سر خالد نے جو کچھ بھی حاصل کیا ہوگا۔ اسی زیور سے ہی کیا ہو
 گا۔" — بلیک زیرو نے کہا۔

"ظاہر ہے زیور اور اس ڈبیلے کے علاوہ تیسری تو کوئی
 چیز جینیڈا کی طرف سے ان تک نہیں پہنچی۔ اسی نظریے کے
 تحت میں نے زیور پر بنے ہوئے نشانات پر بڑی جان سوزی
 کی ہے۔ لیکن وہ سب نشانات ہی ہیں۔ ورنہ میرا خیال تھا۔
 کہ شاید اس میں کوئی نقشہ یا کوئی راز وغیرہ چھپا یا گیا ہو۔"

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا سر خالد کے علاوہ اور کوئی ایسا ماہر نہیں ہے جو اس زہر سے کچھ حاصل کرنے کے قابل ہو“۔ بلیک زہر۔

”نہیں یہ زہر ہمارے علاقے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس میں صرف سر خالد ہی اتھارٹی تھے۔ ان جیسی گہری نظر یورپ یا امریکا کا کوئی ماہر نہیں رکھ سکتا۔ البتہ جنرل ریسرچ کی با دوسری ہے۔ لیکن آج تک کسی خزانے کا پتہ نہیں چلایا جا سکا۔“۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب آخری صورت یہی رہ جاتی ہے کہ اس جینیڈا سپارک کو سر خالد کے قتل کے الزام میں پکڑا جائے اور پھر اس سے ساری بات اگلا لی جائے۔“۔ بلیک زہر وٹے بڑی بے چارگی کے سے انداز میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑے۔

”پولیس اور سیکرٹ سروس میں پھر کیا فرق رہ جائے گا بلیک زہر وٹے۔“۔ عمران نے طنز یہ لہجے میں کہا۔

”جب اور کوئی حل ہی نظر نہ آ رہا ہو۔ تو پھر کیا کیا جائے۔“۔ بلیک زہر وٹے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”یہ کیس واقعی میرے لئے ایک چیلنج کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ سر خالد ہمارے ملک کے لئے بہت بڑا سرمایہ تھے۔ اور ان کے قاتل کو ہر صورت میں سزا ملنی چاہیے لیکن اس طرح نہیں جس طرح تم سوچ رہے ہو۔ میں خود اس

سارے مسئلے کو حل کرنا ہے۔ خود۔“۔ عمران نے کہا۔ اور بلیک زہر وٹے نے کوئی جواب نہ دیا۔ ظاہر ہے اس کے پاس جواب دینے کے لئے کیا رہ گیا تھا۔ ادھر عمران کی پیشانی پر مسلسل شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ اس کیس نے واقعی اسے ذہنی طور پر بے حد الجھا دیا تھا۔

”صفدر کو ٹرانسمیٹر کال کر کے اس سے رپورٹ لو۔ شاید جینیڈا کی کوئی ایسی حرکت سامنے آجائے۔ جس سے آگے بڑھنے کا کوئی طریقہ مل جائے۔“۔ عمران نے اچانک بلیک زہر وٹے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور بلیک زہر وٹے سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر پر صفدر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر فی شروع کر دی۔

”صفدر اسٹنڈنگ اور۔“۔ ٹرانسمیٹر پر صفدر کی آواز سنائی دی۔

”جینیڈا کے بارے میں تازہ ترین رپورٹ کیلئے اور۔“۔ بلیک زہر وٹے نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”جینیڈا نے ہوٹل ایکس چنچ کے ذریعے سر خالد کی رہائش گاہ پر فون کیا۔ وہاں سے اُسے اطلاع دی گئی کہ سر خالد ہلاک ہو چکے ہیں۔ پھر جینیڈا ہوٹل سے نکل کر ٹیکسی کے ذریعے سر خالد کی رہائش گاہ پہنچی وہاں پولیس موجود تھی پھر جینیڈا کے باہر آنے سے پہلے عمران صاحب اپنی کار میں سر خالد کی رہائش گاہ سے نکلے دکھائی دیئے۔ اس کے

تقریباً آدھے گھنٹے بعد جینیڈا یاہر آئی۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔ ٹیکسی فوری طور پر نہ ملنے کی وجہ سے وہ کالونی کے چوک پر گئی۔ وہاں ایک ریسٹوران کے برآمدے میں موجود پیبلک فون بوتھ سے اس نے عمران کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کئے۔ لیکن جب دوسری طرف سے کال اسٹنڈ نہ کی گئی تو وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر پلانزہ مارکیٹ کے آغاز میں اتر کر پیدل چلتی ہوئی ہجوم میں گم ہو گئی۔ پھر ایک ریسٹوران میں انکوائری سے پتہ چلا ہے کہ جینیڈا نے فون روم میں بیٹھ کر کسی کو فون کیا ہے۔ وہ کافی دیر فون روم میں رہی۔ اور جب پتہ چلا کہ جینیڈا کے بعد ابھی تک فون روم سے کسی اور نے کال نہیں کی تو میں نے پاؤڈر کے ذریعے وہ نمبر معلوم کرنے کی کوشش کی جس پر جینیڈا نے کال کی تھی۔ لیکن شاید ڈائل کو کال کرنے کے بعد اچھی طرح صاف کر دیا گیا تھا۔ ہوٹل سے بھی جینیڈا نے کئی بار عمران صاحب کے فلیٹ پر فون کرنے کی کوشش کی لیکن دوسری طرف سے ریسپورس نہیں اٹھایا گیا۔ وہ اس وقت اپنے کمرے میں ہی ہے اور۔۔۔ صفحہ نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ نگراںی جاری رکھو اور اینڈ آف۔“ بلیک زیرو نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اس ریسٹوران سے یقیناً جینیڈا نے اپنے گودپ کو کال کیا ہوگا۔ ویسے یہ لڑکی بے حد ذہین اور ہوشیار ہے۔

کسی کیونکہ کو بھی نظر انداز نہیں کرتی۔“ عمران نے کہا۔
 ”واقعی عمران صاحب، ورنہ عام طور پر کال ملانے کے بعد ڈائل کو صاف کر دینے کا خیال کسی کو بھی نہیں آتا۔“ بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ریسپورس اٹھایا۔ اور انکوائری سے ہوٹل سٹیشن کے نمبر پر چھ کمرہ اس نے ہوٹل سٹیشن کے نمبر ڈائل کئے۔

”ہوٹل سٹیشن۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔
 ”مس جینیڈا سپارک سے بات کرائیے۔“ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”ہولڈ آن کیجیے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ریسپورس جینیڈا سپارک کی آواز ابھری۔
 ”جینیڈا سپارک بول رہی ہوں۔“ جینیڈا سپارک کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔
 ”مبارک ہو مس جینیڈا سپارک۔“ عمران نے بڑے خلوص لہجے میں مبارک دیتے ہوئے کہا۔

”ادہ علی عمران تم۔ کس بات کی مبارک دے رہے ہو تم۔“
 ہر انوار سرخالد کے کمرے سے کیوں اٹھا کر لے گئے ہو۔
 اس نے کتنی بار تمہارے فلیٹ فون کیا ہے۔ لیکن وہاں سے کوئی ریسپورس نہیں اٹھاتا۔ وہ انوار مجھے واپس کر دو۔
 برا۔ وہ میری قانونی ملکیت ہے۔“ جینیڈا سپارک نے پھٹ پھٹنے والے لہجے میں کہا۔

"مبارک باد اس بات کی دے رہا ہوں کہ آخر کار تم اپنے
کا میناب پہنچی گئیں۔ میں تو سوچ رہا ہوں کہ مادام روز کو بھی
کو کے مبارک باد دوں کہ اس کی سوتیلی بیٹی کی ذمہ داری کو
ہوئے اُسے کوئی بڑا انعام ملنا چاہیے۔ اور کسی ذہین عورت
لئے سب سے بڑا انعام کوئی اچھا شوہر ہی ہو سکتا ہے یہ
ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کہو۔ بخانے کس نے تمہارے ذہن پر
بات بٹھا دی ہے۔ کہ میں کسی مشن کے لئے یہاں آئی تھی۔
سر خالہ کی اس اچانک موت سے تو میرا یہاں آنا ہی
ثابت ہوا ہے۔ کم از کم مرنے سے پہلے وہ اس نوادر کے
میں اپنی تصدیق شدہ رائے ہی لکھ ڈالتے تو میرا یہاں آنا
بیکار ثابت نہ ہوتا۔ بہر حال تم میرا نوادر واپس کرو۔ اب
فورا واپس جانا چاہتی ہوں۔ کیا تم فلیٹ سے فون کر رہے
جینیڈا سپارک نے اُسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جینیڈا سپارک۔ تمہیں رائے کی اب کیا ضرورت
رہ گئی ہے، ملکہ توری کے خزانے کا راز تم تک پہنچ چکا ہے۔
عمران نے ایک بار پھر اندھیرے میں تیر چلائے ہوئے کہا۔
"ملکہ توری کا خزانہ۔ بکواس۔ یہ سب ایسی ہی کہانیاں
ماہرین کے ذہن کی پیداوار۔ بھلا ملکہ توری کے پاس کیا خزانہ
ہو سکتا ہے۔ وہ تانے کے دور کی عورت تھی۔ اس کا اپنا زینہ
تانے سے بنا ہوا ہے۔ اور وہ خزانے کی مالک تھی۔ اگر ہو گا

ہی تو بھی تانے کے ٹکڑے ہوں گے۔ ویسے بھی ماہرین کے مطابق
اس دور میں راکاس قلعے کی آبادی آج کل کے لحاظ سے کسی
لہات سے بھی کم ہوگی۔ بس قلعے کا نام ہی نام ہے۔ اس
زمانے سے زیادہ قیمتی بہر حال یہ زیور ہے۔ تم بے شک اس
کا خزانہ تلاش کرتے رہو۔ مجھے تو بس وہ زیور واپس کر دو۔
ورسوا اگر تم نے وہ زیور واپس نہ کیا تو پھر میں گریٹ لینڈ
کے سفارت خانے سے رجوع کر دوں گی۔ تمہاری بہتری اسی
میں ہے۔ کہ تم وہ زیور مجھے واپس کر دو۔" جینیڈا سپارک
نے جواب دیا۔

"ارے ارے۔ اتنے غصے کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو زیور
س لئے لے آیا تھا کہ یہ دیکھ سکوں کہ کیا سر خالہ نے خزانے
کا نقشہ صحیح طور پر بنایا بھی ہے یا نہیں۔ لیکن دماغ سے جلد
بوتے کاغذات کی جو راکھ ملی ہے۔ جب اُسے میں نے مخصوص
ٹیمپلنگ سے چیک کیا تو مس جینیڈا سپارک دیر ہی سو رہی۔
سر خالہ بھی باوجود بے پناہ ذہانت کے صحیح طور پر اس راز
کو نہیں سمجھ سکے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ زیور کی ڈبیا کو بھی اچھی
طرح چیک کر لیا گیا ہے۔ گو تمہارے آدمیوں نے اس میں
وجود مشنری کو راکھ بنا دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس
ڈبیا میں بہر حال اتنا کچھ موجود ہے جس سے تم پھر سر خالہ کو
قتل کرنے کا الزام ثابت کیا جاسکتا ہے۔ اور تم جانتی ہو کہ
سر خالہ ہمارے ملک کے لئے کتنا بڑا سرمایہ تھے۔" — عمران

کا اہم یک لخت سنجیدہ ہو گیا۔

”تم ایک بار پھر مجھ پر الزام تراشی کر رہے ہو۔ آخر تمہارے کیا دشمنی ہے۔ یہ عام سی ڈبیا بھتی۔ جسے تم بچانے بنائے جا رہے ہو۔ میں نے یہ ڈبیا گریٹ لینڈ کے ایک ڈبیا رٹمنٹ سے خریدی ہے۔ اور اس ڈبیا پر ان کا مارکر موجود ہے۔ اور نمبر بھی۔ دہاں ریکارڈ میں میرا نام بھی موجود ہے۔ تم جو کچھ کہہ رہے ہو۔ وہ سب بکواس ہے۔ الزام تراشی ہے۔ یہ ادب بات ہے کہ تم کسی نامعلوم دشمن سے مجھے بھینسانے کے لئے اس جیسی کوئی اور ڈبیا ڈالو۔ اب مجھے سفارت خانے سے فوری رجوع کرنا ہی ہے۔ تم کمینگی کی آخری حد پر اتر آتے ہو۔ اور سر خالد نے اس سے کوئی راز حاصل کیا ہے۔ غلط کیا ہے یا صحیح کیا ہے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اور اب سفیر کے ذریعے سے بات ہوگی۔“ دوسری طرف سے جنیٹا اس پارکا انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسور رکھ دیا۔

”کمال ہے۔ کسی انداز میں بھی بات کی جائے۔ پلو ہی نہیں بلیک زیمونے جولا ڈرپر ان کی گفتگو سن رہا تھا۔ عمران کے رکھتے ہی بول پڑا۔

”یہ پلو پکڑنے کا سلسلہ مشرق میں ہوتا ہے۔ بلیک جہاں کی عورتیں پلو لٹکائے پھر رہی ہوتی ہیں۔ مغرب میں پلو

کام۔ دہاں تو باز د میں باز ڈالو اور مہاسمباناچ شر دے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیمونے اختیار ہنس پڑا۔

”میں نے تو محاورے بات کی تھی۔“ بلیک زیمونے قدرے خفیف ہوتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں اب ہمارے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہا کہ وہ زیور جنیٹا کے حوالے کر دیں۔ سر خالد پر فائز پڑھیں اور حکومت سے لمبی لمبی تنخواہیں لینے کے باوجود چادر تان کر سو جائیں۔“ عمران نے کسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے طنز یہ لہجے میں کہا۔ اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ بلیک زیمونے ظاہر ہے سوائے ہونٹ چبانے کے اور کیا کر سکتا تھا۔

عمران کی کار دانش منزل سے نکل کر اب ہوٹل شلٹن کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اس نے واقعی زیور فوری طور پر جنیٹا کے حوالے کر دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کیونکہ وہ اس کی دافع فلمیں تیار کر چکا تھا۔ اور اب اس زیور کو مزید روکنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس نے کار ہوٹل شلٹن کی وسیع و عریض پارکنگ میں روکی اور پھر وہ کار سے نیچے اتر کر اُسے لاک کر ہی رہا تھا کہ ٹائیگر کی کار پارکنگ میں داخل ہوئی۔ عمران کی نظر جیسے ہی ٹائیگر پر پڑی وہ یک لخت چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں اچانک ایک خیال آیا تھا۔ چنانچہ وہ ہوٹل کی طرف جانے کی بجائے وہیں رک گیا۔ ٹائیگر نے بھی عمران کو دیکھ لیا تھا۔ اس لئے وہ کار روک کر نیچے اترتا اور تیز قدم اٹھاتا عمران

کی طرف بڑھا اور اس نے بڑے مودبانہ انداز میں عمران کو سلام کیا۔

”ٹائیگر۔ اگر کبھی عبدالعلی کی ضرورت پڑ جائے تو وہ کہاں مل سکتا ہے۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

”عمران صاحب۔ عبدالعلی حاضر ہے۔ حکم فرمائیے۔“ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران کسی سائنسی تھیوری پر بات کرنا چاہتا ہے۔

”میری کار میں بیٹھو۔“ عمران نے کہا۔ اور کار کا دروازہ کھول کر سیٹر تک پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر جلدی سے گھوم کر دوسری سائیڈ پر آیا۔ اور سائیڈ سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ عمران نے کار کو بیک کمرے واپس موڑا۔ اور چند لمحوں بعد اس کی کار ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر آ گئی۔

”آرکسم رینز عبدالعلی کا خاص موضوع رہی ہیں۔ میں درست کہہ رہا ہوں ناں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آرکسم رینز۔ جی ہاں۔“ ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جب تک کار سنٹرل گارڈن نہ پہنچ جائے تم آرکسم رینز کے بارے میں اپنی یادداشت کو پوری طرح تیز کر لو۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے سر ہلادیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے کار سنٹرل گارڈن کی پارکنگ میں

رہ کی اور پھر نیچے اتر آیا۔ ٹائیگر بھی اترا۔ اس کی پیشانی پر لکیروں کا جال ابھر آیا تھا۔ عمران اُسے لے کر باغ کے ایک پتھر سکون کوٹنے میں آ کر بیٹھ گیا۔

”سنو ٹائیگر۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے آرکسم رینز پر خاصا کام کیا ہوا ہے۔ اب ایک ایسا مسئلہ درپیش ہے جس میں آرکسم رینز کو بالکل جدید انداز میں استعمال کیا گیا ہے۔ میں تمہیں مسئلے کی تفصیلات بتا دیتا ہوں۔ تم اس پر غور کرو۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی بات تمہارے ذہن میں آجائے جو میرے ذہن میں نہیں آ رہی۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”فرمائیے۔“ ٹائیگر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ اور عمران نے اُسے سر خالد کے بند کمرے میں آرکسم رینز سے قتل ہونے اور زیور کی اس ڈبیا کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی۔ ٹائیگر بڑے غور سے یہ سنتا رہا۔ لیکن وہ بولا نہیں۔

”اب یہ بات تو ظاہر ہے کہ آرکسم رینز کو تھری پنچ سسٹم سے کنٹرول کمرے کے فائبر کیا گیا ہے۔ اور تھری پنچ سسٹم کی فائبرنگ رینج بھی کچھ زیادہ وسیع نہیں ہوتی۔ اس لئے لازماً یہ مشین دارالحکومت میں ہی کسی جگہ نصب کی گئی ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اس مشین کو کیسے ٹریس کیا جاسکتا ہے۔ میں نے زولو آن تھیوری پر بھی سوچا ہے لیکن وہ بھی بیکار ثابت ہوئی ہے۔ تمہارے ذہن میں کوئی تھیوری آ رہی ہو تو بتاؤ۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر چند لمحے خاموش

رہنے کے بعد ایک لخت چونک پڑا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے گمبیٹ لینڈ کے ساتھ سدا
ہاسٹن کی نئی کھیوری فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ کے بارے
میں تو پڑھا ہوگا۔" ٹائیگر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں
"اوہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ اگر فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ
کے تحت فضا میں ریڈیو لہروں کو پھیلا یا جائے تو تھری پن
سسٹم کے مرکز کی نشاندہی ہو سکتی ہے۔" — عمران۔
چونک کہہ رہا۔

"جی ہاں۔ ابھی میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے۔ تھری
پنچ سسٹم ریڈیو لہروں کے تھری ایکس شارٹ سرکل
کھیوری پو کام کرتا ہے۔ اور تھری ایکس شارٹ فضا میں
ایتھریس کئی روز قائم رہتا ہے۔ اور فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ
یقیناً اس تھری ایکس شارٹ سرکل کو وہیں سے بریک کر
گا۔ جہاں سے اس کا آغاز ہوا ہوگا۔ اگر فضا میں اس مقام
کی نشاندہی ہو جائے تو پھر آسانی سے تھری پنچ سسٹم
مرکز کی نشاندہی ہو سکتی ہے۔" — ٹائیگر نے کہا اور عمران
کے چہرے پر ایک لخت مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔
"اوہ دیر ہی گڈ۔ واقعی یہ کھیوری قابل عمل ہے۔ اس
مطلب ہے کہ عبد العلی ابھی زندہ ہے۔ اس سے مل کر
مسرت ہوئی ہے۔" — عمران نے بڑے تسخیں آمیز لہجے
کہا۔ تو ٹائیگر کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

"عمران صاحب۔ آپ کے مقابلے میں بے چارہ عبد العلی
کیا حیثیت رکھتا ہے۔ یہ تو اندھے کے پیر تلے بیڑا جانے
والی بات ہے۔" — ٹائیگر نے انکسارانہ لہجے میں کہا۔ اور
عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"بیڑے کو پیر تلے دینے کے لئے اندھا بننا کوئی دھنگا سودا
نہیں ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کمرے
سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ٹائیگر صرف مسکرا کر رہ گیا۔
"آؤ۔ میں تمہیں ہوٹل شلٹن چھوڑ دوں تاکہ تم اطمینان سے
بیڑوں کو پیر تلے دے سکو۔" — عمران نے پارکنگ کی
طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ ابھی یہ تجربہ کریں گے۔ مگر کہاں
ٹائیگر نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں
پوچھا۔

"ہاں۔ کہنا تو ابھی ہی پڑے گا۔ ورنہ بیڑا ڈگیا تو باقی ساری
عمران دھابھی رہنا پڑے گا۔" — عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"مگر عمران صاحب۔ اس کے لئے تو لیبارٹری کی ضرورت
ہوگی۔" — ٹائیگر نے کہا۔

"سر داور کی لیبارٹری کب کام آئے گی۔" — عمران
نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔
"عمران صاحب۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی....."

چوڑے چہرے اور فراخ پیشانی والا ایک ادھیڑ عمر آدمی ایک آرام کرسی پر نیم دراز آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔ کہ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس آدمی نے چونک کر آنکھیں کھولیں۔ دروازے پر ایک لمبھے ہوئے بالوں اور چھریے بدن کا آدمی کھڑا تھا اس کی فراخ پیشانی شکنوں سے پرہتھی۔ اور چہرے پر پیشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”پاسٹر۔ ہمیں چیک کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔“
 اچھے بالوں والے نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو سٹنی۔ کون چیک کر رہا ہے۔“
 کمسی پر نیم دراز آدمی نے چونک کر اٹھتے ہوئے کہا۔
 ”پیشل مشنری ابھی کھولی نہیں گئی۔ کیونکہ اُسے سب سے

آخر میں کھولا جانا تھا۔ میں نے اس کی ولاسٹی چیک کرنے کی غرض سے اُسے کھولا تو سپیشل مشینری نے حیرت انگیز کاشن دینے شروع کر دیئے ہیں۔ سٹنی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"حیرت انگیز کا کیا مطلب۔ کھل کر بات کر دو سٹنی۔ تم بڑی طرح الجھی ہوئی باتیں کر رہے ہو۔" پاسٹر نے اس بار تلخ لہجے میں کہا۔

"بب۔ سپیشل مشینری کی تھرڈ بیم ٹو فولڈ کاشن دینا شروع کر دے تو کیا یہ حیرت انگیز نہیں ہے۔" سٹنی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تھرڈ بیم ٹو فولڈ کاشن دے رہی ہے۔ ادہ اس کا مطلب ہے کہ سپیشل مشینری کا مرکز فضا میں تلاش کیا جا رہا ہے۔ ادہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کہیں تم نشے میں تو نہیں ہو۔" پاسٹر کے لہجے میں شدید ترین حیرت تھی۔

"میرے ساتھ آؤ اور خود دیکھ لو۔" سٹنی نے جواب دیا۔ اور پاسٹر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اور پھر راہداری میں دوڑتا ہوا ادہ ایک کھلے دروازے میں مرکز ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گیا۔ جس کی ایک دیوار کے ساتھ نصب ایک قد آدم مگر چوڑائی میں خاصی لمبائی تک پھیلی ہوئی انتہائی جدید ترین مشینری کی طرف بڑھتا گیا۔ مشینری آن تھی۔ سٹنی بھی اس کے پیچھے کھڑا۔ جب کہ اس ہال نما کمرے

میں موجود دیگر مشینوں کو کھول کر بڑے بڑے ڈبوں میں پیک کیا جا رہا تھا۔ تقریباً چھ آدمی اس کام میں مصروف تھے۔

"ادہ ادہ واقعی تم درست کہہ رہے ہو۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔ آج تک ایکرمیا کے سائنسدان تھری پنچ سسٹم شارٹ سرکٹ کے مرکز کو تلاش نہیں کر سکے۔ اور اس پس ماندہ ملک میں ایسی کوشش۔ مجھے تو یوں لگ رہا ہے جیسے میں خواب دیکھ رہا ہوں۔" پاسٹر نے مشین کے سامنے رکتے ہوئے بے اختیار ہاتھوں سے دونوں آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔

"تھری زیرو ایکس مشین کھل چکی ہے۔ ورنہ کم از کم یہ تو پتہ چل جاتا کہ آخر یہ کیسے ممکن ہوا۔" سٹنی نے کہا۔

"ایکس زیرو ابھی کام کر رہا ہے۔ مارٹی کو کہو فوراً چیک کر کے بتائے کہ فضا میں کیا پھیلا یا گیا ہے۔ جلد ہی کم۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔" پاسٹر نے چیختے ہوئے کہا اور سٹنی تیزی سے مرکز سائٹیڈ میں رکھی ہوئی تیانی پر موجود انٹرکام سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ریسیور اٹھا کر تیزی سے ایک نمبر پر پریس کیا۔

"یس مارٹی۔ فرام ایکس زون۔" دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"مارٹی یہاں سپیشل مشینری پر تھرڈ بیم ٹو فولڈ کاشن دے رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تھری پنچ۔" شارٹ سرکٹ

جواب ایٹھر میں موجود ہے۔ کے مرکز کو کسی پراسرار انداز میں چیک کئے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ تھری زیرو ایکس مشین کھل چکی ہے۔ اس لئے اب تم چیک کر کے بتاؤ کہ فضا میں کیا پھیلا یا جا رہا ہے۔ جلدی چیک کر کے بتاؤ۔ سٹنی نے تیز لہجے میں کہا۔

”میں ابھی چیک کرتا ہوں۔“ دوسری طرف سے قدمے حیرت بھری آواز سنائی دی۔ جیسے اُسے بھی سٹنی کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔ اور سٹنی نے ہونٹ چباتے ہوئے انٹرکام کا ریسور رکھ دیا۔

”سٹنی۔ اس پس ماندہ ملک میں اس قدر جدید مشینری کو بھی چیک کیا جاسکتا ہے۔ کم از کم مجھے ابھی تک یقین نہیں آ رہا۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اس پیشل مشینری کی لائینگ میں کوئی گمبٹ ہو گئی ہو۔ کوئی ٹی۔ زیڈ ٹرانسٹر پوری طرح چارج نہ ہو رہا ہو۔“ پاسٹر نے سٹنی کے دوبارہ مشین کے قریب آنے پر اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اگر ایسی بات ہوتی پاسٹر تو پھر ٹی۔ تھری فورڈ کاش دین شروع کر دیتی۔ حالانکہ تم دیکھ رہے ہو کہ وہ کاش نہیں دے رہی۔“ سٹنی نے جواب دیا اور پاسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً سات آٹھ منٹ بعد انٹرکام کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور سٹنی دوڑتا ہوا انٹرکام کی طرف لپکا۔

”یس۔ سٹنی اسٹنگ۔“ سٹنی نے ریسور اٹھاتے ہی کہا۔

”سٹنی۔ انتہائی حیرت انگیز نتیجہ سامنے آیا ہے۔ فضا میں فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ دوسری طرف سے مارٹی نے چنجی ہوئی آواز میں کہا۔

”فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ اور یہاں۔ کیا کہہ رہے ہو۔“ سٹنی نے حلقے کے بل چنجتے ہوئے کہا۔ اور پاسٹر بھی اس کی بات سن کر دوڑتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے جھپٹ کر سٹنی کے ماتھ سے ریسور لے لیا۔

”مارٹی۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ کے لئے انتہائی جدید ترین لیبارٹری کی ضرورت ہے۔ اور پھر فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ تو اس قدر جدید تھیوری ہے کہ شاید یہاں والوں نے اس کا نام بھی نہ سنا ہو گا۔ کیا تم نے رزلٹ لینے میں تو غلطی نہیں کی۔“ پاسٹر نے تیز آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں پاسٹر۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ کی وجہ سے ریڈیو لہریں پہلے ٹی۔ کر اس فیلڈ میں ایڈجسٹ کی جاتی ہیں۔ اور اس کے بعد لازماً ایٹھر میں موجود تھری پنچ شارٹ سرکٹ کے مرکز کو تلاش کر لیا جائے گا۔“ دوسری طرف سے مارٹی نے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ادہ - دیوی بیڈ - کھٹیک ہے - تمام مشینری فوری طور پر آف کر دو - فوراً" — پاسٹر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسورکر یڈل پر پھینکا اور تیزی سے پیشل مشینری کی طرف بڑھا۔ سٹرنی پہلے ہی اسے آف کرنے میں مصروف تھا۔

"لیکن اس سے کیا فائدہ ہوگا پاسٹر - شارٹ سرکل کا مرکز تلاش ہوتے ہی ہمارا یہ سنٹر سامنے آجائے گا - اب مشینری آف ہونے سے کیا فرق پڑے گا" — سٹرنی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"متہاد کیا مطلب ہے اور ہم کیا کر سکتے ہیں" — پاسٹر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایسا صرف ہمارے سنٹر کو ٹریس کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے - اس لئے ہمیں فوراً پیشل مشینری کو تباہ کر کے اسے غائب کر دینا چاہیے - اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے" — سٹرنی نے تیز لہجے میں کہا۔

"ادہ نہیں - اس قدر قیمتی مشینری کیسے تباہ کی جاسکتی ہے - ہم خواہ مخواہ گھبرا گئے ہیں - ان لوگوں کو کھری پنچ سمٹ کا کسی طرح علم ہی نہیں ہو سکتا - آدھم رینہ چار جبر جوڈیا میں تھا - وہ مکمل طور پر آف ہو چکا ہے - پھر کیا یہ لوگ جادو جانتے ہیں - یہ کوئی اور ہی چکر ہے" — پاسٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"خدا کرے ایسا ہی ہو - لیکن پھر بھی ہمیں انتہائی محتاط رہنا چاہیے" — سٹرنی نے مشین کا فائنل بٹن آف کرتے ہوئے کہا۔

"ادھر میرے ساتھ آؤ" — پاسٹر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا - اور تیزی سے ہال نما کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا - چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں اسی کمرے میں واپس پہنچ گئے - جس میں پہلے پاسٹر بیٹھا ہوا تھا۔

"سنو - اگر واقعی یہ سب کچھ ہمارے لئے کیا جا رہا ہے - تو پھر ان کا مقصد یقیناً وہ فلم حاصل کرنا ہے جو ملکہ توری کے خزانے کی ہے - اگر وہ فلم یہاں سے ہٹا دی جائے تو پھر یہ لوگ ہمارے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں کر سکتے - تمہیں معلوم تو ہے کہ یہ سارا پراجیکٹ یہاں باقاعدہ حکومت کے ساتھ معاہدے کے تحت لایا گیا ہے - اور پاکیشیا حکومت کو علم ہے کہ اس پراجیکٹ سے ہم یہاں فضا میں پائی جانے والی ایتھر کی تہ کو چیک کر رہے ہیں - تاکہ اس بات کا اندازہ لگایا جاسکے کہ یہاں جدید ترین ٹیلی مواصلات کی ترقی کے لئے کیا شارٹ سرکل سٹلائٹ ٹیشن قائم کیا جاسکتا ہے - یا نہیں - اور ہم نے باقاعدہ اس پر ریسرچ بھی کی ہے اور اس سلسلے میں ریسرچ رپورٹ بھی تیار کر لی ہے - اس لئے اگر یہاں کوئی آتا بھی ہے تو اسے آسانی سے مطمئن کیا جاسکتا ہے ہمارے اصل مشن کا تو کسی کو علم ہو ہی نہیں سکتا" — پاسٹر

نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے پاسٹر۔ لیکن تم نے دو باتوں کو مد نظر نہیں رکھا۔ ایک تو یہ کہ اگر واقعی وہ ہمیں ٹریس کرنے کے لئے فضا میں فاسٹ ٹیپنگ ریڈیو ویز سرکٹ قائم کر رہے ہیں۔ تو ظاہر ہے انہیں اس بات کا علم ہو جائے گا کہ ہم نے ہٹری پنچ سسٹم کا شارٹ سرکٹ فضا میں قائم کیا ہے۔ اور اگر واقعی ایسا ہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ انہیں یہ علم ہو گیا ہے کہ بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر آثار قدیمہ سرخالد کو اس ہٹری پنچ شارٹ سرکٹ سے آرکسم ریز کے فائدے کے ذریعے ہلاک کیا گیا ہے۔ کیونکہ جو تحقیقات ہم سرکاری طور پر کر رہے ہیں۔ اس کے لئے ہٹری پنچ شارٹ سرکٹ کو فضا میں قائم کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ اسی صورت حال میں کیا یہ لوگ واقعی ہماری بات پر یقین کر لیں گے۔“ سٹنی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ واقعی اگر اس نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم سب سرخالد کے قتل کے الزام میں گرفتار کئے جاسکتے ہیں۔“ پاسٹر نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اس لئے میں کہہ رہا ہوں۔ کہ ہٹری پنچ سسٹم پیدا کرنے والی سپیشل مشینری کو تباہ کر کے آگے دن سپیشل میں ڈال کر مکمل طور پر جلا دیں۔ اور باقی بیک شدہ مشینری کو دوبارہ

ایڈجسٹ کر دیں۔ جس سے یہی ظاہر ہو کہ ہمارا مرکز اب بھی باقاعدہ ریسرچ ورک کر رہا ہے۔ اس سنٹر کو حکومت پاکیشا در ہمارے سفارت خانے کا مکمل تحفظ حاصل ہے۔ اور ہم سب گریٹ لینڈ کے انتہائی معزز سائنسدانوں میں شامل ہوتے ہیں۔ سپیشل مشینری کی عدم موجودگی میں کسی طرح بھی ہم پر کوئی الزام ثابت نہ ہو سکے گا۔ اور ہم ہر طرح سے قانونی طور پر محفوظ ہو جائیں گے۔ البتہ تمہارا مسئلہ دوسرا ہے۔ تم اس ریسرچ کے تحت یہاں نہیں آئے۔ اس لئے تم وہ فلم لے کر بری طور پر یہاں سے کسی ہوٹل میں شفٹ ہو جاؤ۔ تمہارے باغذات اصلی ہیں اور تم سیاح کے طور پر یہاں آئے ہو۔ دیکھو تمہارا کسی طرح بھی مادام جنیٹا کے ساتھ کوئی تعلق بت نہیں کیا جاسکتا۔ تم اطمینان سے فلم لے کر کسی بھی لائٹ کے ذریعے گریٹ لینڈ جاسکتے ہو۔“ سٹنی نے یو نیو پیش کر تے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے۔“ سٹرنے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہمارے پاس اس سارے کام کو تکمیل دینے کے لئے ابھی کافی وقت ہے۔ اس لئے تم فکر نہ کرو بس اپنا مان لے کر یہاں سے خاموشی سے نکل جاؤ۔ باقی سب میں خود سنبھال لوں گا۔“ سٹنی نے کہا اور پاسٹر سر اہوا کر سی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”اد کے۔۔۔ تم جا کر انتظامات کراؤ اور اپنے آدمیوں کو قتل
ہدایات دے دینا۔ میں اپنا سامان لے کر یہاں سے ابھی
جاتا ہوں۔“ پاسٹر نے ایک الماری کی طرف بڑھے
ہوئے کہا۔ اور سٹنی سر ہلاتا ہوا مڑ کر دروازے
باہر نکل گیا۔

HASSAN
RAZA.

”تمہاری بھینوری سو فیصد درست نکلی عمران۔ یہ دیکھو
زلزلہ۔ بھری پنج شادٹ سمرکل کا مرکز ذیشان کا لونی کی کوکھی
نمبر اٹھارہ ٹریس ہوئی ہے۔“ سردار نے دھماکے سے
اپنے دفتر کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ ان
کے ہاتھ میں کمپیوٹر زلزلہ کارڈ تھا۔

”ذیشان کا لونی۔ دیوی گڈ۔ اب سر خالد کے قاتل بچ کر نہ
جاسکیں گے۔“ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور
سردار سے کارڈ لے کر اس نے اُسے ایک نظر دیکھا۔ اور
پھرتیزی سے میز پر موجود ٹیلی فون کے پچھلے پر موجود سفید
رنگ کا بٹن پریس کر کے اس نے فون ڈائریکٹ کیا اور ریسورس
اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ سردار اس دوران میز
کی طرف سے گھوم کر اپنی مخصوص کمرہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

اس لئے ان کی فون کی طرف پشت ہو گئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود عمران نے ہاتھ کی ادٹ اس طرح کر لی تھی کہ سردار اور اگر دیکھ بھی لیں تو انہیں ایکسٹو کے مخصوص نمبروں کا علم نہ ہو سکے۔ لیکن جب سردار کمرسی پو بیٹھے۔ اس سے پہلے عمران آخری نمبر ڈائل کر چکا تھا۔

”ایکسٹو“ رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنانی دی۔

”میں عمران بول رہا ہوں جناب سردار کی لیبارٹری سے میں نے جناب وہ مرکز تلاش کر لیا ہے۔ جہاں سے سر خالد کو قتل کرنے کے لئے آرکسم رینز کو فائر کیا گیا ہے۔ یہ ذیشان کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ بنتا ہے۔ ذیشان کالونی جو کہ سردار کی لیبارٹری سے کافی دور ہے۔ اس لئے آپ دماغ نگرانی کے لئے ممبرز بھجوا دیں۔ میں خود دماغ جا رہا ہوں۔“ عمران نے انتہائی مودبانہ لہجے میں بات کہتے ہوئے کہا۔

”کھٹیک ہے۔ میں ممبرز کو دماغ بھجوا دیتا ہوں۔ تم بھی فوراً دماغ پہنچنے کی کمرہ۔“ دوسری طرف سے اُسی طرح سخت اور سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے ریسورڈ رکھ دیا۔

”عمران یہ بتاؤ۔ یہ فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ کے ذریعے تھری پنچ شارٹ سرکٹ کے مرکز کو تلاش کرنے کا خیال آخر تمہیں

کیسے آیا۔ بظاہر تو ایسا سوچنا بھی ناممکن ہے۔“ سردار نے عمران کے ریسورڈ کھتے ہی کہا۔

”یہ میری سوچ نہیں ہے۔“ سردار۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہاری سوچ نہیں ہے۔ کیا مطلب۔“ سردار نے بڑی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

”اب آپ کو کیا بتاؤں۔ آپ کہیں ناراض نہ ہو جائیں۔“ عمران نے کہا۔

”میں ناراض ہو جاؤں۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ اگر یہ تمہاری سوچ نہیں ہے تو پھر یقیناً یہ کسی انتہائی ذہین اور انتہائی جدید ترین تھیوری سے واقف کسی بڑے سائنسدان کی ہی سوچ ہو سکتی ہے۔ اور اگر واقعی ایسا کوئی سائنسدان یہاں موجود ہے۔ تو میں اس سے ملنا فخر سمجھوں گا۔“

سردار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ بے چارہ تو میری منتیں کر رہا تھا۔ کہ مجھے سردار کی لیبارٹری میں لے چلو میں خود اس سارے سیٹ اپ پر کام کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن میں نے اُسے کہا کہ سردار میرا وجود لیبارٹری میں بنانے کس طرح بدداشت کرتے ہیں تمہیں دماغ کون گھسنے دے گا۔“ عمران نے کہا۔ تو سردار کی آنکھیں حیرت سے پھلتی گئیں۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ یہ تو تم نے بے حد ظلم کیا ہے۔ اتنا

بڑا سائنسدان اگر میری لیبارٹری میں آنا چاہتا تھا تو میں اُسے خوش آمدید کہتا۔۔۔ سردار نے غصیلے لہجے میں کہا شاید انہیں غصہ اس بات پر آ رہا تھا کہ عمران نے انہیں اس بڑے سائنسدان سے ملنے کے موقع سے محروم کر دیا ہے۔

”وہ سائنسدان نہیں ہے۔ سردار۔ ایک عام سا غنڈہ ہے۔ جو کلبوں، باروں، ہوٹلوں میں غنڈہ گردی کر کے روٹی کھاتا ہے۔ اس کا نام ٹائیگر ہے۔ اب آپ خود بتائیے ایسے آدمی کو میں بھلا اس قدر قیمتی اور خفیہ لیبارٹری میں کیسے لے آ سکتا تھا۔“ عمران نے کہا۔

”ہو نہ۔ تو تم میرا مذاق اڑا رہے ہو۔ تم اب سائنسدانوں کو غنڈے کہنے لگے ہو۔“ سردار کا چہرہ غصے کی شدت سے بُری طرح بگڑ گیا۔ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔

”ارے ارے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں سردار۔ میں بھلا آپ جیسے معزز سائنسدان سے ایسا مذاق کر سکتا ہوں۔“ عمران نے سردار کے بے پناہ غصے پر گہراتے ہوئے کہا۔

”بلکہ اس مت کمزور۔ اگر تم اس کا نام نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ۔ لیکن تم کسی سائنسدان کو غنڈہ کہو۔ کم از کم یہ میری برداشت سے باہر ہے۔“ سردار کا غصہ واقعی عروج پر تھا۔

”سردار۔ سائنسدان تو انتہائی محترم شخصیات ہوتی ہیں۔ میں تو انہیں غنڈہ کہنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ جہاں

بہن ٹائیگر کا تعلق ہے۔ وہ ہے تو زیر زمین دنیا کا فرد۔ لیکن ذہین آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے سائنس کا مطالعہ اس کا مشغلہ ہو۔ آپ اُسے جو مرضی آئے سمجھ لیں۔ آپ کے پاس یہاں دائہ رینج ٹرانسمیٹر ہے۔ وہ مجھے دیکھیے۔ میں ابھی آپ کے سامنے اُسے کال کر کے بات کرتا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سردار نے میز کی دراز کھولی اور ایک جدید قسم کا ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ لیکن ان کے چہرے پر ابھی تک ناراضگی بلکہ کبیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ ادور۔“ عمران نے بار بار یہی فقرہ دوہرا کر شروع کر دیا۔

”ہیس۔ ٹائیگر اسٹنک ادور۔“ ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ اور سردار ٹرانسمیٹر سے بولنے والے کے منہ سے ٹائیگر کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

”ٹائیگر۔ میں سردار کی لیبارٹری سے کال کر رہا ہوں۔ تمہاری بتائی ہوئی تصوری بالکل غلط ثابت ہوئی ہے ادور۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”غلط ثابت ہوئی ہے۔ ادہ مگر..... ادور۔“ ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن شاید حیرت یا پریشانی کی وجہ سے وہ فقرہ مکمل نہ کر سکا تھا اور ادور کہہ

دیا تھا۔

”سنو سرد اور میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی ضد ہے کہ تم نے تو صحیح تھیوری بتائی ہوگی۔ لیکن میں نے خود اس میں کہیں غلطی کی ہے۔ اس لئے تم خود اپنی اس تھیوری کو مختصر طور پر بتا دو تاکہ سرد اور اسے سن سکیں اور۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے ٹائیگر نے وہی تھیوری بتادی جو اس سے پہلے اس نے عمران کو سنٹرل گارڈن میں بتائی تھی۔

”میں دا اور بول رہا ہوں۔ تم نے اپنا نام ٹائیگر کیوں رکھا ہوا ہے۔ تمہارا اصل نام کیا ہے۔ تم جیسے سائنسدان کو اس قسم کا نام نہیں رکھنا چاہیے اور۔“ — ٹائیگر کی بات ختم ہوتے ہی عمران سے پہلے سرد اور بول پڑے۔

”سرد اور۔ میں سائنسدان نہیں ہوں۔ البتہ سائنسدانوں کی عزت ضرور کماتا ہوں۔ میرا تعلق تو زیر زمین دنیا سے ہے۔ اور وہاں ایسے ہی نام پسند کئے جاتے ہیں۔ اس لئے مجھ پر یہ ہے۔ دیسے میں سخت شرمندہ ہوں کہ میری وجہ سے آپ بھی ڈسٹرب ہوئے اور اصل مقصد بھی حل نہ ہو سکا۔ لیکن یہ بات اب بھی میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ آخر یہ تھیوری کیل کیوں ہوئی اور۔“ — دوسری طرف سے ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”فیل نہیں ہوئی پاس ہو گئی ہے۔ اور اب شاید حیرت کی

شدت سے میرا دماغ پھٹ جائے گا۔ کہ زیر زمین دنیا سے تعلق رکھنے والا کوئی فرد بھی سائنس میں اس قدر گہری نظر رکھ سکتا ہے۔ میرے خیال میں یہ تھیوری تو میرے ذہن میں بھی نہ آ سکتی۔ بہر حال تم فوراً مجھ سے بالمشافہ ملو۔ میں تم سے مزید بات کرنا چاہتا ہوں اور۔“ — سرد اور نے کہا۔

”ادہ۔ خدا کا شکر ہے کہ عمران صاحب کا مقصد حل ہو گیا۔ ویسے آپ جیسے سائنسدان سے ملاقات تو میرے لئے انتہائی خوش سبب تھی ہوگی۔ سرد اور۔“ — دوسری طرف سے ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باقی باتیں بعد میں ہوں گی اور اینڈ آل۔“ — عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کمر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”سرد اور۔ میں نے صرف آپ کا غصہ دور کرنے کے لئے اتنا وقت صرف کیا ہے۔ ورنہ مجھے وہاں ذیشان کا لونی فوراً پہنچنا چاہیے تھا۔ بہر حال پھر ملاقات ہوگی۔ فی الحال مجھے اجازت دیجیے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آئی۔ ایم۔ سوری عمران۔ واقعی مجھے تمہاری بات پر بے حد غصہ آیا تھا۔ لیکن میرے تصور میں بھی نہ تھا۔ کہ ایسا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ بہر حال اب تم فارغ ہوتے ہی اسے ساتھ لے آنا۔ میں اس سے تفصیلی گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔“ — سرد اور نے بھی کمرے سے اٹھتے ہوئے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”اُسے مار دھاڑ سے فرصت ملے گی تو آئے گا۔ بہر حال میں
کوشش کروں گا کہ اسے کسی طرح گھر گھاڑ کم یہاں لے
آؤں۔ خدا حافظ۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی
سے قدم بڑھاتا بیردنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار سرد اور کی لیبارٹری سے نکل کر
ذیشان کالونی کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ذیشان کالونی امریکی کالونی
تھی۔ اور وہاں بڑی بڑی محل نما کوٹھیاں بنی ہوئی تھیں۔ یہ کالونی
لیبارٹری سے بالکل مخالف سمت میں دارالحکومت کی دوسری
سمت تھی۔ اس لئے عمران کو پورا شہر کم اس کے دماغ تک
پہنچنا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ خاصی تیز رفتاری سے کار دوڑائے
چلا جا رہا تھا۔ ذیشان کالونی میں داخل ہو کر اس نے جیسے ہی
کار مطلوبہ کو کھٹی سے ذرا پیٹے ایک گھنٹے درخت کے نیچے روکی
ایک طرف سے تنویر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھ آیا
عمران کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا ہی تھا کہ تنویر اس کے
قریب پہنچ گیا۔

”عمران کو کھٹی نمبر اٹھارہ میں تو کوئی سائنسی پراجیکٹ قائم ہے
باہر باقاعدہ بورڈ لگا ہوا ہے۔ میں نے چیف کو اطلاع دی تو
اس نے تم سے بات کرنے کے لئے کہا ہے۔“ — تنویر نے
قریب آ کر کہا۔

”اچھا۔ تو باقاعدہ بورڈ بھی لگا رکھا ہے۔ بہت خوب۔ آؤ
میرے ساتھ۔“ — عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور

ساتھ ہی وہ دوبارہ سٹیئرنگ پر بیٹھ گیا۔ تنویر گھوم کر دوسری
سمت آیا اور سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔
”اکیلے آئے ہو یا اور بھی کوئی ساتھ ہے۔“ — عمران نے
کار کو آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

”صدیقی اور چوہان عقبی طرف موجود ہیں۔“ — تنویر نے
جواب دیا۔ اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کو کھٹی
واقعی محل نما تھی۔ اور گیٹ پر ایک بڑا سا بورڈ بھی موجود تھا۔
عمران نے کار گیٹ پر روکی اور پھر کھڑکی سے سر نکال کر بورڈ کو
پڑھنے لگا۔

”سٹائنٹ ریسرچ پراجیکٹ۔ تو یہاں سٹائنٹ پراجیکٹ
لینڈ کے تعاون سے ریسرچ ہو رہی ہے۔“ — عمران نے بورڈ
پڑھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر نیچے اتر کر اس نے کال بیل کا
بٹن دبایا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب
سے چند تحائف کا رڈ نکالے اور ان میں سے ایک کو ہاتھ میں
رکھ کر باقی واپس جیب میں ڈال لئے۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹا
پھاٹک کھلا اور ایک غیر ملکی باہر آ گیا۔ وہ حیرت سے عمران
کو دیکھ رہا تھا۔

”ہمارا تعلق سنٹرل انٹیلی جنس سے ہے۔“ — عمران نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں
پکڑا ہوا کارڈ غیر ملکی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

”اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس۔ مگر یہ تو سائنسی

پراجیکٹ ہے۔ یہاں انیشیائی جنس کا کیا کام ہو سکتا ہے۔
غیر ملکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"کیا تم ہی اس پراجیکٹ کے انچارج ہو؟" — عمران نے
سخت لہجے میں پوچھا۔

"ادہ نہیں۔ ڈاکٹر ایرک سٹرنی پراجیکٹ ڈائریکٹر ہیں۔"
غیر ملکی نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تو جا کر یہ کارڈ انہیں دو۔ ہم نے انتہائی ضروری مسئلے پر بات
کر رہے ہیں۔" — عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ اور مڑ کر کارڈ کا
دروازہ کھولا۔ اور سیٹ پر بیٹھ گیا۔ غیر ملکی واپس مڑا۔ اور
چھوٹے گیٹ سے اندر چلا گیا۔

"مسئلہ کیا ہے۔ کچھ مجھے بھی تو بتاؤ۔" تنویر نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر آثار قدیمہ سر خالد کو انتہائی
پڑا سرا طور پر ان کی رہائش گاہ میں قتل کر دیا گیا ہے۔ اور ایک
قیمتی راز غائب ہے۔ چیف نے سر داؤر کی مدد سے کسی انتہائی
بیچیدار کھجوری کے تحت اس کوٹھی کی نشاندہی حاصل کی ہے۔
کہ اس کوٹھی میں ایسی مشینری موجود ہے جس کے ذریعے سر خالد
کو ہلاک کیا گیا ہے۔ ہم نے ان کے قاتلوں کو بھی ٹریس کرنا
ہے اور وہ راز بھی واپس حاصل کرنا ہے۔" — عمران نے مختصر
لفظوں میں اُسے پس منظر بتاتے ہوئے کہا۔

"ادہ۔ یہ ٹریسنگ والا کام تم خود کر لینا۔ باقی راز کی برآمدگی

کا کام مجھ پر چھوڑ دینا۔" — تنویر نے کہا اور عمران بے اختیار
مسکرا دیا۔

"بورڈ تو پڑھ سکتے ہو۔ گریٹ لینڈ اور حکومت پاکیشیا کے
درمیان باقاعدہ معاہدے کے تحت یہ پراجیکٹ قائم ہوا ہے۔
اس لئے یہاں تمہارا پولیس ایکشن نہیں چل سکے گا۔"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر نے اس طرح بڑا سامنہ
بنالیا جیسے عمران نے یہ بات کر کے اُسے کو زمین چیلنے پر مجبور کر
دیا ہو۔ اُسی لمحے بڑا پھاٹک کھل گیا۔ اور عمران کارڈ آگے بڑھا
لے گیا۔ وسیع دعریفہ لان کر اس کمرے کے اس نے پورچ میں جا
کر کارڈ رک دی اور پھر وہ دونوں ہی نیچے اتر آئے۔ اُسی لمحے
برآمدے میں سے ایک غیر ملکی اتر کر ان کی طرف بڑھا۔

"آئیے جناب۔ ڈاکٹر صاحب کا دفتر ادھر ہے۔" — آنے
والے نے کہا۔ اور ایک سائیڈ پر مڑ گیا۔ ایک راہداری میں
سے وہ انہیں گزار کر ایک کمرے کے دروازے پر لے آیا۔
جس کے باہر آفس کی پلٹی کے ساتھ ہی ایک نیم پلٹی بھی
موجود تھی۔ جس پر ڈاکٹر ایرک سٹرنی کے نام کے نیچے سائنس
کی ڈگریوں کی ایک لمبی قطار بھی موجود تھی۔ دروازے کی ساخت
بتا رہی تھی کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔

"تشریف لے جاتے ڈاکٹر صاحب آپ کے منتظر ہیں۔"
غیر ملکی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران دروازے کو
دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ کمرہ واقعی کسی پراجیکٹ ڈائریکٹر

کے آفس کے طور پر سجا ہوا تھا۔ اور ایک طویل و عریض دفتری میز کے پیچھے ایک الجھے بالوں اور فراخ پیشانی والا باوقار آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ عمران اور تنویر کے اندر داخل ہوتے ہی وہ کمری سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”تشریف لائے۔ میرا نام ڈاکٹر ایم ک سٹنی ہے۔ اور میں پراجیکٹ ڈائریکٹر ہوں۔“ سٹنی نے اٹھ کمری کی سائیڈ سے باہر نکل کر عمران اور تنویر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”مجھے عمران کہتے ہیں۔ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس ہوں۔ اور یہ الیکٹر تنویر ہیں۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں اپنا اور تنویر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور سٹنی نے باری باری ان دونوں سے مصافحہ کیا۔ اور پھر ایک کمرے میں رکھے ہوئے صوفوں پر انہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ خود بھی ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اُسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی غیر ملکی جس نے پھاٹک کھولا تھا۔ مشروب کی تین بوتلیں ٹرے میں رکھے اندر داخل ہوا۔ بوتلیں ملٹی کلر لٹو پیریں لپیٹی ہوئی تھیں اس نے ایک ایک بوتل ان تینوں کے سامنے رکھیں اور پھر مڑ کر واپس چلا گیا۔

”لیجئے۔ ویسے تو مجھے آپ جیسے آفیسر سے مل کر بے حد

مسرت ہوتی ہے لیکن سچی بات یہ ہے کہ آپ کی یہاں پراجیکٹ میں آمد کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آتی۔“ سٹنی

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم سر خالد کے قتل کی تحقیقات کے سلسلہ میں آئے ہیں“ عمران نے غور سے سٹنی کے چہرے کو دیکھتے ہوئے براہ راست وار کیا۔ اور سٹنی کے چہرے کا رنگ ایک لمحے کے لئے بدل گیا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے بڑی خوب صورتی سے اپنے تاثرات کو حیرت میں بدل لیا۔

”سر خالد کے قتل کی تحقیقات کے لئے آئے ہیں۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ یہ سر خالد کون ہیں۔ اور یہاں آپ کے آنے کی وجہ۔“ ایم ک سٹنی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کے یہاں کتنے سائنسدان کام کر رہے ہیں۔“ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سوال کر دیا۔ ”بارہ سائنسدان ہیں اور باقی چھ ملازم ہیں۔ اور ان سب کے نام باقاعدہ یہاں وزارت سائنس میں رجسٹرڈ ہیں۔ ہم یہاں سٹلائٹ ریسرچ کے لئے باقاعدہ ایک معاہدے کے تحت آئے ہیں۔ اور مسٹر عمران میں یہ بھی بتا دوں کہ ہم سب کمریٹ لینڈ کے معزز سائنسدان ہیں۔ ہمارا کسی قتل وغیرہ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ہم تو سر خالد نام کے کسی آدمی سے واقف ہی نہیں ہیں۔“ سٹنی نے تیز اور درشت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا میں آپ کے پراجیکٹ کی مشینری کو دیکھ سکتا ہوں“

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "مشینری کو۔ اور آپ دیکھیں گے۔ میرا مطلب ہے آپ
 انٹیلی جنس آفیسر ہیں کوئی سائنسدان تو نہیں ہیں۔ ویسے بھی
 یہ انتہائی جدید ترین مشینری ہے۔ یہاں پاکیشیل کے سائنسدان
 بھی اس کے متعلق کچھ نہ جانتے ہوں گے۔" ایرک سٹنی نے
 منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے مشینری سمجھنے کی بات تو نہیں کی۔ صرف دیکھنے کی
 بات کی ہے اور ہر وہ آدمی جو آنکھیں رکھتا ہو بہر حال دیکھ تو
 سکتا ہے۔ ہاں اگر آپ کو اعتراض ہو تو دوسری بات ہے۔
 ویسے مجھے یقین ہے کہ آپ محرز سائنسدان ہم سے تعاون
 ضرور کریں گے۔" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔
 "کھٹیک ہے۔ آئیے۔" ایرک سٹنی نے اٹھتے ہوئے

کہا۔ لیکن اس کے چہرے پر شدید بیزاری اور کوفت کے
 آثار موجود تھے۔ تقریباً ایک گھنٹے تک وہ کوٹھی کے تہہ
 خانوں اور بڑے بڑے کمروں میں گھومتے رہے۔ جہاں واقعی
 انتہائی جدید ترین اور قیمتی مشینری نصب تھی۔ اور سفید کوٹ
 پہنے گمبیٹ لینڈ سے متعلق سائنسدان انہیں آپریٹ کر رہے
 تھے۔ عمران دوسری منزل پر گیا۔ لیکن دوسری منزل پر اس
 مشینری کی ورکشاپ اور سٹور وغیرہ تھے۔ جہاں پکینگ
 میٹر مل موجود تھا۔

"آپ کی تسلی ہو گئی ہے۔" ایرک سٹنی نے واپس

دفتر میں آتے ہی کہا۔

"ہاں مسٹر ایرک سٹنی۔ لیکن یہاں مجھے تھری پنچ سسٹم
 کی مخصوص مشینری کہیں نظر نہیں آئی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟"
 عمران نے کمرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تھری پنچ سسٹم کی مشینری۔ اس کا یہاں کیا تعلق۔ یہ
 سٹلائٹ ریسرچ پر اجیکٹ ہے۔" ایرک سٹنی
 نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اس لئے تو پوچھ رہا ہوں ڈاکٹر ایرک سٹنی۔ کہ اس کی
 یہاں موجودگی کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔" عمران نے
 کہا۔

"یہاں موجودگی۔ یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ خود ہی تو
 کہہ رہے ہیں کہ وہ یہاں نظر نہیں آئی۔ اب کہہ رہے ہیں
 کہ وہ یہاں موجود ہے۔ آئی۔ ایم۔ سوری مسٹر عمران۔ میرے
 پاس اتنا خالی تو وقت نہیں ہے۔ جتنا شاید آپ کے پاس ہے۔"
 ایرک سٹنی کا لہجہ بے حد تلخ ہو گیا تھا۔

"آپ سائنسدان ضرور ہیں ڈاکٹر ایرک سٹنی۔ لیکن بہر حال
 انٹیلی جنس آفیسر نہیں ہیں۔ آپ کو دیکھنے پر اعتراض تھا۔
 لیکن انٹیلی جنس سے متعلق افراد کی نظریں جو کچھ دیکھ لیتی ہیں۔
 وہ شاید سائنسدان بھی نہ دیکھ سکیں۔ اوپر سٹور میں تھری
 پنچ سسٹم مشینری کی خالی پکینگ موجود ہے۔ مگر پوری
 کوٹھی میں کہیں تھری پنچ سسٹم مشینری موجود نہیں ہے۔"

اب فرمائیے۔ کہاں ہے وہ مشنری۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد طنزیہ تھا۔ اور ایمک سٹڈنی کا چہرہ یک لخت زرد پڑ گیا۔ اس کی آنکھوں میں شدید خوف کے تاثرات ابھرے اور وہ بُری طرح ہونٹ کاٹنے لگا۔ لیکن چند لمحوں بعد ہی وہ چونک کر بولا

”ادہ۔ اس لئے آپ پوچھ رہے ہیں۔ اب سمجھا۔ یہ پکینک ہمارے یہاں آنے سے پہلے ادیر اسی طرح موجود تھی۔ شاید یہاں اس کو کھٹی میں پہلے بھی کوئی سائنس پر اجیکٹ کام کرتا رہا ہے۔۔۔ ایمک سٹڈنی نے کہا اور عمران بے اختیار مسک دیا۔

”واقعی آپ ذہین آدمی ہیں۔ بڑی جلدی آپ نے ایک قابل قبول جواب سوچ لیا ہے۔ لیکن یہ میرا سا تھی ان پکینک تنویر انٹیلی جنس میں آنے سے پہلے پولیس کے ٹارچر سیل انچارج تھا۔ اور شاید آپ نہ جانتے ہوں۔ کہ ہمارے ملک کی پولیس تو مجسموں سے اعتراف جرم کرا لیتی ہے۔ اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں۔ کہ سر خالد سے آپ نے جو راز حاصل کیا ہے وہ شرافت سے میرے حوالے کر دیں اور یہ بھی بتا دوں کہ کاریکا کی چیف جنیڈا سپارک بھی گرفتار ہو چکی ہے۔۔۔ عمران کا لہجہ یک لخت انتہائی سرد اور جارحانہ ہو گیا تھا۔

”تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ مجھے میں ابھی سفارت خانے

سے بات کرتا ہوں۔۔۔ ایمک سٹڈنی اچھل کر کھڑا ہوتے ہوئے غصے سے چیخ کر کہا۔ اور پھر تیزی سے مینر کی طرف مڑا مگر اس سے پہلے کہ وہ مینر تک پہنچتا۔ تنویر یک لخت اٹھ کر بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے سٹڈنی بُری طرح چھینٹا ہوا کمرے کے درمیان قالین پر جا کر اتنویر نے جھپٹ کر پوری قوت سے اس کی پسلیوں میں زوردار کھڑک ماری اور کمرہ ایمک سٹڈنی کے حلق سے نکلنے والی کوبناک چیخ سے گونج اٹھا۔

”بس فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔ اٹھا کر اس صوفے پر بٹھا دو۔۔۔ عمران نے وہیں بیٹھے بیٹھے کہا اور تنویر نے گردن سے پکڑ کر ایمک سٹڈنی کو اس طرح اٹھا کر صوفے پر بیٹھ دیا۔ جیسے پیمانے زمانے میں دھوبی کپڑے کو پتھر پر پٹختے تھے۔

ایمک سٹڈنی کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا آنکھیں خوف اور دہشت سے کھٹی پڑ رہی تھیں اور جسم کانپ رہا تھا۔ اس کی باجھوں سے خون کے قطرے رس رہے تھے۔ وہ بُری طرح کماہ رہا تھا۔

”آپ نے دیکھ لیا ڈاکٹر ایمک سٹڈنی کہ ہمارے ملک کی پولیس کس طرح کام کرتی ہے۔ اور ابھی تو یہ صرف ٹریلر تھا۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اُسی لمحے تنویر کا بازو گھوما اور زوردار کھپڑ کی آواز کے ساتھ ہی ایمک سٹڈنی

اچھل کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کے حلق سے ایک بار پھر
کمر بناک چیخ نکلی۔

"بب — بب — بتاتا ہوں، مت مارو مجھے۔ بتاتا ہوں
ایک سٹرنی نے ایک لخت ہدیائی انداز میں چیخے ہوئے کہا
اور تنویر نے ایک بار پھر اسے گردن سے پکڑ کر سیدھا
بٹھا دیا۔

"اب بتاؤ۔ ورنہ ایک ایک بڑی توڑ دوں گا۔" تنویر
نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔

"پپ — پپ — یا فی — مجھے پانی دے دو۔ مم مم
میں مرجاؤں گا۔" ایک سٹرنی نے بڑی طرح کانپتے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم جیسے کتوں کی جان اتنی آسانی سے نہیں نکلا کرتی۔ پہلے
بتاؤ۔ پھر پانی ملے گا۔" تنویر نے اُسی طرح غراٹے
ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ ملکہ توری کے خزانے کے راز کی فلم پاسٹر لے گیا
ہے۔ اس کے پاس تھی وہ فلم۔" ایک سٹرنی نے
اکٹھک اکٹھک کر اور ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ
ہی وہ بے ہوش ہو کر صوفے پر گر گیا۔

"اسے پانی پلا دو تنویر۔ وہ باتھ روم کا دروازہ ہے۔ شاید
یہ بے چارہ خالی سائنسدان ہے۔ ٹائیگر جیسا سائنسدان
نہیں ہے۔ اگر یہ مر گیا تو سارا مسئلہ خراب ہو جائے گا۔"

عمران نے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا باتھ روم کے دروازے
کی طرف مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ایک جگ اٹھائے واپس آیا اور
اس نے پہلو کے بل پڑے ہوئے ایک سٹرنی کو سیدھا کیا
اور پھر ایک ہاتھ میں تھوڑا سا پانی لے کر اس نے اس کے
پہرے پر چھڑک دیا۔ دوسرے لمحے ایک سٹرنی جھرجھری
لے کر ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس کے منہ سے
بے اختیار کراہ نکل گئی۔

"یہ لو۔ پیو پانی۔" تنویر نے گردن سے پکڑ کر اُسے
اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی جگ اس کے منہ سے لگا
دیا۔ ایک سٹرنی نے پیاسے اونٹ کی طرح جلدی جلدی
پانی پینا شروع کر دیا۔ اور پانی جیسے جیسے اس کے حلق سے
اُترتا گیا۔ اس کی بگڑی ہوئی حالت اُسی طرح تیزی سے
سنبھل گئی۔ تنویر نے جگ ہٹا لیا۔ اور پھر اُسے بے نیازی
سے ایک سائینڈ کی دیوار سے دے مارا۔ شیشے کا جگ
ایک دھماکے سے دیوار سے ٹکرا کر ٹوٹا اور نہ صرف اس کی
کمرچیاں نیچے گر کر بکھر گئیں بلکہ پانی بھی قالین پر گر کر پھیل گیا۔
اور عمران تنویر کی اس حرکت پر بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ
تنویر کی اس حرکت سے ایک سٹرنی اور زیادہ سہم گیا تھا۔

"ہاں تم پاسٹر کے متعلق بتا رہے تھے۔" عمران نے
سرد لہجے میں پوچھا۔ اور پھر جواب میں ایک سٹرنی واقعی

کسی ٹیپ ریکارڈر کی طرح آن ہو گیا۔ اس نے یہاں پہنچنے سے
لے کر فاسٹ ٹیپنگ سرکٹ چیکنگ پھر سپیشل مشین کی تباہی
اور پاسٹر کے فلم لے کر نکلنے تک ساری تفصیل بغیر ر کے
بتا دی۔

”پاسٹر کا حلیہ کیا ہے“ — عمران نے پوچھا۔ اور ایک
سٹنی نے پوری تفصیل سے اس کا حلیہ بتا دیا۔
”کیا وہ اصل نام سے یہاں آیا ہوا ہے“ — عمران نے
پوچھا۔

”ہاں۔ اس کے کاغذات اصل ہیں۔ لیکن وہ سیاح
کے روپ میں آیا ہے“ — ایک سٹنی نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے۔ پاسٹر کس ہوٹل میں ٹھہرا ہوگا“ —
عمران نے پوچھا۔

”اس نے بتایا تو نہیں۔ لیکن وہ کسی اچھے ہوٹل میں ٹھہرا
ہوگا۔ کیونکہ وہ اچھے ہوٹلوں میں ٹھہرنا زیادہ پسند کرتا ہے“
ایک سٹنی نے کہا۔

”او۔ کے ایک سٹنی۔ تم نے اپنے آپ کو مزید ٹوٹ پھوٹ
سے بچا لیا ہے۔ لیکن تمہاری بتائی ہوئی باتیں چیک کرنی بھی
ضروری ہیں“ — عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس
نے صوفے کے پیچھے کھڑے ہوئے تنویر کو آنکھ کا مخصوص اشارہ
کیا تو تنویر کا بازو ایک بار پھر گھوما اور اس کی مٹری ہوئی

انگلی کا ہک پوری قوت سے ایک سٹنی کی کنپٹی پر پڑا اور
ایک سٹنی چیخا ہوا ایک بار پھر صوفے پر گرا اور چند لمحے
تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

عمران اٹھ کر مینر کی طرف بڑھا۔ جہاں ایک انٹرکام
کے ساتھ ساتھ فون بھی موجود تھا۔ عمران نے رسیور
اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
”ایکسٹو“ — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے
مخصوص آواز ابھری۔

”عمران بول رہا ہوں جناب“ — عمران نے مودبانہ لہجے
میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک کی بتائی ہوئی
تفصیل دوہرا دی۔

”اس پاسٹر کو فوری طور پر تلاش کیا جانا ضروری ہے۔
میں ممبرز کو ہدایات دے دیتا ہوں وہ اسے تلاش کر لیں
گے“ — دوسری طرف سے ایکسٹو نے کہا۔

”یہاں موجود سب لوگ سائنسدان ہیں اور ایک خصوصی
پراجیکٹ پر حکومت سے معاہدے کے تحت آئے ہوئے
ہیں۔ لیکن یہ حال یہ سرخالد کے قاتل تو ہیں۔ اس لئے میری
تجویز ہے جناب کہ سرخالد کے قتل کے کیس کو انٹیلی جنس کو
رفر کر دیا جائے“ — عمران نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

”کھٹیک ہے۔ ہم انہیں کہاں سنبھالتے پھریں گے۔ میں
سررحمان کو بریف کر دیتا ہوں۔ ویسے بھی یہ کیس انہی کے

مکھکے کا بنتا ہے۔ تمہارے پاس ریڈ کیپسول تو ہو گا۔
ایکسٹون نے کہا۔

”یس۔۔۔ وہ تو میں ہر وقت پاس رکھتا ہوں۔ تاکہ کسی
بھی وقت کسی خوب صورت لڑکی کو دیکھ کر رعب حسن سے
بے ہوش ہونا پڑ جائے تو اس سے کافی مدد مل جاتی ہے۔“
عمران نے ایک نخت پٹری سے اترتے ہوئے کہا۔
”سٹاپ۔۔۔ ریسیور تنزیہ کو دو۔“ ایکسٹون نے غصے
سے بھر پور لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران ریسیور
تنزیہ کی طرف بڑھاتا تنزیہ نے خود ہی جھپٹ کر ریسیور اس کے
ہاتھ سے لیا۔ وہ عمران کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا
تھا۔

”یس۔۔۔ تنزیہ بول رہا ہوں۔“ تنزیہ نے مودبانہ لہجے
میں کہا۔

”عمران سے ریڈ کیپسول لے کر اس کی مدد سے یہاں موجود
تمام افراد کو بے ہوش کر دو۔ اور پھر اپنے ساتھیوں کو لے
کر واپس چلے جاؤ۔ انٹیلی جنس کے یہاں پہنچنے سے پہلے تم
لوگوں نے یہاں سے چلا جانا ہے۔“ ایکسٹون نے سرد لہجے
میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ تنزیہ نے
ریسیور کو ٹیبل پر رکھ دیا۔

”تمہیں میں نے ہزار بار منع کیا ہے۔ کہ چیف کے ساتھ
بکواس مت کیا کرو۔ لیکن تم باز نہیں آتے۔ کسی دن تم

میرے ہی ہاتھوں مارے جاؤ گے۔“ تنزیہ نے مرگہ عمران سے
مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں غراہٹ ابھرتی تھی۔

”میرے ساتھ یہ پولیس ایکشن نہیں چلے گا۔ میں سائنسدان
نہیں ہوں۔ ہو نہ ایک تو جان ماری کر کے کام کرو اور جب
رپورٹ دو تو الٹا جھاڑیں بھی سنو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔“
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور تنزیہ بے اختیار ہنس پڑا۔
”جس کی قسمت میں ہی جھاڑیں سننا ہوں اُسے تو سننا ہی پڑیں
گی۔ بہر حال وہ ریڈ کیپسول نکالو۔ ایسا نہ ہو پاسٹر نکال جائے۔“
تنزیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسے شاید اس بات سے مسرت
کا احساس ہو رہا تھا کہ عمران نے ایکسٹون سے جھاڑیں سننے کو
تسلیم کر لیا ہے۔

”کیا کیا جائے۔ ٹریننگ تو لیننی ہی پڑتی ہے۔ آج چیف کی
جھاڑیں سنوں گا تو کل سیکنڈ چیف۔ مم۔۔۔ مم۔۔۔ میرا
مطلب ہے جولیانا۔۔۔۔۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”بکواس مت کیا کرو۔ وہ ریڈ کیپسول نکالو۔“ تنزیہ
نے انتہائی غصے سے اس کا فقرہ کاٹتے ہوئے کہا۔

”جیسا بھائی ویسی ہی بہن۔ بہر حال یہ لو کیپسول اور باہر جا
کر اسے توڑ دو۔ لیکن سانس بند کر لینا مگر ہمیشہ کے لئے نہیں۔
آخر بہن کی ڈولی دینے کے لئے بھائی کی ضرورت تو پڑتی ہی ہے۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے
اس نے سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا کیپسول نکال کر تنزیہ کے

ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور تنویر کیپسول لے کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
 عمران نے تنویر کے جانے کے بعد دروازہ بند کیا اور پھر اس
 نے اس طویل و عریض دفتری میز کی دراز کی تلاشی لینی شروع کر
 دی۔ اُسے دراصل اس نوادر چورکاریکا کے بارے میں تفصیلات
 کی تلاش تھی۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ کاریکا صرف نوادرات
 چوری کرنے تک ہی محدود نہیں ہے۔ کیونکہ جس انداز میں یہ لوگ
 انتہائی قیمتی اور جدید مشینری استعمال کر رہے ہیں۔ اور
 جس پائے کے سائنسدان اس تنظیم سے وابستہ ہیں۔ اس سے
 ظاہر ہوتا ہے کہ نوادر چوری کا دھندہ صرف ایک آرٹ ہے۔
 کاریکا کے اصل مقاصد یقیناً کچھ اور ہیں۔ چونکہ ان لوگوں کا
 تعلق کاریکا سے تھا۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ کوئی نہ کوئی
 ایسا کلیویہاں سے لازماً مل جائے گا جس سے کاریکا کے اصل
 مقاصد کا علم ہو جائے گا اور پھر تھوڑی دیر کی کوشش کے بعد
 وہ میز کی ایک خفیہ دراز سے ایک ڈائری برآمد کر لینے میں
 کامیاب ہو گیا۔ یہ پاکٹ ڈائری تھی۔ عمران نے جیسے ہی اسے
 کھولا اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ ڈائری میں
 بظاہر صرف سائنسی اصطلاحات ہی درج تھیں۔ ایسے لگتا تھا
 جیسے کسی سائنسدان نے اپنی یادداشت کے لئے اس میں مختلف
 مساداتیں اور کلیات لکھ رکھے ہوں۔ لیکن پہلے ہی صفحے کو غور
 سے دیکھنے کے بعد عمران کی آنکھوں میں چمک لہرا اٹھی۔
 ”بہت خوب۔ یہ واقعی جدت ہے۔ سائنسی کلیات میں کوڈ

بہت خوب۔ اسے سائنسی کوڈ کہا جاسکتا ہے۔“ — عمران نے
 بے اختیار تحسین آمیز لہجے میں کہا۔ اور پھر دو تین صفحات پلٹنے کے
 بعد اس نے ڈائری اپنی جیب میں رکھ لی۔ اُسی لمحے دروازہ
 کھلا اور تنویر واپس آ گیا۔

”وہ سب بے ہوش ہو گئے ہیں۔“ تنویر نے مسرت بھرے
 لہجے میں کہا۔

”مبارک ہو۔ بڑا معرکہ مارا ہے۔“ عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا اور تنویر بے اختیار جھینپ سا گیا۔

”بس تمہیں یہی بکواس کم فی آتی ہے آداب یہاں سے چل
 دیں۔ چیف نے کہہ دیا ہے کہ انٹیلی جنس کے آنے سے پہلے ہمیں
 یہاں سے چلا جانا چاہیے۔“ تنویر نے کہا۔

”تم جاؤ۔ میں کم از کم انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ سے اس
 ریڈ کیپسول کی قیمت تو وصول کر لوں۔ تمہارا چیف تو بس لینا
 جانتا ہے۔ دینے والا تو خانہ ہی اس کے حساب میں ہوتا ہی نہیں۔“
 عمران نے منہ بٹاتے ہوئے کہا۔

”کھٹیک ہے جو مرضی آئے کم و بیش جا رہا ہوں۔“ تنویر
 نے کہا اور تیزی سے دوبارہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔
 جب تنویر کو گئے ہوئے کچھ دیر گزر گئی تو عمران آگے بڑھا۔
 اور اس نے صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے ایک سٹرنی کو
 اٹھا کر کاندھے پر لا دیا اور باہر کی طرف چل پڑا۔ وہ تنویر کو
 اس لئے پہلے بھیجا چاہتا تھا تاکہ اس ایک سٹرنی کو اٹھا کر

دانش منزل لے جا سکے۔ اُسے یقین تھا کہ اس ایک سٹنی کی کاریکا میں انتہائی اہم پوزیشن ہوگی۔ اس لئے اس سے کاریکا کے بارے میں مزید تفصیلات حاصل کی جاسکتی ہیں۔



پکاسٹ اپنا مخصوص بیگ لے کر کوٹھی سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کالونی کے بڑے چوک کی طرف بڑھتا گیا۔ جہاں سے اُسے آسانی سے ٹیکسی مل سکتی تھی۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اُسے اب تک یقین نہ آ رہا تھا کہ اس قدر جدید سائنسی پراجیکٹ کو بھی یہاں کسی طرح ٹرلس کیا جاسکتا ہے۔ لیکن صورت حال اس کے سامنے تھی۔ اور اس صورت حال کی وجہ سے انتہائی قیمتی پیشہ مشینری کو تباہ کر کے جلا دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ لیکن اسے بس اس بات کا اطمینان تھا کہ اس کے پاس ملکہ تواری کے خزانے کا راز محفوظ

ہے۔ اُسے معلوم تھا کہ اس خزانے سے اس جیسی ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں مشینیں خریدی جاسکتی ہیں۔ اُسے معلوم تھا کہ ملکہ تواری کے اس خزانے کی اس وقت کاریکا کو انتہائی شدت سے ضرورت تھی۔ کیونکہ کاریکا۔ اصل میں جس مشن پر کام کر رہی تھی اس کے لئے انتہائی کثیر سرمائے کی ضرورت تھی چوک پر اُسے ٹیکسی مل گئی۔ تو اس نے اُسے کسی اچھے سے ہوٹل میں چلنے کے لئے کہا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے ایک نظر پاسٹر کو دیکھا اور پھر ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ وہ شاید پاسٹر کی حیثیت دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا چاہتا تھا۔ کہ اس کے لئے اچھا ہوٹل کون سا ہو سکتا ہے۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ٹیکسی دارالحکومت کے مشہور ہوٹل ایک دیو کے کمپاؤنڈ گیٹ کے ساتھ روک دی۔ پاسٹر نے میٹر دیکھ کر اُسے کرایہ دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوا اور مین گیٹ کی طرف بڑھتا گیا۔ لیکن ابھی وہ مین گیٹ تک پہنچا ہی تھا کہ شیشے کا بنا ہوا مین گیٹ کھلا اور ایک غیر ملکی جس نے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا باہر نکلا۔ اور دوسرے لمبے پاسٹر اور وہ غیر ملکی دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھ کر بے اختیار ٹھٹھک گئے۔

”ارے ارے۔ کہیں یہ فریب نظر نہیں۔ پاسٹر ہی ہونا تم“
ہوٹل سے نکلنے والے غیر ملکی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات میں بھی کہنا چاہتا تھا کہ بلا رڈ اور یہاں پاکیشیا میں" — پاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ادہ ادہ پاسٹر۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ تم سے یہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔ کہاں جا رہے ہو۔ یہ بیگ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ رہائش کے لئے ہوٹل میں جا رہے ہو" — بلا رڈ نے جلدی سے آگے بڑھ کر پاسٹر سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کیا تم بھی یہیں رہ رہے ہو" — پاسٹر نے پوچھا۔ "ارے نہیں۔ اور سنو۔ میرے ہوتے ہوئے تم ہوٹل میں نہیں رہ سکتے۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں نے یہاں ایک کوٹھی لے رکھی ہے۔ وہاں چلتے ہیں۔ بڑے عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہے۔ اس لئے ذرا تفصیل سے باتیں بھی ہو جائیں گی" — بلا رڈ نے اس کے ہاتھ سے بیگ لیتے ہوئے کہا اور پاسٹر نے بھی سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بلا رڈ کی نئی کار میں بیٹھا ہوا ہوٹل کے گیٹ سے باہر نکل رہا تھا۔

"یہاں تم نے کیا چکر چلا رکھا ہے" — پاسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہے ایک چکر۔ کوٹھی پر چل کر بتاؤں گا" — بلا رڈ نے ہنستے ہوئے کہا اور پاسٹر نے سر ہلا دیا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار ایک کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ بلا رڈ نے مخصوص انداز

میں تین بار مارن بجایا تو کوٹھی کا پھاٹک خود بخود کھلتا گیا اور بلا رڈ کار اندر لے گیا۔ پورچ میں دو مسلح آدمی موجود تھے۔ لیکن یہ دونوں مقامی تھے۔

"آؤ۔ یہ ساری کوٹھی تمہارے لئے ہے" — بلا رڈ نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور پاسٹر مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک ساؤنڈ پروف لیکن انتہائی خوب صورت انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بلا رڈ نے انتہائی قیمتی شراب کی بوتل الماری سے نکالی اور پھر دو جام لے کر وہ پاسٹر کے سامنے کرسی پر آ بیٹھا۔ اس نے بوتل کھول کر دونوں جام بھرے اور پھر ایک جام پاسٹر کی طرف بڑھا دیا۔

"پہلے میں تمہیں اپنے متعلق بتا دوں۔ تمہیں معلوم تو ہے۔ کہ میرا دھندہ اسلحے کی سمگلنگ ہے۔ اور پاکیشیا آج کل اسلحے کی ایشیا میں بہت بڑی منڈی بنا ہوا ہے۔ پاکیشیا کے ہمسایہ ملک بہادرستان میں روسیاء کے خلاف گوریلا جنگ جاری ہے۔ اس لئے وہ بھی جان بوجھ کر چشم پوشی سے کام لیتے ہیں بس اس سلسلے میں گزشتہ ڈیڑھ سالوں سے میں یہاں موجود ہوں" — بلا رڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن بلا رڈ۔ وہاں گریٹ لینڈ میں تو تمہاری اتنی حیثیت بہر حال نہ تھی کہ تم اتنے بڑے پیمانے پر اسلحے کا دھندہ کر سکو۔ بہادرستان کو اسلحے کی سپلائی کا فیلڈ یقیناً بے حد وسیع ہو گا" — پاسٹر

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ماں اس قدر بڑا کہ شاید تم تصور بھی نہ کر سکو۔ میں یہاں ایک بین الاقوامی تنظیم کے خصوصی نمائندے کے طور پر کام کر رہا ہوں۔ بلاڈڈو نے سنتے ہوئے کہا اور پاسٹر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"اب تم بتاؤ کہ یہاں پاکیشیا میں تمہاری آمد کیسے ہوئی؟"

بلاڈڈو نے کہا۔

"سیاحت"۔ پاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلاڈڈو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر ہلکے سے کھچاؤ کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے۔ مجھ پر بلاڈڈو پیمہ۔ بلاڈڈو نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پاسٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں بلاڈڈو۔ تم میرے کاغذات اور دینہ چیک کر سکتے ہو۔" پاسٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ میں یہاں رہ کر دنیا سے لا تعلق ہو چکا ہوں۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ تم کاریکانا نامی تنظیم سے نہ صرف متعلق ہو چکے ہو بلکہ اس کے اہم ترین آدمی بھی ہو۔ ایک اور بات بھی تمہیں بتا دوں کہ کاریکا کو اسلحہ سپلائی کرنے کا کام بھی وہی تنظیم کرتی ہے جس کا میں یہاں نمائندہ ہوں۔ اس لئے کھل کر بات کرو۔ ورنہ میں کان سے یکدم تمہارے سر پر چوتے بھی لگا سکتا ہوں۔" بلاڈڈو

نے کہا اور پاسٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم تو واقعی بے حد تیز جارہے ہو بلاڈڈو۔ اس تنظیم سے متعلق ہو کر تو تم شیطان کے بھی کان کاٹنے لگے ہو۔ تمہاری بات درست ہے۔ میں کاریکا سے متعلق ہوں اور یہاں بھی کاریکا کے ایک مشن پر آیا ہوا ہوں۔ ویسے میں ابھی یہاں نہیں پہنچا۔ تقریباً ایک ماہ سے یہاں ہوں۔ البتہ فوری طور پر مجھے ہوٹل میں رہائش کرنے کی ضرورت پڑ گئی تھی۔ اس لئے ہوٹل جارہا تھا۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ کل میں واپس گریٹ لینڈ چلا جاؤں گا۔ میرا مشن یہاں مکمل ہو چکا ہے۔" پاسٹر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے اتنی جلدی میں تمہیں کیسے بھیج سکتا ہوں پاسٹر۔ اب تم مل ہی گئے ہو تو دو چار روز یہاں رہنا پڑے گا۔ تم فکر نہ کرو۔ تمہارے مطلب کی ہر چیز تمہیں یہاں مل جائے گی۔"

بلاڈڈو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں بلاڈڈو۔ میرا کل یہاں سے ہر صورت میں نکل جانا انتہائی ضروری ہے۔ ورنہ سارا مشن ہی تباہ ہو سکتا ہے۔ البتہ تم ایسا کرو کہ اپنے کسی آدمی کے ذریعے کل کے لئے اس فلائٹ میں سیٹ بک کروادو۔ جو سب سے پہلے گریٹ لینڈ جارہی ہو۔" پاسٹر نے جواب دیا۔

"اگر یہ بات ہے تو ظاہر ہے میں تمہیں روک نہیں سکتا۔ سیٹ بھی بک ہو جائے گی۔ فکر مت کرو۔" بلاڈڈو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پاسٹر نے سر ہلادیا۔ پھر وہ دونوں

بے تکلف دوست ماضی کے قصے دہرانے میں مصروف ہو گئے
یہ قصے اس قدر دلچسپ تھے کہ انہیں وقت کا بھی احساس
نہ ہوا۔

"ارے باتوں میں وقت کا بھی احساس نہیں رہا۔ کھانا یہیں
منگو الیں یا کسی ہوٹل میں چل کر کھایا جائے" — بلا رڈو نے
ہاتھ میں بندھی ہوئی کلائی نئی گھڑی دیکھتے ہوئے چونک کر
کہا۔

"یہیں کھالیتے ہیں۔ اب کون ہوٹل میں جائے" — پاسٹ
نے کہا۔ اور بلا رڈو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر نکل
گیا۔

پاسٹ یہاں آکر گوپوری طرح مطمئن ہو گیا تھا۔ لیکن اس کا
ذہن مسلسل سٹنی کی طرف ہی تھا۔ وہ وہاں پیش آنے والی
صورت حال کے متعلق جاننا چاہتا تھا۔ ایک بار اُسے خیال
آیا کہ وہ یہاں سے سٹنی کو فون کر کے اس سے بات کرے لیکن
پھر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ اگر وہاں کوئی حکم چل بھی
چکا ہو تو اس کا فون کرنا اُسے کسی نئی مشکل میں نہ ڈال دے
جب کہ اب وہ ہر لحاظ سے محفوظ تھا۔

"کیا بات ہے۔ کس سوچ میں گم ہو" — بلا رڈو نے
تھوڑی دیر بعد کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"بلا رڈو۔ تمہارے پاس کوئی ایسا آدمی ہے جو میرے بتائے
ہوئے پتے پر جا کر ایک عمارت کی نگرانی کرے اور پھر وہاں

جو کچھ ہو اس کی تفصیلی رپورٹ دے سکے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ
خود کسی کی نظروں میں نہ آجائے" — پاسٹ نے چونک کر کہا۔
"ایک چھوڑا ایک سو آدمی ایسے موجود ہیں۔ میں نے بتایا
تو ہے کہ میں یہاں ایک بین الاقوامی تنظیم کا نمائندہ ہوں۔
یہاں ہمارا پورا ریکارڈ کام کر رہا ہے۔ تم ذرا کھل کر بات کرو۔
تم چاہتے کیا ہو۔ مجھ پر اعتبار کرو پاسٹ" — بلا رڈو نے سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

"ہاں تم پر اعتبار کیا جاسکتا ہے بلا رڈو۔ ورنہ اس معاملے
میں اعتبار تو ایک طرف میں کسی سے بات بھی نہیں کرنا چاہتا
تھا" — پاسٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور
پر سائنس پر اجیکٹ کے قیام سے سرخالد کے سائنسی انداز
میں قتل، نوادریں سے فلم حاصل کرنے سے لے کر مشینری کی
چیکنگ اور پھر وہاں سے نکلنے تک تفصیل بتادی لیکن اس
نے اس فلم کی تفصیلات نہ بتائیں۔

"ادہ کہیں تم یہاں کی سیکرٹ سروس سے تو نہیں ٹکرا گئے
یہاں کی سیکرٹ سروس انتہائی فعال اور تیز ہے۔ اور تنظیم کے
بڑوں نے مجھے خاص طور پر ہدایت کی ہوئی ہے کہ میری سرگرمیاں
کسی طور بھی سیکرٹ سروس کی نظروں میں نہ آئیں" —
بلا رڈو نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ سیکرٹ سروس کا اس سارے مسئلے سے
کیا تعلق۔ ویسے بھی اس فلم اور میرے متعلق سوائے اکرل سٹڈیو

اور اس کے ساتھیوں کے کسی کو علم نہیں ہے۔ اور اب تو ایمرک سٹنی کو بھی معلوم نہیں ہے کہ میں کہاں ہوں۔ ویسے بھی منظر پر جیڈ اسپارک ہے۔ اور تم جانتے تو ہو کہ وہ کس قدر تیز اور ذہین لڑکی ہے۔ لیکن اسے بھی معلوم نہیں کہ میں کہاں ہوں۔ پاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا تمہارے کاغذات تمہارے اسی نام سے ہیں“
بلاڈو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں۔ کیوں“ پاسٹر نے چونک کر پوچھا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم صرف سائنسدان ہو۔ تمہیں ان چکروں کا کوئی علم نہیں ہے۔ اگر تمہارے اس سائنس پر اجیکٹ کو ٹریس کرنے والی سیکریٹ سرورس یا ایسی ہی کوئی ایجنسی ہے پاسٹر تو پھر سمجھو کہ وہ ایئر پورٹ پر تمہارے استقبال کے لئے تیار کھڑے ہوں گے۔“ بلاڈو نے طنز یہ لہجے میں کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے وہ کیا کہہ سکتے ہیں۔ میرا کسی چیز سے کیا تعلق۔ میں تو سیاح ہوں۔ قانونی طریقے سے آیا ہوں۔ اور قانونی طریقے سے واپس جا رہا ہوں۔ میرے کاغذات اصلی ہیں اور میرا کسی سے کوئی تعلق کہیں ثابت ہی نہیں ہو سکتا“ پاسٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایمرک سٹنی تمہارا علیہ جانتے ہیں اور یقیناً جیڈ اسپارک بھی جانتی ہوگی۔“ بلاڈو نے کہا۔

”ہاں مگر.....“ پاسٹر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
”تمہارے اس سائنس پر اجیکٹ کو چیک کرنے کا مطلب ہے کہ انہیں تمہارے اس طریقہ کار کا علم ہو گیا ہے۔ جس کے ذریعے تم نے وہ راز حاصل کیا ہے اور اس سرخالد کو ہلاک کیا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ جو کوئی بھی ہوں گے۔ صرف ایمرک سٹنی سے گفتگو کر کے اور پر اجیکٹ کی مشینری دیکھ کر ہی واپس نہ چلے جائیں گے۔ وہ ایمرک سٹنی یا اس کے کسی بھی ساتھی پر تشدد کر کے اس سے اصل بات اگوا لیں گے۔ اور ایمرک سٹنی بھی تمہاری طرح صرف سائنسدان ہے اس لئے وہ فوراً ہی ساری بات اگل دے گا۔ اور پھر اس سے تمہارا علیہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ اس کے بعد وہ لوگ پورے دارالحکومت میں تمہاری تلاش شروع کر دیں گے۔ اگر تم ہوٹل میں ہوتے تو فوراً پکڑے جاتے۔ ظاہر ہے وہاں تم نے کاغذات کی وجہ سے اصل نام پر ہی کمرہ بک کرانا تھا۔ لیکن چلو تم یہاں محفوظ ہو۔ مگر وہ اب ایئر پورٹ کی سی نگرانی کریں گے اور پھر جیسے ہی تمہارے نام سے ٹکٹ بنے گی اور تم وہاں پہنچو گے۔ وہ تمہیں پکڑ لیں گے۔ اس کے بعد تم خود سوچ سکتے ہو کہ تمہارا کیا حشر ہوگا۔“ بلاڈو نے جواب دیا اور پاسٹر کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

”اوہ اوہ۔ میں نے تو اس پوائنٹ پر غور ہی نہیں کیا بلاڈو اوہ واقعی اگر ایسا ہے تو پھر تو مجھے گرفتار کیا جاسکتا ہے لیکن

بلا رڈو تم خود سوچو کہ وہ ایرک سٹرنی یا مجھ پر کیسے بغیر کسی ثبوت کے ہاتھ ڈال سکتے ہیں۔ پاسٹر نے کہا اور بلا رڈو بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”پاسٹریہ گریٹ لینڈ نہیں ہے۔ پاکیشیا ہے۔ اور پھر تم اب صرف سائنسدان نہیں ہو۔ بلکہ ایک مجرم بھی ہو۔ تم نے کسی آدمی کو قتل بھی کیا ہے اور کوئی راز بھی حاصل کیا ہے۔ اس لئے وہ تمہارے ساتھ جو سلوک چاہیں کر سکتے ہیں۔“ بلا رڈو نے کہا اور پاسٹر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”اوہ۔ یہ تو تم نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے۔ میں تو ہر لحاظ سے مطمئن تھا۔ اگر یہ بات ہے تو میں یہاں سے نکل بھی نہ سکوں گا۔“ پاسٹر نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو پاسٹر۔ تم بلا رڈو کے دوست ہو۔ اور اس کے پاس پہنچ چکے ہو۔ اب دنیا کی کوئی طاقت تم تک نہیں پہنچ سکتی۔ اور میں تمہیں یہاں سے آسانی سے نکال بھی سکتا ہوں۔ تمہارے کاغذات بھی تیار ہو جائیں گے۔ تم پر ایسا میک اپ کر دیا جائے گا کہ جسے مشین بھی چیک نہ کر سکے۔ اس لئے قطعی بے فکر رہو۔ البتہ وہ عمارت مجھے بتاؤ تاکہ میں معلوم کر اسکوں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے۔ پھر اس کے مطابق آئندہ کا پم و گرام بنائیں گے۔“ بلا رڈو نے کہا اور پاسٹر نے اُسے ارباب کا لونی کی کوکھی کا پتہ بتا دیا۔ بلا رڈو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ پاسٹر واقعی بے حد خوف زدہ ہو گیا تھا

بلا رڈو کی باتوں نے اُسے اس انداز میں سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ اگر بلا رڈو اُسے اچانک نہ مل جاتا تو یقیناً وہ آسانی سے گرفتار ہو جاتا۔ تھوڑی دیر بعد بلا رڈو اندر داخل ہوا۔

”میں نے انتظامات کر دیئے ہیں۔ ہمیں تفصیلی رپورٹ مل جائے گی۔ آؤ اب کھانا کھالیں۔ فکر مت کرو۔ تم یہاں ہر لحاظ سے محفوظ رہو گے۔“ بلا رڈو نے کہا اور پاسٹر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ کھانا واقعی پر تکلف تھا۔ لیکن پاسٹر سے کچھ کھانا نہ جارہا تھا۔ اس خوف نے اس کی بھوک اڑا دی تھی گو بلا رڈو اُسے ہر لحاظ سے تسلی دے رہا تھا۔ لیکن سبجانے کیا بات تھی کہ خوف نے اس کے دل کو اپنی مٹھی میں جکڑ لیا تھا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ دوبارہ اُسی کمرے میں آ گئے۔ اور ایک بار پھر شراب کا دور چلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ایک مقامی آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک وائٹ لیس فون پیس تھا۔

”بونی کی کال ہے ماسٹر۔“ مقامی آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا۔“ بلا رڈو نے چونک کر کہا اور فون پیس اس کے ہاتھ سے لے لیا۔ وہ آدمی تیزی سے مڑ کر باہر چلا گیا۔ بلا رڈو نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو بونی۔ ماسٹر بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے۔"

بلا رڈو نے تیز اور حکمانہ لہجے میں کہا۔

"ماسٹر۔ ارباب کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ اس وقت انٹیلی جنس کے قبضے میں ہے۔ وہاں انٹیلی جنس کے اعلیٰ حکام موجود ہیں اور وہاں موجود تمام افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور ماسٹر آپ کی ہدایت پر میں نے تمام بڑے ہوٹلوں میں موجود اپنے ایجنٹوں کو المٹ کر دیا تھا کہ اگر کوئی پاسٹر نام کے آدمی کے متعلق انکو انرمی کمرے تو وہ مجھے رپورٹ دیں اور ماسٹر تقریباً تمام بڑے ہوٹلوں سے یہی رپورٹیں مل رہی ہیں کہ اس پاسٹر نامی آدمی کو چیک کیا جا رہا ہے۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ چیک کمرے والے کون لوگ ہیں۔ کیا انٹیلی جنس کے آدمی ہیں۔"

بلا رڈو نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ یہ نئے لوگ ہیں۔ انٹیلی جنس سے تو میرے آدمی ابھی طرح واقف ہیں۔"

بونی نے جواب دیا۔

"اور۔ کے۔ کھٹیک ہے۔ اب مزید انکو انرمی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس معاملے کو مکمل طور پر یہیں ڈراپ کر دو۔"

بلا رڈو نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر۔"

دوسری طرف سے کہا گیا اور بلا رڈو نے اور کے کہہ کر بٹن آف کیا اور فون پیس کو اس نے میز پر رکھ دیا۔

"کیا رپورٹ ہے۔"

سامنے بیٹھے ہوئے پاسٹر نے پوچھا۔ چونکہ وہ کافی فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ بونی کی آواز نہ سن سکتا تھا۔ اور جب بلا رڈو نے اسے بونی کی رپورٹ بتائی تو پاسٹر کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

"اوہ اوہ دیو دیو بیٹہ۔ تم درست کہہ رہے تھے بلا رڈو۔ واقعی اگر میں ہوٹل میں ہوتا تو اب تک گرفتار کر لیا جاتا لیکن یہ بہت بُرا ہوا ہے۔ ایمرک سٹنی اور اس کے ساتھی اور پھر اس قدر قیمتی سائنس پراجیکٹ ان سب کا کیا ہوگا۔"

پاسٹر نے کہا۔

"انہیں تم بھول جاؤ۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ تمہاری تنظیم خود ہی اس مسئلے سے نمٹتی رہے گی۔ تمہارا کام صرف اپنی جان بچا کر یہاں سے جانا اور وہ راز نکال کر لے جانا ہے۔ اور اس سلسلے میں تمہاری پوری مدد کمرے کا تم یہاں ہر لحاظ سے محفوظ ہو۔"

بلا رڈو نے کہا۔ اور پاسٹر نے سر ہلا دیا۔ ظاہر ہے اب وہ مکمل طور پر بلا رڈو کے رحم و کرم پر ہی تھا۔ مگر اُسے یقین تھا کہ بلا رڈو اس کا پورا پورا بے تکلف دوست ہے۔ اس لئے وہ یقیناً اس کی مدد کرے گا۔

سر خالہ کے سائنسی انداز میں قتل کی خبر کے ساتھ ساتھ یہ خبر بھی موجود تھی کہ ارباب کا لونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں موجود وہ سائنسی پراجیکٹ بھی ٹریس کر لیا گیا ہے۔ جس کے ذریعے سر خالہ کو ہلاک کیا گیا ہے اور وہاں سے گرفتار ہونے والے سائنسدانوں نے اعتراف جرم بھی کر لیا ہے۔ جینیڈا پھٹی پھٹی آنکھوں سے خبر کی تفصیلات پڑھتی چلی گئی۔ خبر میں اس پوری واردات کی تفصیل کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا تھا کہ سر خالہ کو کسی قدیم ملکہ کے خزانے کا نقشہ حاصل کرنے کے لئے ہلاک کیا گیا ہے۔ اور یہ خزانہ پاکیشیا میں ہی ہے۔ خبر میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس ساری واردات کا کھوج سنٹرل انٹیلی جنس نے سر خالہ کے قتل کے چند گھنٹوں بعد ہی لگا لیا تھا اور اس کے ساتھ ہی ان سائنسدانوں کے نام بھی موجود تھے۔ جنہیں اس قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا۔ جینیڈا اسپارک تیزی سے نام پڑھتی رہی لیکن اس فہرست میں نہ ہی ایمرک سٹرنی کا نام تھا اور نہ پاسٹر کا۔ اور نہ ہی اس کے متعلق کوئی ذکر کیا گیا تھا۔

”یہ سب کیسے ہو گیا۔ سائنسی پراجیکٹ کو کیسے ٹریس کیا گیا۔ نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔“ جینیڈا اسپارک نے اخبار واپس میز پر پھینکتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اب اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ فوری طور پر اس ہوٹل سے نکل کر کسی خفیہ جگہ پہنچ جائے۔ کیونکہ اُسے

جینیڈا اسپارک نے عمران سے بات چیت کے بعد واقعی سفارت خانے فون کیا اور سفارت خانے کے ہفٹرڈ سیکرٹری نے اُسے تسلی دی کہ وہ اس بارے میں پوری تحقیقات کر کے اور پاکیشیا کے اعلیٰ حکام سے بات چیت کرنے کے بعد اُسے اس کا نوادر واپس دلادے گا۔ اس لئے جینیڈا اسپارک اب ہر لحاظ سے مطمئن ہو گئی تھی۔ پاسٹر کے متعلق اُسے معلوم تھا کہ وہ کل صبح کسی بھی وقت اطمینان سے وہ فلم لے کر پاکیشیا نکل جائے گا۔ اس لئے عمران یا کوئی اور ایجنسی کسی بھی طرح اس پر کوئی الزام ثابت نہ کر سکے گی۔ اس لئے وہ اطمینان سے سو گئی تھی۔ لیکن دوسری صبح اس نے ناشتے سے فارغ ہو کر جیسے ہی اخبار اٹھایا وہ بُری طرح اچھل پڑی۔ کیونکہ اخبار میں

معلوم تھا کہ اخبارات میں صرف وہی تفصیلات دی جاتی ہیں۔ جو حکومت چاہتی ہے اور اگر سائنس پر اجیکٹ کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ تو پھر یقیناً انہیں یہ بھی علم ہو گا کہ سر خالد کو کیسے ہلاک کیا گیا ہے۔ اور ان سے کیا حاصل کیا گیا ہے۔ اور چونکہ اس کے زیور کی ڈبیا کی وجہ سے ہی یہ سارا سلسلہ ہوا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ اب مجرم تھی۔ اس نے حفظ ماتقدم کے طور پر ایسی صورت حال سے نمٹنے کے لئے پہلے سے بند و بست کر رکھا تھا۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ وہ اپنی نگرانی کرنے والوں کو آسانی سے ڈاج دے دے گی۔ وہ جب پاکیشیا آئی تھی تو اس نے مختلف کاغذات اور مختلف ناموں سے بیک وقت ہوٹل ریمیزے اور ہوٹل شلٹن میں کمرے بک کر دائے تھے اور پھر اس نے ایک روز ہوٹل شلٹن کے اس کمرے میں گوارا بھی تھا۔ اس کے بعد وہ ہوٹل ریمیزے میں شفٹ ہوئی تھی اور جب اس نے عمران کو ڈاج دینے کے لئے ہوٹل ریمیزے چھوڑا تو چونکہ وہ جینیڈا سپارک کے روپ میں ہی وہاں رہنا چاہتی تھی۔ اس لئے اس نے ہوٹل شلٹن میں نیا کمرہ بک کر لیا تھا۔ اور یہ اتفاق تھا کہ وہ پہلے والا کمرہ بھی اسی چوتھی منزل میں ہی تھا۔ وہاں کچھ لباس اور بریف کیس اور اس کے اس نام کے کاغذات وغیرہ بھی موجود تھے۔ اس لئے اب وہ آسانی سے اس نئے نام اور میک اپ سے اس کمرے میں شفٹ ہو سکتی تھی۔ اس طرح اگر یہاں بھی

اس کی نگرانی ہو رہی ہوگی تو نگرانی کرنے والے یقیناً ڈاج کھا جائیں گے۔ چنانچہ اس نے اپنے بیگ کے خفیہ خانے سے ماسک میک اپ کا سامان۔ اور ایک مختلف لباس نکالا اور تیزی سے با تھ روم میں داخل ہو گئی۔ اس کے ہاتھ بے پناہ تیز رفتاری سے کام کر رہے تھے۔ اور زیادہ سے زیادہ دس منٹ بعد جب وہ با تھ روم سے باہر آئی تو وہ مکمل طور پر اپنے چہرے، آنکھوں کے رنگ اور بالوں کو تبدیل کر چکی تھی لباس بھی مختلف تھا۔ اب اُسے کوئی آسانی سے جینیڈا سپارک کے طور پر پہچان سکتا تھا۔ بریف کیس میں سے اس نے صرف کمرہ لسی اور دوسرے کمرے کی چابی نکالی۔ باقی ہر چیز کو وہیں چھوڑ کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر راہداری میں جھانکا۔ راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ شاید ابھی کمروں میں مقیم افراد سو رہے تھے۔ جینیڈا سپارک جلدی سے باہر آئی۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر اطمینان سے چلتی ہوئی آخری کمرے کی طرف بڑھتی گئی۔ اس نے چابی سے کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر جا کر دروازہ بند کر کے وہ اس سے پشت لگائے کھڑی بلے بلے سانس لیتی رہی۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے اس نے ایک بار پھر مگر راہداری میں دیکھا تھا۔ لیکن راہداری اُسی طرح خالی پڑی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اب پوری طرح مطمئن تھی کہ اب اُسے جینیڈا سپارک

ساری صورت حال پر نئے سرے سے غور کر کے کوئی حتمی فیصلہ کرنا چاہتی تھی۔ کیونکہ بظاہر نہ صرف سارا مشن خیل ہو گیا تھا بلکہ وہ قیمتی نوادر بھی اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔ یہ شاید اس کی زندگی کا پہلا مشن تھا جس میں وہ اس بُری طرح ناکام ہوئی تھی۔

مجھے پاسٹر کے متعلق کس طرح معلوم کرنا چاہیے کہ کیا وہ بھی ساتھ گرفتار ہوا ہے یا نہیں۔ لیکن کس طرح معلوم کیا جائے یہی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ کافی دیر تک سوچنے کے بعد آخر ایک تجویز اس کے ذہن میں آ گئی۔ وہ اٹھی اور اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر کمرے سے باہر آ گئی۔ کمرے کو لاک کر کے وہ اطمینان سے چلتی ہوئی لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔ کھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل سے باہر آ چکی تھی۔ ابھی سڑکوں پر ریش نہ تھا۔ اس لئے وہ اطمینان سے فرٹ پاتھ پر چلتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔ کافی آگے جا کر اس نے ایک خالی ٹیکسی روکی اور اس میں بیٹھ کر اس نے ڈرائیور کو سنٹرل انٹیلی جنس کے ہیڈ کو ارد گرد چلنے کے لئے کہہ دیا۔ کھوڑی دیر بعد وہ سنٹرل انٹیلی جنس کی نئی عمارت کے گیٹ پر پہنچ چکی تھی۔ اس کے ذہن میں اخبار میں درج سنٹرل انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض کا نام موجود تھا جس کے متعلق بتایا گیا تھا کہ ارباب کالونی کی کوکھی پر اس کی سرکردگی میں انٹیلی جنس نے ریڈ کیا تھا۔ کمرایہ ادا کرنے کے بعد وہ گیٹ کے پاس ہی انکو انٹری کی طرف بڑھ گئی۔

کے طور پر کوئی چیک نہ کر سکے گا۔ اب اس کا نام کمرہ سٹی تھا۔ اور اس کا تعلق گریٹ لینڈ کی سبائے ایکرمیا سے تھا۔ چند لمحے اُسی طرح دروازے سے پشت لگا کر کھڑے رہنے کے بعد وہ تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے بستر کی چادر کو اس طرح بے ترتیب کر دیا جیسے وہ یہاں سو رہی ہو۔ پھر اس نے الماری میں رکھا ہوا دوسرا سامان وغیرہ نکالا اور اُسے بھی اس طرح ترتیب دے دیا جیسے وہ اُسے استعمال کرتی رہی ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور ہوٹل سرورس کا نمبر ملا دیا۔

”یس۔ ہوٹل سرورس۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
”روم نمبر ٹوٹی فائیو۔ فور تھ سٹوری۔ ناشتہ بھیجا دو۔“
جینیٹا نے بدلے ہوئے ہلچے میں کہا۔
”اوہ یس مس۔ آپ تشریف لے آئی ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہاں۔ میں رات گئے آئی تھی۔“ جینیٹا نے کہا۔ اور ریسیور رکھ دیا۔ گو وہ ناشتہ پہلے کر چکی تھی۔ لیکن شک مٹانے کی غرض سے اس نے دوبارہ ناشتہ منگوا لیا تھا۔ کھوڑی دیر بعد ناشتہ سرورس دیا گیا۔ اور جینیٹا کو مجبوراً دوسری بار ناشتہ کرنا پڑا۔ جب ناشتے کے خالی برتن اکٹھے کئے تو وہ اٹھ کر آرام کرسی پر نیم دراز ہو گئی۔ اب وہ اس

”سپرٹنڈنٹ فیاض صاحب سے ملاقات ہو سکتی ہے
میں ایکریمیں ٹائمز کی فارن رپورٹوں“ — کمسٹی نے
انکو اتنی ہی پر بیٹھے ہوئے باوردی آدمی کو مخاطب کرتے ہوئے
کہا۔

”جی ہاں۔ سپرٹنڈنٹ صاحب ابھی دفتر آئے ہیں۔“
انکو اتنی ہی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور
اس کے ساتھ ہی اس نے اُسے سپرٹنڈنٹ فیاض کے دفتر
کا راستہ بھی بتا دیا۔ کمسٹی چند لمحوں بعد اس دفتر کے سامنے
موجود تھی۔

”سپرٹنڈنٹ صاحب سے کہو کہ ایکریمیں ٹائمز کی فارن
رپورٹوں ان سے ملنا چاہتی ہے۔“ — جنیڈا نے دروازے
پر کھڑے چپڑاسی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور چپڑاسی سر ہلاتے
ہوئے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ باہر آیا۔

”آیتے مس“ — چپڑاسی نے بڑے مودبانہ انداز میں
پروہ ہٹاتے ہوئے کہا اور جنیڈا کمرے میں داخل ہو گئی۔
خاصا بارعب ٹائپ کا دفتر تھا۔ اور بڑی سی میز کے پیچھے
ایک باوردی آدمی بھی موجود تھا۔ جو بڑے غور سے اُسے
دیکھ رہا تھا۔ اسی کا چہرہ خاصا بارعب تھا۔

”میرا نام کمسٹی ہے۔ اور میں ایکریمیں ٹائمز ناراکی فارن
ایجنٹ ہوں۔“ — جنیڈا نے آگے بڑھتے ہوئے
مسکرا کر کہا۔

”بیٹھیں۔ کیا آپ بتانا پسند کریں گی کہ صبح صبح آپ کی آمد کس
سلسلے میں ہوئی ہے۔“ — سپرٹنڈنٹ فیاض نے بڑے
بارعب سے لہجے میں کہا۔

”صبح کے اخبار پاکیشیا ٹائمز میں سرخالد کی ہلاکت اور
کسی سائنس پر اجیکٹ کے بارے میں تفصیلی خبر موجود ہے۔
اور اس خبر نے مجھے یہاں آنے پر مجبور کیا ہے۔ میں اس خبر کو
پڑھنے کے بعد آپ کی کارکردگی سے بے حد متاثر ہوئی ہوں۔
اسی سچیدہ اور سائنسی قتل کو اتنی جلد ٹریس کر لینا واقعی
آپ کو بے پناہ ذہانت اور انتہائی حیرت انگیز کارکردگی کا منہ
بولتا ثبوت ہے۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کی تفصیلات
نہ صرف ایکریمیں ٹائمز بلکہ دنیا بھر کے اخبارات میں رپورٹ
کردل اور ساتھ ہی آپ کی تصویر اور آپ کا تفصیلی انٹرویو
بھی مجھے یقین ہے کہ یہ اس صدی کا حیرت انگیز کیس ہو گا۔
اور یقیناً پوری دنیا کی انٹیلی جنس آپ کی کارکردگی کا لوہا مان
جائیں گی۔“ — جنیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے
اپنی بات کو جان بوجھ کر نہ صرف طوالت دے دی تھی۔ کیونکہ
اس نے چیک کر لیا تھا کہ اس کے بات کرتے ہی سپرٹنڈنٹ
فیاض کا خشک اور بارعب چہرہ یک لحظت نرم پڑنے لگا
گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر ایسے تاثرات
اُبھر آئے تھے کہ وہ سمجھ گئی تھی کہ یہ سپرٹنڈنٹ فیاض شہرت
اور تعریف کا بھوکا ہے۔

”ادہ مس کرسٹی آپ تو بے حد سمجھ دار اور ذہین رپورٹر ہیں جو آپ اس کیس کو اتنی اہمیت دے رہی ہیں۔ آپ کیا پتے لگی“۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کا اہجہ بھی ایک لخت بدل گیا تھا۔ ”یہاں دفتر میں نہیں سپرنٹنڈنٹ صاحب کام سے فارغ ہونے کے بعد کیوں نہ کسی اچھے سے ہوٹل میں چل کر کچھ پیہا جلتے۔ آپ جیسے افسر کے ساتھ تو جتنے لمحات بھی گزر رہے گے میرے لئے باعث فخر ہوں گے“۔ جینیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ادہ ادہ۔ آپ کی مہربانی ہے۔ آپ یہاں کہاں ٹھہری ہوئی ہیں“۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے اور زیادہ خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”میں ہوٹل شلٹن میں ٹھہری ہوئی ہوں“۔ جینیڈا نے جواب دیا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض نے سر ہلا دیا۔ لیکن جینیڈا نے دیکھ لیا تھا کہ شلٹن کا نام سن کر وہ خاصا مرعوب ہوا تھا۔ ”ٹھیک ہے۔ آپ کیا پوچھنا چاہتی ہیں۔ ویسے سارا کیس تو اخبار میں رپورٹ ہو چکا ہے“۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کہا۔

”سپرنٹنڈنٹ صاحب۔ مجھے معلوم ہے کہ یہاں کے اخبارات اس قدر آزاد نہیں ہیں کہ وہ کچھ بھی چھاپ دیں جو حکومت نہ چھپوانا چاہے۔ اس لئے لازماً کچھ نہ کچھ تفصیلات رد کی گئی ہوں گی۔ لیکن باہر کے اخبارات مکمل رپورٹنگ

چاہتے ہیں۔۔۔ اخبار میں گرفتار ہونے والے جن سائنسدانوں کے نام دیئے گئے ہیں۔ ظاہر ہے وہ مکمل نام نہیں ہوں گے۔ اہم سائنسدانوں یا ان کے سرغنوں کے نام شائع نہیں کئے گئے ہوں گے“۔ جینیڈا نے اپنے مطلب کی بات پوچھتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں مس کرسٹی۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ جتنے لوگ دہان سے گرفتار ہوئے ہیں ان سب کے نام اخبار میں درج ہیں۔ اگر آپ کو یقین نہ آ رہا ہو تو میں آپ کو فائل دکھا دیتا ہوں آپ خود چیک کر لیں“۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کہا۔ اور نیڑی سے دراز سے ایک فائل نکال کر اس نے جینیڈا کے سامنے رکھ دی۔ جینیڈا نے فائل کھولی اور پھر اسے سرسری نظروں سے دیکھنے لگی۔ اور جب وہ صفحہ آیا جس پر گرفتار ہونے والوں کے متعلق تفصیلات تھیں۔ اس نے غور سے اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ اور آخر میں جب اس نے اس صفحے پر نہ صرف سپرنٹنڈنٹ بلکہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل کے دستخط بھی دیکھے تو اسے یقین آ گیا کہ نہ صرف پاسٹر بلکہ ایک سٹرنی بھی ان کے ہاتھ نہیں چڑھ سکے۔ اب وہ کیوں ہاتھ نہیں لئے اس بات کا تو اسے علم نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن بہر حال اس سے اس کا ذہن پرسکون ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا ان کا مشن مکمل طور پر فیل نہیں ہو سکا۔

”واقعہ فیاض صاحب۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ پھر تو میں اس

اخبار سے بھی رپورٹنگ کر سکتی ہوں۔ البتہ آپ کا انٹرویو لینا پڑے گا۔ اور ظاہر ہے یہ طویل انٹرویو اگر ہوٹل کے کمرے میں لیا جائے تو زیادہ غیر لطف ثابت ہوگا۔“ جینیڈا نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔ اور اس نے دیکھا کہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کا چہرہ اس کی بات سن کر بے اختیار چمک اٹھا تھا۔

”ادہ ضرور ضرور!“ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے کہا۔
 ”تو میری طرف سے آپ کو ڈنر کی دعوت ہو گئی۔ آپ ڈنر میرے ساتھ کریں گے اور پھر ہم کمرے میں جا کر اطمینان سے انٹرویو کریں گے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ کا ایسا انٹرویو شائع ہو کہ آپ بین الاقوامی شخصیت بن جائیں۔“ جینیڈا نے کہا اور کمرے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”ارے ارے آپ کہاں چل دیں۔ بیٹھیں۔ میں آپ کے لئے کچھ منگواتا ہوں۔“ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

”ابھی نہیں۔ ابھی تو مجھے اس کیس کی رپورٹ تیار کر کے بھیجی ہو گی۔ رات کو آپ جو بھی پلائیں گے۔ میں آنکھیں بند کر کے پی لوں گی۔ گڈ بائی۔ ڈنر پر ضرور آیتے۔ میں انتظار کر دوں گی۔“ جینیڈا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر کمرے سے باہر آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھی واپس ہوٹل کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

”کوئی رپورٹ آئی ہے پاسٹر اور جینیڈا کے متعلق۔“ عمران نے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔

”نہیں۔ وہ دونوں ہی ایسے غائب ہوئے ہیں کہ کہیں سے بھی ان کا پتہ نہیں چل رہا۔“ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ عمران نے کمرے پر بیٹھتے ہی ریسور اٹھایا۔ اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ ٹائیگر سپیکنگ۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔ عمران کی توقع کے مطابق وہ ابھی اپنے کمرے میں ہی تھا۔ کیونکہ عمران جانتا تھا کہ وہ تقریباً دوپہر کے بعد ہی کمرے سے نکلتا تھا اور ابھی دوپہر بھی نہ ہوئی تھی۔
 ”عمران سپیکنگ۔“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ادہ۔ ایس باس" — ٹائیگر کا لہجہ مودبانہ ہو گیا۔
 "ٹائیگر۔ اد باب کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ سے رات کو ایک
 غیر ملکی جس کا نام پاسٹر ہے۔ نکلا ہے۔ عام خیال ہی تھا کہ وہ
 کسی ہوٹل میں ٹھہرا ہوگا۔ لیکن پورے دار الحکومت کے
 ہوٹل چیک کر لئے گئے ہیں۔ مگر اس کا پتہ نہیں چل سکا۔ اس کا
 مطلب ہے کہ وہ ہوٹل کی بجائے کسی پرائیویٹ رہائشی گاہ
 پر گیا ہوگا۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اد باب کالونی سے وہ ٹیکسی
 میں بیٹھ کر ہوٹل ایک دیو کے کیمپ ڈنڈ گیٹ پماترا تھا۔ اور
 بقول ٹیکسی ڈرائیور وہ کمرایہ دینے کے بعد اندر گیا تھا۔ لیکن ہوٹل
 کے افراد اس آدمی کے دماغ آنے سے لاعلم دکھائی دیتے ہیں۔
 میں تمہیں اس پاسٹر کا حلیہ اور قد و قامت بتا دیتا ہوں۔
 تم ہوٹل ایک دیو سے اپنی تحقیقات کا آغاز کرو اور اسے تلاش
 کرو۔ مجھے رپورٹ دو۔" — عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 اور پھر اس نے پاسٹر کا حلیہ اور قد و قامت کی تفصیلات جو
 اس نے ایمرک سٹرنی سے حاصل کی تھیں ٹائیگر کو سنا دیں۔
 "ایس باس۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں۔" — دوسری
 طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔
 "مجھے ڈرائیور پر رپورٹ دو گے۔" — عمران نے کہا۔ اور
 ریسورڈر کو دیا۔

"اس فیاض نے کام خراب کیا ہے۔ اس نے سارا کیس
 اخبار کو رپورٹ کر دیا ہے۔ اس لئے صبح صبح جیٹا بھی

غائب ہو گئی ہے۔ درنہ رات کو تو وہ اپنے کمرے میں ہی تھی۔"
 بلیک زیمو نے کہا۔
 "ہاں اس احمق نے واقعی بڑی زیادتی کی ہے۔ اب تو
 پاسٹر بھی جہاں ہوگا ہوشیار ہو گیا ہوگا۔ مجھے اس بات
 کا خیال بھی نہ رہا تھا۔ کہ وہ ایسا کمرے کا درنہ اُسے خاص طور
 پر منع کر دیا جاتا۔ بہر حال اب ان دونوں کو اور خاص طور پر
 اس پاسٹر کو بہر صورت میں ملنا چاہیے۔ ملکہ توری کے خزانے
 کے نقشے والی فلم اس کے پاس ہے۔ اور یہ خزانہ جو کچھ
 بھی ہے۔ پاکیشیا کی ملکیت ہے۔" — عمران نے ہونٹ
 چباتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا کاریکا کا یہاں مشن واقعی اس خزانے کا نقشہ
 حاصل کرنا تھا۔ حالانکہ اس ایمرک سٹرنی نے کاریکا کے
 متعلق جو تفصیلات بتائی ہیں اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے
 کہ یہ تنظیم پوری دنیا پر سائنسی عربوں سے کنٹرول کرنے
 کے لئے کام کر رہی ہے۔" — بلیک زیمو نے کہا۔
 "یہاں اس کا یہی مشن تھا۔ کاریکا کو اپنے مشن کے لئے کثیر
 سرمائے کی ضرورت تھی۔ اور اس جیٹا سپارک کا خیال
 ہے کہ ملکہ توری کے اس خزانے سے انہیں اس قدر دولت
 ضرور مل جائے گی جس سے وہ اپنے مشن کو مکمل کر سکیں۔
 بہر حال میں نے ضروری تفصیلات سر سلطان کے حوالے
 کر دی ہیں۔ وہ انہیں گمریٹ لینڈ حکومت تک پہنچا دیں

گے۔ اس طرح نہ صرف کاریکا ختم ہو جائے گی بلکہ دنیا پھٹ جائے گی۔
 والا ایک بھیانک خطرہ بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔
 عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر جیسے ہی اس کی
 بات ختم ہوئی میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی عمران
 نے ہاتھ بڑھا کر ریور اٹھا لیا۔

”ایکسٹو“ — عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”صفدر بول رہا ہوں جناب۔ میرا خیال ہے کہ میں نے اس
 جینیٹ اسپارک کو تلاش کر لیا ہے۔ صرف حتمی تصدیق باقی
 رہتی ہے۔ اس کے لئے اس کا میک اپ چیک کرنا پڑے
 گا۔“ صفدر نے جواب دیا۔

”پوری تفصیل سے رپورٹ دیا کرو“ — عمران کا لہجہ اور
 زیادہ سرد ہو گیا۔

”سوری باس جیسا کہ میں نے آپ کو پہلے رپورٹ دی
 تھی کہ جینیٹ اسپارک کو مال میں سے گزر کر باہر جاتے نہ
 دیکھا گیا تھا۔ کیونکہ اس نگرانی کے لئے میں نے ہوٹل کے دو
 ایسے ملازمین کو خاصی بھاری رقم دے کر ان کی ڈیوٹی لگائی تھی
 جو نائٹ شفٹ میں کام کرتے ہیں۔ اور ان کی رپورٹ کے
 مطابق میرے چیک کرنے سے پہلے ہوٹل میں مقیم کوئی بھی مرد
 یا عورت ہوٹل سے باہر نہ گئے تھے۔ اس کے بعد میں نے چوہکی
 منزل تو کیا ہر منزل کے ایمر جنسی ڈورز کو بھی چیک کیا کہ
 کہیں وہ ان عقبی دروازوں کے ذریعے نہ نکل گئی ہو۔ لیکن وہ

دروازے بھی باقاعدہ بند ہے۔ چنانچہ میں سمجھ گیا کہ جینیٹ
 اسپارک بہر حال ہوٹل سے باہر نہیں گئی۔ اس کے بعد میں
 نے مزید انکو انٹروی شروع کر دی۔ تو یہ معلوم ہوا کہ چوہکی
 منزل کے کمرہ نمبر پچیس میں رہنے والی ایک ایکڑمیں لڑکی کمرے
 جو کئی دنوں سے غائب تھی اچانک رات کو کسی وقت واپس
 آ گئی ہے۔ اس کا پتہ مجھے ہوٹل سردس والوں سے لگا۔
 کیونکہ کمرے میں ان سے ناشتہ طلب کیا تھا۔ چنانچہ میں
 نے اسے چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔ ناشتے کے بعد کمرے میں
 سے باہر آ گئی۔ گو اس کا حلیہ وغیرہ جینیٹ اسپارک سے
 قطعاً مختلف تھا۔ لیکن قد و قامت ایک جیسی تھی۔ وہ ہوٹل
 سے نکل کر ٹیکسی میں بیٹھی۔ اور سیدھی سنٹرل انٹیلی جنس کے
 ہیڈ کوارٹر گئی۔ وہاں اس نے اپنے آپ کو ایکڑمیں ٹائمر
 کی فارمن رپورٹ ظاہر کیا۔ اور وہ سپرنٹنڈنٹ فیاض کے
 کمرے میں کافی دیر رہی۔ اس کے بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر واپس
 ہوٹل میں آ گئی۔ اور اب وہ اپنے کمرے میں ہے۔ میں نے ہوٹل
 رجسٹر سے اس کے کوائف چیک کئے ہیں تو وہاں اس کے
 متعلق سیاح ہونا درج ہے۔ اگر وہ واقعی رپورٹ ہوتی تو
 لازماً اس کے کاغذات میں رپورٹ ہی درج ہوتا۔ اس لئے
 میرا خیال ہے کہ یہ کمرے ہی دراصل جینیٹ اسپارک ہے۔
 اور اس نے پہلے سے یہاں کمرے کے نام سے کمرہ بک کر رکھا
 تھا۔ چونکہ دونوں کمرے ایک ہی منزل پر ہیں اس لئے وہ

پہلے کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ اور اس نے میک اپ کو لیا۔ صفدر نے پوری تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”تم وہیں کھڑو۔ میں عمران کو بھیجتا ہوں۔ وہ اس سے اچھی طرح واقف ہے۔ وہ اسے چیک کر لے گا۔“ عمران نے کہا اور ہاتھ بٹھا کر کمرے میں داخل ہو گیا۔

”سپرٹنڈنٹ فیاض سے اس کا صبح صبح ملنا تو بتا رہا ہے کہ اخبار میں وہ کیس کے بارے میں پڑھنے کے بعد وہاں کسی خاص مقصد کے لئے گئی ہوگی۔“ بلیک زید نے کہا۔

”ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے نمبر ڈائل کر کے شروع کر دیتے۔

”سپرٹنڈنٹ آف سنٹرل انٹیلی جنس بیورو۔ فیاض سپیکنگ۔“ دوسری طرف سے فیاض نے اپنا نام پورے عہدے سمیت بتاتے ہوئے کہا۔

”پیشل ایڈیٹر۔ ایکرمین ٹائمز۔ رونا لڈ بول رہا ہوں نا ناں سے۔“ عمران نے خالصتاً ایکرمین ہیجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ آپ جی فرمائیے۔“ دوسری طرف سے فیاض کا لہجہ گو یک لخت نرم پڑ گیا تھا۔ لیکن اسی کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

”ہمارے اخبار کی رپورٹس کمرے نے آپ کے تعاون کی بے حد تعریف کی ہے مسٹر فیاض۔ لیکن اس کا کہنا ہے کہ آپ نے انہیں کیس کی پوری تفصیلات نہیں بتائیں۔“ کیا واقعی ایسا ہی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ایسی بات کمرے کے انہوں نے زیادتی کی ہے۔ ان کا خیال تھا کہ ہم نے گمختار ہونے والے سائنسدانوں کے پورے نام اخبار میں نہیں دیئے۔ اس پر میں نے انہیں اصل فائل دکھا دی۔ اور انہوں نے خود گمختار ہونے والے سائنسدانوں کی فہرست دیکھی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کیوں آپ سے شکایت کی ہے۔“ فیاض کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے کمرے کی اس شکایت کا بڑا دکھ ہوا ہے۔

”اچھا۔ یہ بات ہے۔ تعاون کا شکریہ۔ سپرٹنڈنٹ فیاض۔ مجھے یقین ہے کہ کمرے کو غلط فہمی ہوئی ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”صفدر کا شک سو فیصد درست ہے۔ یہ کمرے ہی جیٹا سیارہ ہے۔ اس نے صبح اخبار میں کیس کے بارے میں پڑھا تو میک اپ اور کمرہ بدل لیا۔“ بلیک زید نے ایسے لہجے میں کہا جیسے یہ کام صفدر کی بجائے اس نے خود سرانجام دیا ہو اور عمران مسکرا دیا۔

”تو پھر وہ وہاں فیاض کے پاس کیا چیک کرنے گئی تھی۔ وہ

اگر جینیڈا ہے تو وہ خود چیف ہے۔ اُسے علم ہو گا کہ پاسٹر پہلے ہی نکل چکا ہے۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔ ہو سکتا ہے وہ ایم کسٹنی کے بارے میں معلوم کرنے گئی ہو۔“ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے کہا۔

”نہیں بلیک زیرو۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اُسے بھی پاسٹر کے نکل جانے کا علم نہیں ہے۔ کیونکہ اصل کردار پاسٹر تھا۔ فلم اس کے پاس تھی۔ بہر حال اب پاسٹر کو ڈھونڈتے کا ایک سکوپ نکل آیا ہے۔ وہ جہاں بھی ہے لازماً جینیڈا سے رابطہ کر کے مزید ہدایات لینے کی کوشش کرے گا۔ اور اگر وہ نہ کرے گا تو اب جینیڈا لازماً کرے گی۔ اس لئے اب ضروری ہو گیا ہے کہ جینیڈا سپارک کی سپارکنگ کا درست طور پر جائزہ لیا جائے۔“

عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔ کھوڑی دیو بعد اس کی کار ہوٹل شلٹن کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ کار پارکنگ میں روک کر وہ جیسے ہی ہال میں داخل ہوا ایک طرف بیٹھا ہوا صفدر تیزی سے اٹھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔

”وہ کمرے میں ہے۔ اس نے گمریٹ لینڈ کال کر کے کسی مادام سے بات کی ہے۔ اور اس سے پوچھا ہے کہ کیا رپورٹ اور اُسے لے آنے والا داپس پہنچ گیا ہے یا نہیں۔ لیکن دوسرے

طرف سے نہیں میں جواب دیا گیا۔ تو اس نے بتایا کہ یہاں رپورٹ تو مل گئی ہے جو چیف رپورٹر کے پاس ہے۔ البتہ اخبار چھپتے ہی چلا گیا ہے۔ جس پر اس مادام نے اُسے فوراً چیف رپورٹر کو رپورٹ کرنے کے لئے کہا ہے۔ بس یہی باتیں ہوئی ہیں۔“ صفدر نے عمران کے ہال میں داخل ہوتے ہی اُسے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے آدمیرے ساتھ۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا وہ سمجھ گیا تھا کہ کوسٹی چونکہ اب نئے میک اپ میں اپنے آپ کو مکمل طور پر محفوظ خیال کر رہی ہے۔ اس لئے اس نے مادام روز سے بات کی۔ اور اس بات چیت سے یہ بات بھی اب جتنی طور پر سامنے آگئی کہ فلم پاسٹر کے پاس ہے اور پاسٹر ابھی تک گمریٹ لینڈ نہیں پہنچا۔

کھوڑی دیو بعد عمران کمرہ نمبر پچیس کے دروازے پر پہنچ گیا اس نے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

”کون ہے۔“ اندر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ جینیڈا سے یکسر مختلف تھا۔

”سپرنٹنڈنٹ فیاض نے بھیجا ہے۔“ عمران نے بھی لہجہ بدل کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازے پر جینیڈا سے بالکل مختلف لڑکی کھڑی تھی۔ لیکن عمران کو دیکھ کر وہ یک لمحہ بڑی طرح چونکی اور پھر اس نے اپنے آپ کو سمجھال لیا۔

"مادام کمسٹی۔ کیا آپ ہمیں اندر نہ آنے دیں گی۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کا خصوصی پیغام ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ادہ۔ آؤ۔" — کمسٹی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران اور اس کے پیچھے صفر اندر داخل ہوئے۔ کمسٹی صفر کو بھی دیکھ کر چونکی تھی۔ لیکن ایک بار پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔ اور صفر بے اختیار مسکرا دیا۔ اب اُسے یقین ہو گیا تھا کہ یہی کمسٹی ہی جنیڈا اسپارک ہے۔ کیونکہ ذیشان کا فون کے چوک پر جب ریتوران کے بمباردے میں جنیڈا پبلک فون پوکھتے فون کر رہی تھی تو صفر نشے میں آؤٹ تھراپی کی اداکاری کرتا ہوا دماغ کیا تھا تا کہ فون پر ہونے والی بات چیت سن سکے۔ اس کے علاوہ وہ چونکہ کبھی جنیڈا کے سامنے نہ آیا تھا۔ اس لئے کمسٹی کا اُسے دیکھ کر چونکنے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کمسٹی نہیں جنیڈا ہے۔

"فرمائیے۔ کیا پیغام ہے۔" — کمسٹی نے ان کے قریب آتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فرماتے ہیں مادام کمسٹی۔" — اگر جلد ہی جلدی فرمائش پوری ہونے لگ جائیں تو بیگم کا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچ جاتا ہے۔ اور جب بیگم کا دماغ براہ راست ساتویں آسمان پر پہنچ جائے تو پھر بے چارہ فرمائشیں پوری کرنے والا محالہ اُسے حقیر نظر آنے لگ جاتا ہے۔ ویسے مجھے علی عمران کہتے

ہیں۔ یہ بات مجھے بھی آج تک سمجھ نہیں آئی۔ کہنے کو تو لوگ کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔ مثلاً آپ کا نام کمسٹی ہے مگر آپ کو جنیڈا اسپارک بھی کہا جاسکتا ہے۔ کیا خیال ہے۔" — عمران کی زبان پوری رفتار سے رواں ہو گئی۔

"کیا تم پاگل ہو۔ یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔" — جنیڈا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ کا یہ خیال بھی غلط ہے۔ کہ صرف پاگل ہی بکواس کر سکتے ہیں۔ پاگل کی بجائے پاسٹر بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ بہر حال سپرنٹنڈنٹ فیاض کا پیغام یہ ہے کہ آپ فوراً اس سائنس پر اجیکٹ پر چھاپے سے پہلے نکل جانے والے سائنسدان پاسٹر کا پتہ بتا دیں۔ ورنہ انہوں نے یہ آدمی ساتھ بھیجا ہے۔ یہ پتہ تلاش کرنے کا ماہر ہے۔ گزشتہ گیارہ سالوں سے اخبارات میں تلاش گمشدہ کے اشتہار پڑھتا چلا آ رہا ہے۔" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں ہوٹل انتظامیہ کو بلاتی ہوں۔ بنانے یہ لوگ تم جیسے پاگلوں کو یہاں کیوں آنے دیتے ہیں۔" — جنیڈا نے ہونٹ چیلنے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھنے لگی۔

"بے شک بلا لیں۔ تاکہ میں ان سے پوچھ سکوں کہ وہ سرخالہ کی قاتلہ کو کمرہ ہی کیوں بک کر رہے ہیں۔" — عمران نے کہا۔

"کیا کیا کہہ رہے ہو۔ کون کونسا خیالہ"۔ جینیڈا ابھی تک اپنی بات پر اڑی ہوئی تھی۔

"صفر۔ میں جینیڈا اسپارک کو ماسک میک اپ کرنے کا صحیح طریقہ سمجھا دو۔ کینڈی کے پاس دھاگہ ابھی تک لٹک رہا ہے۔"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جینیڈا کا ہاتھ لاشعوری طور پر کینڈی پر پہنچا ہی تھا کہ صفر نے جیب سے ریوا لور نکال کر اس کا رخ جینیڈا کی طرف کر دیا۔

"اپنا ماسک میک اپ اتار دو میں جینیڈا اور عمران صاحب کی بات کا جواب دو۔ ورنہ تم اپنی روح کا بھی پتہ نہ چلا سکو گی کہ تمہارے جسم سے نکل کر کہاں گئی ہے"۔ صفر کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"تم مجھ پر کوئی الزام ثابت نہیں کر سکتے۔ سمجھے"۔

ایک لخت جینیڈا نے ایک جھٹکے سے ماسک میک اپ اتارتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ ماسک اس نے ایک طرف اچھال دیا تھا۔ اب وہ اپنی اصل شکل میں تھی۔

"پھر تمہیں ماسک میک اپ کی کیا ضرورت بڑھ گئی تھی"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے کوئی میک اپ نہیں کیا۔ میں تو اپنے کمرہ نمبر اٹھارہ میں تھی کہ تم مجھے یہاں اغوا کر کے لے آئے ہو اور مجھے اب یہ ماسک پہننے پر مجبور کر رہے ہو"۔ جینیڈا نے تیز تیز لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔

"سنو جینیڈا اسپارک۔ ایرک سٹڈنی یہاں کی سیکرٹ سروس کے قبضے میں ہے۔ اور سیکرٹ سروس نے اس سے کاریکا کا اصل مشق معلوم کر لیا ہے۔ اور اب تک اس کی ساری تفصیلات حکومت گریٹ لینڈ تک پہنچ چکی ہوں گی۔ اس کے بعد تم خود سوچ سکتی ہو کہ تمہاری سوتیلی ماما دام روز سمیت کاریکل کے تمام افراد۔ اس کے اڈے اور خاص طور پر اسکوٹ لینڈ میں تیار ہونے والی وہ خفیہ لیبارٹری جہاں کاریکا ایسی ایسی ایجادات کرنے کے لئے کوشاں ہے جس کی مدد سے وہ پوری دنیا کو کنٹرول کر سکے۔ سب کچھ فٹش ہو چکا ہے۔ اور تم کاریکا کی عملی طور پر سربراہ ہو۔ اس لئے تمہاری گرفتاری گریٹ لینڈ کے لئے بہت بڑا تحفہ ثابت ہوگی۔ لیکن یہ مسئلہ گریٹ لینڈ کا ہے۔ پاکیشیا کا نہیں ہے۔ پاکیشیا کا مسئلہ وہ فلم ہے جس میں ملکہ توری کے خزانے کا نقشہ ہے۔ اور جو پاسٹر کے پاس ہے اگر تم مجھے پاسٹر کا پتہ بتا دو تو میں یہ بھول جاؤں گا کہ تمہارا بھی تعلق کونسا خیالہ کے قتل سے ہے۔ ورنہ یاد رکھو پاکیشیا بن قاتلوں کو مقدمے کے فیصلے تک جن کو ٹھٹھریوں میں رکھا جاتا ہے وہ دوزخ سے بھی بدتر ہوتی ہیں"۔ عمران نے ایک لخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو عمران۔ میں تمہاری منت کرتی ہوں۔ میں تمہاری کینیز بن کر رہنے کے لئے

تیار ہوں مگر مجھے چھوڑ دو۔ میں نے سر خالد کو قتل نہیں کیا۔ مجھے تو معلوم بھی نہ تھا کہ پاسٹر کا یہ ارادہ ہے۔ پاسٹر نے ایسا کیا ہے فلم بھی اُس کے پاس سے۔ اور مجھے خود نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے۔ — جنیڈا نے ایک سخت انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا: "تم چیف ہو اور تمہیں علم نہ ہو۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا:

"تم یقین کرو عمران۔ مجھے چونکہ خود نہیں معلوم تھا کہ اس زیور میں نقشہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے میں نے سر خالد کو اس کی رائے کے لئے کہا۔ سر خالد اس معاملے میں اکتھارٹی ہیں۔ چنانچہ مجھے معلوم تھا کہ اگر اس زیور میں نقشہ ہوا تو وہ یقیناً اُسے ٹریس کر لیں گے۔ پاسٹر اور اس کے ساتھیوں کو علیحدہ رکھا گیا۔ میرا بھی براہ راست پاسٹر سے صرف اتنا رابطہ تھا کہ میں نے اُسے بتا دیا تھا کہ نوادر سر خالد کے پاس پہنچ چکا ہے۔ یقین کرو مجھے تو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اس ڈبیا میں کوئی میکنزم ہے۔ — جنیڈا اسپارک نے جلدی جلدی کہنا شروع کر دیا۔

"پاسٹر کیا یہاں پہلی بار آیا ہے۔ یا پہلے بھی آتا رہا ہے؟" عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سوال کر دیا۔ "نہیں وہ پہلی بار آیا ہے۔ بلکہ مجھ سمیت سب لوگ یہاں پہلی بار آئے ہیں۔ — جنیڈا نے جواب دیتے ہوئے کہا: "وہ ادیاب کا لونی کی کوٹھی سے نکل کر کہاں جا سکتا ہے۔

وہ کسی ہوٹل میں بھی نہیں ٹھہرا۔ بتاؤ کہاں جا سکتا ہے وہ۔ — عمران نے سخت لہجے میں کہا:

"مجھے معلوم نہیں ہے۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ مجھے معلوم نہیں ہے۔ — جنیڈا نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی بات کہتا اس کی کلائی پر ضربیں لگتی شروع ہو گئیں۔ اس کا مطلب تھا کہ دایچ ٹرانسمیٹر پر کسی کی کال آ رہی ہے۔ عمران نے چونک کر گھڑی کو دیکھا اور پھر ڈائل پر ایک ہندسہ جلتا بھتا دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہے اور ٹائیگر کو اس نے پاسٹر کی تلاش کی ذمہ داری سونپی تھی۔ اس نے جلدی سے دنڈ بٹن کو کھینچا اور مخصوص انداز میں دبا دیا۔ پھر اس نے گھڑی کان سے لگا دی۔ "ہیلو ہیلو۔ — ٹائیگر کا لنگ اور۔ — گھڑی میں سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں اور۔ — عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں نے پاسٹر کا پتہ چلا لیا ہے۔ وہ اس وقت بلا رڈو کے پاس ہے۔ اس بلا رڈو کا تعلق بھی گریٹ لینڈ سے ہے۔ اور یہ یہاں اسلحے کی سمگلنگ سے متعلق ہے۔ اور۔ — دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا۔

"کیسے معلوم ہوا۔ پوری رپورٹ دو اور۔ — عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ میں ہوٹل ایک ویو گیا اور پھر وہاں تفصیلی تحقیقات کے بعد مجھے گیٹ پر کھڑے ہونے والے دربان سے معلوم ہو گیا کہ اس جیلے کا ایک غیر ملکی ہاتھ میں بریف کیس اٹھائے گیٹ کی طرف آ رہا تھا کہ بلا رڈ ہوٹل سے باہر نکلا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کو اس طرح ملے جیسے بہت پرانے دوست ہوں۔ اس کے بعد وہ بلا رڈ کی کار میں بیٹھ کر چلا گیا بلا رڈ کا کلیو۔ ملنے کے بعد میں نے بلا رڈ کو روپ کے ایک مقامی آدمی بونی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ بونی غائب ہے۔ بلا رڈ کو بھی کسی اڈے پر نظر نہیں آ رہا۔ اب جیسے ہی اس کا پتہ چلے گا میں دوبارہ کال کر دوں گا اور۔" ٹائیگر نے پوری رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت کہاں موجود ہو اور۔" عمران نے پوچھا۔

"چیف کلب میں اور۔" دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دہیں رکو میں خود آ رہا ہوں۔ اور اینڈ آل۔" عمران نے کہا اور پھر ونڈ بٹن کو دوبارہ کھینچ کر اس نے دبایا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"بلا رڈ ونام کے کسی آدمی کو جانتی ہو تم۔" عمران نے جینیڈا سپارک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بلا رڈ۔ ہاں۔ گمریٹ لینڈ کا ایک عام سا بد معاش ہے پاسٹر کا پرانا دوست ہے۔ مگر وہ یہاں کیسے آ سکتا ہے البتہ میں نے سنا تھا کہ وہ اسلحہ سمگل کرنے والی بین الاقوامی تنظیم ڈی۔ ایف سے منسلک ہو گیا ہے۔ بس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی۔" جینیڈا نے کہا۔

"ڈی۔ ایف۔ ادہ اچھا۔" عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اچانک اس کا بازو تیزی سے گھوما اور جینیڈا سپارک چبختی ہوئی اچھل کر پہلو کے بل فرش پر بیٹھے ہوئے قالین پر جا گری۔ مڑی ہوئی انگلی کے ہک کی کنپٹی پر ایک ہی بھر پور ضرب نے اُسے تڑپنے کا بھی موقع نہ دیا اور وہ نیچے گرے ہی بے ہوش ہو گئی۔

عمران نے جلدی سے آگے بڑھ کر ٹیلی فون کا ریسور اٹھایا اور پھر فون پیس کے نیچے لگا ہوا وہ بیٹی پیس کر دیا جس سے ہوٹل ایکس چینج کے بغیر براہ راست کال ہو سکتی تھی اور ساتھ ہی اس نے تیزی سے ایکسٹو کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنا دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب، کر سٹی ہی دراصل جینیڈا سپارک تھی۔ اس نے ماسک میک اپ کر رکھا تھا۔ لیکن وہ بھی اس پاسٹر کے متعلق کچھ نہیں جانتی۔ البتہ ٹائیگر

کی طرف سے مجھے ابھی رپورٹ ملی ہے کہ پاسٹر کا کوئی دوست بلارڈو اُسے ہوٹل لیک ویو کے گیٹ پر مل گیا تھا اور وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا ہے ادرا اب وہ دونوں غائب ہیں۔ اس بلارڈو کا تعلق اسلحہ سمگل کرنے والی بی بی الاقوامی تنظیم ڈی۔ ایف سے ہے۔ جنیڈا چونکہ سرخالد کے قتل کی اہم ملزم ہے۔ اس لئے میں نے اسے بے ہوش کر دیا ہے۔ آپ سر رحمان کو اس کی اطلاع کہ دیں کہ یہ کمرہ نمبر پچیس چوتھی منزل ہوٹل شلٹی میں موجود ہے وہ خود ہی اسے گرفتار کر لیں گے۔ میں اور صفدر فوری طور پر اس پاسٹر کی تلاش میں جانا چاہتے ہیں۔" عمران نے مودبانہ لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اس پاسٹر کو فوری تلاش کرو تاکہ اس سے فلم حاصل کی جاسکے۔ یہ زیادہ ضروری ہے۔" دوسری طرف سے ایکسٹو نے سر دہلجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"آؤ صفدر۔ اب انٹیلی جنس خود ہی اسے یہاں سے لے جائے گی۔" عمران نے مڑ کر صفدر سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈی۔ ایف کے بارے میں اُسے معلوم تھا کہ وہ یہاں خفیہ طور پر بہادرستانی مجاہدین کو اسلحہ سمگل کر رہی ہے۔ لیکن چونکہ حکومت پاکستان کی پی پالیسی تھی۔ اس لئے عمران نے اس طرف توجہ نہ دی

تھی۔ لیکن اب بہر حال پاسٹر کو برآمدہ کرنا ضروری تھا۔ اس لئے وہ فوری طور پر اس پر توجہ دینا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کسی بین الاقوامی تنظیم کے لئے کسی ایک آدمی کو ملک سے نکال دینا کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا اور اگر پاسٹر کو فوری طور پر برآمد نہ کیا گیا تو پھر پاسٹر یہ فلم لے کر نکل جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔

صُبح کے اخبار میں جب پاسٹر نے سائنس پر اجیکٹ پر انٹیلی جنس کے چھاپے اور تمام سائنسدانوں کی گرفتاری کے ساتھ ساتھ یہ بھی پڑھا کہ انٹیلی جنس کو اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ اس سائنس پر اجیکٹ کے ذریعے ہی سر خالد کو قتل کیا گیا ہے اور ان سے کوئی راز حاصل کیا گیا ہے۔ تو وہ بُری طرح گھبرا گیا۔ اُسے اب پھانسی کا پھندہ اپنی گون کے گرد محسوس ہونے لگ گیا تھا۔ لیکن بلا رڈو نے اُسے تسلی دی اور پھر بلا رڈو نے اس کے چہرے پر ہلکا سا میک اپ کیا۔ اور اُسے کاریں بٹھا کر اس رہائش گاہ سے باہر آگیا۔ اب اس کی کار شہر سے نکل کر مضافات کی طرف اڑنی چلی جا رہی تھی۔

”یہ تم کہاں لے جا رہے ہو مجھے“ پاسٹر نے ادھر دیکھتے ہوئے کہا

”اپنے سب سے خفیہ اڈے میں جہاں کوئی مکھی بھی میری اجازت کے بغیر داخل نہیں ہو سکتی۔ وہاں تم مکمل طور پر محفوظ رہو گے۔ ایک دور دراز میں تمہارے کاغذات تیار ہو جائیں گے اور پھر تمہیں خاموشی سے گریٹ لینڈ بھیجا دیا جائے گا۔ یہ اڈہ دارالحکومت سے دور ایک مضافاتی قصبے میں ہے۔ نہ تم دارالحکومت میں ہو گے نہ تمہیں کوئی تلاش کر سکے گا“ بلا رڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”شکر یہ بلا رڈو۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہ بھولوں گا۔“ پاسٹر نے انتہائی تشکرانہ لہجے میں کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں پاسٹر۔ آخر دوست کب کام آتے ہیں۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ آخر اس فلم میں ایسی کیا چیز ہے جس کے پیچھے یہاں کی انٹیلی جنس پاگل ہو رہی ہے۔ کیا کوئی ملکی راز ہے۔“ بلا رڈو نے کہا۔

”ارے نہیں بلا رڈو۔ یہ صرف ایک قدیم خزانے کے نقشے کی فلم ہے۔“ پاسٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیا تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے جو تم نے یہ بیگانہ بات کہہ دی ہے۔ کسی خزانے کے نقشے کے لئے اور اتنا بڑا سائنس پر اجیکٹ قائم کرنا کہاں کی تمک ہے۔“ بلا رڈو نے بڑا سامنے بولتے ہوئے قدرے ناراضی سے لہجے میں کہا۔

”ایک تو تمہاری یہ عادت بے حد بُری ہے کہ تم فوراً

ناراض ہونے لگ جاتے ہو۔ میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں
پھر تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ یہ خزانہ کیا اہمیت رکھ
تے۔۔۔ پاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید اس
کی تفصیل نہ بتاتا لیکن اس وقت وہ مکمل طور پر بلا رڈو کے
رحم د کم پم پم تھا۔ اس نے بلا رڈو کی دلچسپی کے پیش نظر اس
کی تفصیل بتا دی۔ اس کا خیال یہ بھی تھا کہ تفصیل معلوم
ہو جانے کے بعد بلا رڈو کو اس کی اہمیت کا احساس
بھی ہو جائے گا۔

"کیا یہ خزانہ صرف تانبے کے بنے ہوئے نوادرات پر
مشتمل ہوگا۔۔۔ بلا رڈو نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔
"نوادرات تو بہر حال ہوں گے ایک ایک نوادر عالمی مندرجہ
میں لاکھوں کم دڑوں ڈالروں میں فروخت ہوگا۔ لیکن سب ماہرین
آثار قدیمہ اس بات پر متفق ہیں کہ قدیم زمانے کی ملکہ توری
نایاب ہیروں کو اکٹھا کرنے کی بے حد شوقین تھی۔ قدیم زبان
میں توری چمکہ ادھیرے کو ہی کہتے ہیں۔ اور یہ ملکہ ہیروں کے
بارے میں ایسا جنون رکھتی تھی کہ اس کا نام ہی ملکہ توری
پڑ گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس جنون کے پیش نظر اس
ملکہ نے دور دور تک فوج کشی کی اور جس علاقے کو فتح کیا۔
وہاں سے ہیرے لوٹے اور اپنے خزانے میں جمع کر دیئے۔
بہر حال یقین ہے کہ اربوں کھربوں ڈالروں کے ہیرے بھی نوادرات
کے ساتھ ہی ملیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین

آثار قدیمہ اس خزانے کو تلاش کرتے رہے۔ لیکن اس کا پتہ
نہ چل سکا۔۔۔ پاسٹر نے اُسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
اور بلا رڈو جو کار جلا رہا تھا اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔
"اس خزانے کی کھدائی کے لئے تو لمبی چوڑی پلاننگ اور
مشینری کی ضرورت پڑے گی۔ اور ظاہر ہے یہاں کی حکومت
کو اس کا پتہ چل جائے گا۔۔۔ بلا رڈو نے کہا۔

"کاریکا تمام پلاننگ بہت سوچ سمجھ کر کرتی ہے بلا رڈو۔
کاریکا اس خزانے کی تلاش میں تھی۔ اور عام خیال تھا کہ
اس خزانے کا نقشہ ملکہ توری کے گلے میں دکھلے جانے والے
تین زیورات میں سے کسی ایک میں ہے۔ لیکن اسے اس
طرح چھپایا گیا ہے کہ سوائے اس علاقے کی قدیم اشاراتی
زبانوں کے ماہر کے کوئی اسے دریافت نہیں کر سکتا۔ پھر
ایک زیور کے متعلق کاریکا کو معلومات مل گئیں۔ لارڈ کلاڈس
گریت لینڈ کا انتہائی مشہور ماہر آثار قدیمہ ہے۔ لارڈ
کلاڈس نے پاکیشیا میں بھی آثار قدیمہ پر بڑا کام کیا ہے
کاریکا کو پتہ چلا کہ لارڈ کلاڈس کے پاس ایک زیور موجود ہے
جو اسے اس قلعے کی کھدائی کے دوران ملا تھا۔ جو اس
نے چھپا لیا اور کسی کو نہ بتایا۔ وہ شاید خود اس خزانے کو حاصل
کرنا چاہتا تھا۔ لیکن لارڈ کلاڈس کو اس زیور پر خزانے کا نقشہ
نہ ملا۔ تو وہ یہی سمجھا کہ خزانے کا نقشہ باقی دو زیوروں میں سے
کسی ایک پر ہوگا۔ کیونکہ ملکہ توری اپنے گلے میں ہر وقت تین

مختلف قسموں کے زیور پہنے رہتی تھی۔ اور اس کے جتنے بھی مجھے دریافت ہوتے ہیں۔ ان سب میں یہی تین زیور ہی دکھائے گئے ہیں۔ لارڈ کلاڈس نے اس زیور کی دریافت کا کسی سے ذکر نہ کیا کیونکہ اگر وہ ایسا کرتا تو یقیناً پوری دنیا کے ماہرین آثارِ قدیمہ اور نوادرات حاصل کرنے والے شوقین اس پر پل پڑتے۔ مگر کاریکا کو اتفاق سے اس کا علم ہو گیا۔ خزانہ نہ بھی ملتا تب بھی یہ زیور نوادرات کی دنیا میں کم و در کم ڈالر قیمت کا تھا۔ چنانچہ چیف مادام جینیٹ اسپارک نے اُسے حاصل کرنے کی پلاننگ کی اور وہ چونکہ خود آثارِ قدیمہ کے مضمون میں باقاعدہ ڈگری یافتہ ہے۔ اسی لئے اس نے لارڈ کلاڈس کی ملازمت اختیار کر لی۔ لارڈ کلاڈس کافی بوڑھا ہو گیا تھا اس لئے اُسے اب سیکرٹری کی ضرورت پڑی تھی۔ چیف نے اس کی سیکرٹری بن کر اس زیور کا سراغ لگایا اور پھر ایک روز لارڈ کلاڈس کو ہلاک کر دیا گیا۔ اس کی ہلاکت کو ایکسپلٹ ظاہر کیا گیا۔ اور زیور کو اڑا لیا گیا۔ اس کے بعد کاریکا نے پلاننگ کی کہ اس زیور کو پاکیشیل کے ماہر آثارِ قدیمہ سر خالہ تک اس طرح پہنچایا جائے کہ وہ صرف اس کی تصدیق کر کے اپنی تصدیق شدہ رائے دے۔ تاکہ پاکیشیل کے پولیس میں یہ خزانے والی بات نہ آئے۔ لیکن کاریکا چاہتی تھی کہ اگر سر خالہ۔۔۔ یہ نقشہ تلاش کر لے تو نقشہ بھی حاصل کر لیا جائے اور سر خالہ کو بھی ہلاک کر دیا جائے تاکہ دنیا میں کسی کو اس نقشے

کا علم تک نہ ہو سکے۔ اس کے لئے یہ سائنس پر اجیکٹ تیار ہوا چیف جینیٹ نے یہ زیور سر خالہ کے حوالے کر دیا۔ سر خالہ نے نقشہ دریافت کر لیا اور پلاننگ کے تحت سر خالہ کو ہلاک کر دیا گیا اور فلم حاصل کر لی گئی۔ یہ سائنسی طریقہ اس قدر جدید تھا کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتا تھا کہ یہاں پاکیشیا میں کوئی اسے ٹریس بھی کر سکتا ہے۔ لیکن سچانے کس طرح یہ ٹریس کر لیا گیا۔ اور انٹیلی جنس نے سائنس پر اجیکٹ پر قبضہ کر لیا۔ سائنسدانوں کو گرفتار کر لیا۔ اور انہیں اس فلم کا بھی علم ہو گیا۔ پاسٹر نے کہا۔

"تم نے پہلے بتایا تھا کہ جینیٹ اسپارک نے یہاں آتے ہی اس علی عمران کو الجھا دیا تھا۔ اس کی کیا ضرورت تھی۔ یہ کام انتہائی خفیہ طور پر بھی تو ہو سکتا تھا۔" بلا رڈ نے کہا۔

"ہاں۔ ہو تو سکتا تھا۔ لیکن مادام روز اس علی عمران کے بارے میں ذاتی طور پر واقف تھیں۔ ان کا کہنا تھا کہ سر خالہ کے اس قتل کی تحقیقات اعلیٰ پیمانے پر ضرور ہوگی۔ اور چونکہ سر خالہ بین الاقوامی شہرت کے حامل آدمی تھے اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ کیس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹرانسفر کر دیا جائے۔ اور یہ علی عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ یہ خطرناک حد تک ذہین آدمی ہے۔ قتل کے بعد لازماً اس بات کا علم ہو جاتا کہ جینیٹ اسپارک

سر خالد سے ملتی رہی ہے۔ تو وہ جیٹا سپارک کے بارے میں تفصیلی تحقیقات کرے گا۔ اس طرح کاریکا سامنے آ سکتی ہے۔ چنانچہ اُسے الجھانے اور جیٹا سپارک پر اس کا شک دور کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ جیٹا سپارک آغاز سے ہی اس علی عمران کے سامنے رہے۔ اس علی عمران کو ذہنی طور پر اس طرح الجھا دیا جائے کہ اصل بات تک اس کا ذہن پہنچ ہی نہ سکے اور چونکہ جیٹا سپارک شروع سے ہی سامنے رہے گی۔ اس لئے سر خالد کے قتل کے بعد عمران لامحالہ اس پر شک نہ کر سکے گا۔ سائنس پر اجیکٹ اور میرا جیٹا سپارک سے براہ راست کوئی رابطہ نہیں ہے۔ اس لئے عمران کسی بھی طرح ہم دونوں کے درمیان کوئی رابطہ پیدا نہ کر سکے گا۔ پاسٹرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ نقشہ نہ ملتا تو کیا پھر بھی سر خالد کو قتل کر دیا جاتا“

بلاڈو نے پوچھا۔

”نہیں۔ پھر پلاننگ دوسری تھی۔ نوادر کی قیمت کے بارے میں رائے لی جاتی۔ جیٹا سپارک یہ رائے لے کر ایک طرف ہو جاتی۔ لیکن سائنس پر اجیکٹ کی وجہ سے سر خالد کا وہ خاص کمرہ جس میں اس نے اپنی زندگی بھر کے انتہائی قیمتی نوادرات جمع کر رکھے تھے۔ اور جن کی حفاظت کے لئے اس نے انتہائی جدید ترین حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے وہ ہمارے لئے ادھر ہو جاتا۔ اور ہم کسی بھی وقت اپنے سائنسی نظام کی بدولت

سر خالد کا یہ سارا خزانہ لوٹ کر یہاں سے چلے جاتے۔ اس طرح بھی کاریکا کو کم درجوں ڈالمر کے نوادرات مل جاتے۔“

پاسٹرنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن میرا وہ سوال تو اپنی جگہ برقرار ہے۔ کہ اب یہ خزانہ نکالا جائے گا۔ تو حکومت کو اس کا علم نہ ہو جائے گا۔“

بلاڈو نے کہا۔ چونکہ کارمضافات کی طرف جانے والی سڑک پر بڑھی جا رہی تھی۔ اس لئے ان دونوں کے درمیان مسلسل گفتگو جاری تھی۔

”ہاں وہ بات تو رہ گئی، اس کے لئے کاریکا نے ایک پلاننگ کی ہوئی ہے۔ مغربی پہاڑی علاقوں میں تانبے کی ایک نئی کان دریافت ہوئی ہے۔ یہ کان دیسٹرن کارمن کے ماہرین نے دریافت کی ہے۔ اور وہی اس میں سے تانبہ نکالیں گے گورا کا اس قلعہ اور تانبے کی کان میں خاصا فاصلہ ہے۔ لیکن کاریکا کے پاس چونکہ انتہائی جدید مشینری اور سائنسدان ہیں۔ اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ اگر نقشہ مل جاتا ہے تو دیسٹرن کارمن کے ان ماہرین کی جگہ وہ لوگ لے لیں گے جو کاریکا کے ممبران ہیں۔ وہاں تانبے نکالنے والی مشینری کے ساتھ ہی ایسی مشینری پہنچا دی جائے گی جو خفیہ طور پر اس کان کے اندر سے اس خزانے والی جگہ تک سرنگ تیار کر دے گی۔ اس کے بعد تانبہ بھی نکلتا رہے گا۔ اور خزانہ بھی۔ ویسٹرن کارمن اور پالیٹا کے درمیان اس کان کے سلسلے میں جو معاہدہ ہوا ہے۔ اس

کے مطابق آدھا تانبہ پاکیشیا اور آدھا ویسٹرن کادمین کی حکومت کا ہوگا۔ چنانچہ اس آدھے میں یہ خزانہ بھی پیک ہو کر ویسٹرن کادمین پہنچا رہے گا۔ جہاں سے کاریکا اسے آسانی سے حاصل کر لے گی۔ اس طرح دنیا بھر میں کسی کو یہ علم بھی نہ ہو سکے گا اور بلکہ توری کا تمام خزانہ کاریکا کے پاس پہنچ جائے گا۔ پاسٹرن نے جواب دیا۔ اور بلا رڈو نے سر ہلا دیا۔

”واقعی شاندار پلاننگ ہے۔“ بلا رڈو نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

تھوڑی دیر بعد سڑک کے کنارے ایک چھوٹے سے قصبے کے آثار نظر آنے لگ گئے۔ چونکہ یہاں ایک بہت بڑی پیرل تھی۔ اس لئے یہ قصبہ اب خاصا جدید بن گیا تھا۔ اور یہاں کی آبادی بھی خاصی پھیل گئی تھی۔ بلا رڈو نے کار قصبے کے اندرونی طرف جانے والی سڑک پر موڑ دی۔ اور وہ ایک نئی اور جدید رہائشی کالونی میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد بلا رڈو کی کار ایک درمیانے سائز کی جدید تعمیر شدہ کوکھی کے پھاٹک کے سامنے جا کر رک گئی۔ بلا رڈو نے نیچے اتر کر سٹون پر موجود کال بیل بٹن کو پریس کر دیا۔ اور دوبارہ کاریں آ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک آدمی باہر آ گیا۔

”بونی آگیا ہے۔“ بلا رڈو نے اُسے دیکھتے ہی حکمانہ

لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ ابھی پہنچے ہیں۔“ آنے والے نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر اس نے پھاٹک کھول دیا۔ اور بلا رڈو کی کوکھی کے اندر لے گیا۔ پورچ میں دو کاریں بھی موجود تھیں۔ بلا رڈو نے کار راک کی اور پھر وہ اور پاسٹر دونوں نیچے اتر آئے۔ پاسٹر کے ہاتھ میں وہ بریف کیس بھی تھا جو وہ سائنس پراجیکٹ سے نکلنے وقت ساتھ لے آیا تھا۔

”سلام باس۔“ اُسی لمحے ایک کمرے سے نکل کر ایک سخت گیر تہرے اور انتہائی مضبوط ورزشی بدن کے مالک نوبوان نے جو مقامی ہی تھا آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”یہ بونی ہے پاسٹر۔ میرا اسٹ ہیمنڈ۔ ڈی۔ ایف۔ ہیڈ۔ کوارٹر کا انسپکٹور اور بونی یہ میرا بے تکلف اور پرانا دوست پاسٹر ہے۔“ بلا رڈو نے باقاعدہ بونی اور پاسٹر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ان دونوں نے نہ صرف مصافحہ کیا بلکہ رسمی جملے بھی پورے کئے۔ بلا رڈو پاسٹر کو لے کر ایک کمرے میں آگیا۔ یہاں صوفے اور ان کے درمیان سنٹر ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔

”بونی۔ میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ پاسٹر کے جعلی کاغذات تیار کرانے ہیں اور اسے اس طرح پاکیشیا سے باہر نکالنا ہے کہ کسی کو کسی قسم کا کوئی شک نہ پڑ سکے۔“ بلا رڈو نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بونی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہو جائے گا باس۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن ایئر پورٹس ریلوے اسٹیشن۔ بس اور دیگر اڈوں پر انتہائی سخت چیکنگ کی جاتی ہے۔ اور پھر چیکنگ سے ایسے لگتے جیسے چیکنگ کرنے والوں کو کسی چھوٹی سی میز کی تلاش ہو رہی ہے کہ وہ مسافروں کے دانتوں کو بھی سپیشل مشینوں سے چیک کر رہے ہیں۔ اور جہاں تک میری معلومات ہیں یہ چیکنگ پاسٹر صاحب کے سلسلہ میں ہی ہو رہی ہے۔ اس لئے اگر پاسٹر صاحب بتا دیں کہ وہ اپنے ساتھ کیا لے جانا چاہتے ہیں تو پھر انہیں اس چیز سمیت بے داغ انداز میں نکالنے کی منصوبہ بندی کی جائے۔ بونی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ارے وہ کوئی بڑی چیز نہیں ہے۔ ایک مائیکروفلم ہے اور بس۔" پاسٹر نے چونک کر کہا۔

"مائیکروفلمیں تو مختلف سائزوں اور شکلوں کی ہوتی ہیں۔ پاسٹر صاحب۔ جس انداز میں یہاں چیکنگ ہو رہی ہے۔ اس میں صرف مائیکروفلم کہہ دینے سے مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ آپ وہ فلم مجھے ایک نظر دکھا دیں اس کے بعد آپ کا کام ختم۔ میں ایسی منصوبہ بندی کروں گا کہ آپ کی طرف کوئی نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے گا۔" بونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ دکھا دیتا ہوں۔" پاسٹر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ مجبوراً ایسا کر رہا ہو۔ اس نے اپنا بریف کیس

اٹھایا اور بجائے اُسے کھولنے کے اس نے اس کے عام سے ہینڈل کی ایک سائیڈ کو انگلی کی مدد سے مخصوص انداز میں دبایا تو ہینڈل کھٹاک کی ہلکی سی آواز سے ایک طرف سے بریف کیس سے علیحدہ ہو گیا۔ دوسرے لمحے ہینڈل کے اندر دنی خلا سے ایک کیپسول جتنی مائیکروفلم باہر آ گئی۔

"یہ ہے فلم۔" پاسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ ذرا دکھانا۔ کتنی چھوٹی سی فلم میں کتنی بڑی دولت بند ہے۔ حیرت ہے۔" ساتھ بیٹھے ہوئے بلارڈون نے کہا اور فلم پاسٹر کے ہاتھ سے لے لی اور اُسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

"اس میں اس نقشے کی تفصیلات ہیں۔ لیکن کیا یہ تفصیلات صرف ماہر آثار قدیمہ ہی سمجھ سکتے ہوں گے۔" پاسٹر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کوئی بھی آثار قدیمہ سے تعلق رکھنے والا آدمی اسے آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔" پاسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر پاسٹر مجھے افسوس ہے کہ اتنے بڑے خزانہ پر تم جیسے احمقوں کا قبضہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ خزانہ اب میں حاصل کروں گا۔" بلارڈون نے یک لخت بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا کیا کہہ رہے ہو۔" پاسٹر نے بے اختیار

تک نہ ہوگا۔۔۔ بونی نے جواب دیا۔

"تم رات تک یہیں رہو گے پھر اس پاسٹر کی لاش کو ساتھ لے جاؤ اور کسی چوک پر پھینکوا دینا۔ تاکہ سب لوگ مطمئن ہو جائیں اور ہاں کوئی بھی مائیکروفلم اس کی جیب میں ڈال دینا۔ تاکہ مسئلہ بر لحاظ سے ختم ہو جائے۔"۔۔۔ بلا رڈو نے اٹھتے ہوئے کہا خزانے والی مائیکروفلم وہ اپنی جیب میں ڈال چکا تھا۔

"یس باس۔۔۔ بونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"میں اب واپس جا رہا ہوں۔"۔۔۔ بلا رڈو نے کہا۔
اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے آثار تھے۔ ظاہر ہے دنیا کے سب سے قیمتی خزانے کا راز اس کی جیب میں تھا اور سوائے بونی کے اور کسی کو اس کے متعلق معلوم نہ تھا۔ گو اس نے بونی کو یہی کہا تھا کہ وہ اُسے نصف حصہ دے گا۔ لیکن ایسا اس نے جان بوجھ کر کہا تھا۔ کیونکہ اس کے ذہن میں دو آئیڈیے تھیں۔ اگر تو ڈی۔ ایف نے اس خزانے کے حصول میں دلچسپی ظاہر کی تو پھر وہ بونی کو ختم کر کے مکمل حصہ خود لے لے گا۔ اور اگر ڈی۔ ایف نے اس میں دلچسپی نہ لی تو پھر بونی کی مدد سے وہ خود اس خزانے کو نکلانے اور فروخت کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس دوسرے خیال کی وجہ سے اس نے بونی کو ابھی زندہ رہنے دیا تھا۔ ورنہ تو دوسری گولی

چونک کر کہا۔ مگر دوسرے لمحے بلا رڈو نے جیب سے سائیلنٹ لگا دیا اور نکالا۔ ٹھک کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور پاسٹر الٹ کر صوفے کے نیچے فرش پر جا کر اگولی نے اس کی کھوپڑی کو کئی ٹھکوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ چند لمحوں تک اس کا جسم فرش پر پڑا المزتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔ سامنے بیٹھے ہوئے بونی کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار نمایاں تھے شاید اُسے بھی بلا رڈو کے اس اقدام کا علم نہ تھا۔

"یہ بہت بڑا خزانہ ہے بونی۔ راتے میں پاسٹر کے ساتھ اس بارے میں پوری تفصیل سے بات چیت ہوئی ہے۔ تب مجھے اس کی صحیح مالیت کا اندازہ ہوا ہے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب یہ خزانہ ڈی۔ ایف حاصل کرے گی۔ میں ڈی۔ ایف کے ساتھ باقاعدہ معاہدہ کر دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ ڈی۔ ایف کے ڈائریکٹر ان نصف خود لینے اور نصف ہمیں دینے پر رضامند ہو جائیں گے۔ اس نصف میں ہم دونوں نصف نصف کے مالک ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم دونوں میں سے ہر ایک کے حصے میں کھربوں ڈالر کی رقم آجائے گی۔"۔۔۔ بلا رڈو نے بونی کو بتاتے ہوئے کہا اور کھربوں ڈالر کی رقم کا سن کر بونی کے چہرے پر بھی بے پناہ مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"یس باس۔ آپ نے واقعی درست فیصلہ کیا ہے۔ انٹیلی جنس کو اس پاسٹر کی تلاش ہے۔ اُسے ہمارے متعلق تو علم

بونی کی کھوپڑی میں اب تک گھس چکی ہوتی۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ یہاں مقامی طور پر بونی اس کے لئے بے حد کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔



عمران نے کار چیف کلب کے سامنے جا کر رد کی اور پھر صفر سمیت وہ اتر کر کلب کی عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ چیف کلب کی عمارت خاصی بڑی تھی۔ اور عام طور پر یہ کلب امراء کے لئے مخصوص سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ یہاں کی سروس انتہائی مہنگی تھیں۔ ابھی وہ دونوں کلب کے میں گیت تک پہنچے بھی نہ تھے کہ ٹائیگر ایک طرف سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ اس وقت اپنی اصل شکل میں تھا۔ کوبرے کے میک اپ میں نہ تھا۔ کوبرے کا مخصوص میک اپ وہ اس وقت کرتا تھا جب اُسے کوئی

خاص درپیش ہو۔ اس طرح ٹائیگر زیر زمین دنیا میں بیک وقت دو حیثیتوں سے متعارف تھا۔ ایک ٹائیگر کے نام سے اور دوسرے کوبرے کے نام سے اور زمین دنیا کا کوئی فرد یہ بات نہ جانتا تھا کہ ٹائیگر اور کوبرا دونوں ایک ہی شخصیت کے دو روپ ہیں۔ ٹائیگر کے روپ میں وہ خاصا ہنس مکھ اور ملنسار ٹائپ آدمی سمجھا جاتا تھا۔ جس کے زیر زمین دنیا میں وسیع تعلقات تھے۔ جب کہ کوبرا ایک انتہائی سنگ دل۔ سفاک آدمی سمجھا جاتا تھا۔ جس کا کام ہی بڑے سے بڑے بد معاش کو دہشت زدہ کر دینا تھا۔ البتہ کوبرا کبھی کبھی ہی سامنے آتا تھا۔ اور عام طور پر یہی سمجھا جاتا تھا۔ کہ ٹائیگر کوبرے کا خاص آدمی ہے۔

”بونی یا اس بلارڈو کا کچھ پتہ چلا۔“ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بلارڈو تو کافی دنوں سے غائب ہے۔ لیکن بونی آج صبح اچانک اٹھ کر کہیں چلا گیا ہے۔ ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی۔“ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ بلارڈو کہاں رہتا ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”اس کا کوئی مخصوص اڈہ نہیں ہے۔ اس عام طور پر اس چیف کلب میں ہی اکثر دیکھا جاتا ہے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

اس دوران وہ تینوں چلتے ہوئے کلب کے مال میں

داخل ہو چکے تھے۔ ہاں اس وقت خالی پڑا ہوا تھا۔ کیونکہ ایسے کلبوں میں ریش کا وقت شام اور رات کو ہی ہوتا ہے۔ کاؤنٹر پر بھی کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

”بونی کے بعد یہاں کا اینچارج کون ہے؟“ — عمران نے کاؤنٹر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”کوئی اینچارج نہیں ہے۔ بس سب ملازم ہیں“ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اسی لمحے ایک آدمی ایک سائیکل راہداری سے نکل کر ان کی طرف بڑھنے لگا۔

”ٹائیگر۔ خیریت ہے۔ دوبارہ کیسے آنا ہوا؟“ — آنے والے نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم یہاں کیا لگے ہوئے ہو؟“ — عمران نے آنے والے سے پوچھا۔

”میں یہاں سیل سپروائزر ہوں۔ میرا نام مارٹن ہے۔“

آنے والے نے جو ادھیڑ عمر آدمی تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسٹر مارٹن۔ دراصل ہمیں بلا رڈو سے فوری ملنا ہے۔“

ایک لمبے دھندلے کی بات کہنی ہے۔ اور ہم نے ٹائیگر صاحب کی خدمات حاصل کیں۔ لیکن انہوں نے بتایا ہے۔

کہ بلا رڈو صاحب کو چیف مینجر بونی کے ذریعے ملا جاسکتا ہے۔ مگر مسٹر بونی بھی دستیاب نہیں ہیں۔ حالانکہ ہمارا

مسند فوری نو غیت کا ہے۔ تم جانتے تو ہو گے۔ جہاں اسلحہ ہو وہاں وقت کم ہوتا ہے۔“ — عمران نے جیب سے

ایک بڑا سا نوٹ نکال کر مارٹن کے ہاتھ میں دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”مجھے افسوس ہے جناب۔ میں آپ کی مدد نہ کر سکوں گا کیونکہ بلا رڈو کے بارے میں کسی کو علم نہیں ہے کہ وہ کہاں رہتے ہیں۔“ — مارٹن نے نوٹ واپس کرتے ہوئے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے اُسے نوٹ واپس کرتے ہوئے شدید دکھ ہو رہا ہو۔

”چلو کوئی ایسا آدمی بتا دو جسے اس بات کا علم ہو۔ بونی کے علاوہ آخر بلا رڈو کوئی بدروح تو نہیں ہے کہ کسی کو علم ہی نہ ہوگا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ جی ہاں۔ ایک آدمی بتا سکتا ہوں۔ وہ بلا رڈو کا بچہ قریبی دوست ہے۔ چیف اس کا نام ہے۔ ڈریگن گیم کلب کا مالک ہے۔“ — سپروائزر مارٹن نے کہا۔

”شکریہ۔“ — عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ ٹائیگر اور صفدر بھی اس کے ساتھ ہی کلب سے باہر آ گئے۔ تھوڑی

دیر بعد عمران اور صفدر اپنی کار میں اور ٹائیگر اپنی کار میں چیف کلب سے نکل کر ڈریگن گیم کلب کی طرف بڑھنے لگے۔

ٹائیگر کی کار ان سے آگے تھی۔ جب عمران نے پارکنگ میں کار روکی تو ٹائیگر اپنی کار پہلے ہی پارک کر کے کلب کے

اندراج چکا تھا۔ کلب کی بیرونی عمارت میں ریتوران تھا۔ جب کہ نیچے تہہ خالوں خفیہ گیم کلب بنایا گیا تھا۔ عمران اور صفدر

جیسے ہی رستوران میں داخل ہوئے ایک راہداری سے قدم
بڑھاتا ہوا ٹائیگر ان کے قریب آیا۔

”عمران صاحب۔ شیف بھی اپنے ساؤنڈ پروف دفتر میں
ہے اور بلا رڈ بھی ابھی وہاں پہنچا ہے۔ دونوں ہی موجود ہیں“
ٹائیگر نے قریب آتے ہوئے کہا۔

”تو چلو پھر ان دونوں کا بیک وقت انٹرویو ہو جائے“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر سر ملاتا ہوا انہیں
ساتھ لے کر سائیڈ پیڑہنی ہوئی راہداری کے آخر میں ایک
دروازے تک لے آیا۔ دروازہ واقعی ساؤنڈ پروف کمرے
کا تھا۔ اور سائیڈ پیڑہنی شیف کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔
ٹائیگر نے ہینڈل کو گھمایا اور پھر زور دے کر بھاری دروازہ
کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے عمران اور صفدر بھی
اندر داخل ہوئے۔ کمرے میں دو افراد موجود تھے۔ ایک
مقامی دوسرا غیر ملکی تھا۔ وہ دونوں دروازے کے اچانک
کھلنے اور ان تینوں کے اس طرح اندر آنے پر حیرت سے
اٹھ کھڑے ہوئے۔

”ٹائیگر تم۔ اور اس طرح کیا مطلب“۔ اس
مقامی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر
غصے کے آثار نمایاں تھے۔

”بلا رڈ وی ہی ہے ناں“۔ ٹائیگر نے اس کی بات
کا جواب دینے کی بجائے دروازہ بند کر کے غیر ملکی کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں ہوں بلا رڈ۔ میں نے تمہارا نام تو سنا ہوا ہے

لیکن.....“۔ بلا رڈ نے حقارت بھرے لہجے میں کچھ

کہنا ہی چاہا تھا کہ دوسرے لمحے وہ چختا ہوا اچھل کر

صوفے پر جا کر اٹائیگر کا تھپیڑ اس کے گال پر بھی پوری

قوت سے پڑا تھا۔ مقامی نے جو یقیناً شیف تھا۔ تیزی

سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریڈیو نکالنا چاہا۔ مگر دوسرے

لمحے دھماکے کے ساتھ ہی وہ بڑی طرح چختا ہوا الٹ کر

پیچھے صوفے پر گر ا اور پھر صوفے سمیت فرش پر جا کر۔

بلا رڈ صوفے پر گرتے ہی کسی سپرنگ کی طرح اچھلا اور

اس نے ٹائیگر کے سینے پر بھرپور انداز میں ٹکرائے کی

کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ بڑی طرح چختا ہوا

کسی کمان کے انداز میں مڑی ہوئی حالت میں فضا میں

ذرا سا اچھلا اور پھر ایک اور زوردار تھپیڑ کھا کر فرش

پر جا کر اٹائیگر نے گھٹنا موڑ کر اس کے پیٹ میں ضرب

لگا کر اسے ادب کی طرف اچھلا اور اس کے ساتھ ہی زوردار

تھپیڑ نے اسے پہلو کے بل فرش پر گرا دیا۔

”ہٹ جاؤ ٹائیگر۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں

ہے“۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر جو

شاید اس کی کنپٹی پر لات مارنے کے لئے ایکشن میں آ

رہا تھا تیزی سے سائیڈ پیڑہٹا گیا۔ شیف اُسی طرح

بلا رڈ کی حالت اس قدر غیر ہو گئی کہ اس کا سانس اکھڑنے لگ گیا۔ عمران نے ایک تخت لات بٹائی کیونکہ اب اس کی فوری موت کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ عمران کی لات بیٹھتی ہی بلا رڈ کی حالت تیزی سے سنبھلنے لگ گئی۔

”اسے اٹھا کر صوفے پر بٹھا دو اور اس کا کوٹ پیچھے اس کے آدھے بازوؤں تک اتار دو“ — عمران نے کہا اور صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر فرش پر پڑے مانتے ہوئے بلا رڈ کو گردن سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا اور بلا رڈ وچختا ہوا اچھل کر صوفے پر اس طرح جا گرا جیسے کسی سپرنگ نے اُسے نیچے سے اچھال کر صوفے پر پھینک دیا ہو۔ اس کے صوفے پر گرتے ہی ٹائیگر نے جو صوفے کی پشت پر موجود تھا اُسے سیدھا کیا اور پھر اس کا کوٹ ایک جھٹکے سے اس کی پشت کی طرف سے نیچے کر دیا۔ اب بلا رڈ اس طرح لے بس ہو گیا تھا جیسے کسی نے اس کے ہاتھ عقب میں کر کے باندھ دیئے ہوں۔ کوٹ چونکہ آدھے سے زیادہ نیچے ہو گیا تھا اس لئے اب بلا رڈ نہ ہی کوٹ اوپر کر کے اپنے بازوؤں کو حرکت میں لاسکتا تھا اور نہ کوٹ کو پوری طرح اتار سکتا تھا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور آنکھوں سے حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے بے بسی کے آثار نمایاں

تھے۔ البتہ اس کا چہرہ اب پوری طرح بحال ہو چکا تھا۔
”تمہارا نام بلا رڈ ہے اور تمہارا تعلق ڈی۔ ایف سے ہے میں درست کہہ رہا ہوں ناں“ — عمران نے ایک کمرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مگر تم کون ہو؟“ — بلا رڈ نے سخت لہجے میں کہا۔
”میرا نام علی عمران ہے“ — عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور بلا رڈ اس کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے اثرات ابھرنے لگے۔

”سنو بلا رڈ۔ مجھے معلوم ہے کہ ہوٹل ایک دیو کے بین گیٹ پر تمہاری ملاقات پاسٹر سے ہوئی اور پھر تم پاسٹر کو لے کر اپنی کار میں کہیں چلے گئے۔ پاسٹر کے پاس ایک مائیکروفلم تھی جو ہم نے اس سے حاصل کر لی تھی اور اب تم کہہ رہے ہو کہ پاسٹر ہلاک ہو چکا ہے۔ اور فلم تم نے ڈی۔ ایف ہیڈ کوارٹر کو بھیجوا دی ہے“ — عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ہاں میں درست کہہ رہا ہوں میں اُسے بھیجا کر ہی یہاں شیف کے پاس آیا تھا۔ ایک کام کے سلسلے میں“ — بلا رڈ نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ڈی۔ ایف ہیڈ کوارٹر سے بات کر دوں۔ کیا خیال ہے۔ تمہاری تو پتہ نہیں ڈی۔ ایف میں کیا حیثیت ہوگی لیکن یہ

بتادوں کہ ڈی۔ ایف کا چیف کاؤنٹ جرگن میرا گہرا دوست اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ڈی۔ ایف اسلحے کے علاوہ اور کچھ مرم میں کوئی دیکھی نہیں رکھتی۔ چاہے اس سے کتنا بڑا فائدہ کیوں نہ ہو رہا ہو۔ اس لئے اگر تم بضد ہو تو پھر میں یہیں تمہارے ساتھ کاؤنٹ جرگن سے بات کر لیتا ہوں۔ لیکن یہ سوچ لیں کہ اگر کاؤنٹ جرگن نے کسی فلم کی وصولی سے انکار کر دیا پھر نہ صرف تمہیں ڈی۔ ایف سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ بلکہ تمہیں عبرت ناک موت بھی مرنا پڑے گا۔ کیونکہ میں کاؤنٹ جرگن کو اچھی طرح جانتا ہوں وہ اپنے کسی آدمی کو تنظیم سے ہٹ کر کسی دوسرے کام کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اور یہ بھی بتادوں کہ تمہاری یہاں موجود اور تمہارے کام کے بارے میں بھی مجھے مکمل تفصیلات کا علم ہے۔ کاؤنٹ جرگن نے خود مجھ سے بات کی تھی۔ چونکہ تمہاری تنظیم صرف بہادرستان کے مجاہدین کو اسلحہ سپلائی کر رہی ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں یہاں کام کرنے کا موقع دے رکھا ہے۔ ورنہ کاؤنٹ جرگن بھی جانتا ہے کہ تم سب اب تک ہزار بار قبروں میں اتر چکے ہوتے۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم اصل بات اگل دو۔ اور اپنی حیثیت بھی بچا لو اور اپنی زندگی بھی۔ — عمران نے انتہائی سردہلچے میں کہا۔

”بیچ — بیچ — چیف تمہیں جانتا ہے۔ ادھر مگر یہ

لیے ممکن ہے۔ — بلا رڈ نے انتہائی سردہلچے میں کہا۔ ”ٹائیگر۔ فون یہاں اٹھا لاؤ۔ اب جرگن سے بات کرنی ہی ہے گی۔ ورنہ کل وہ گلہ کرے گا کہ اُسے کیوں نہیں بتایا گیا۔ خود اپنے آدمی کو سزا دے دیتا۔ — عمران نے ٹائیگر سے نااطب ہو کر کہا۔ اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا ساتھ پڑھی ہوئی بزرگی طرف بڑھنے لگا جس پر فون موجود تھا۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مت کال کر چیف کو۔ وہ واقعی سید خت ہے۔ میں بتاتا ہوں۔ فلم میرے پاس ہے۔ — بلا رڈ نے ٹائیگر کو میز کی طرف بڑھتے دیکھ کر ہنسی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

اسے بروقت عقل آگئی ہے۔ ٹائیگر رک جاؤ۔ — عمران ہنس کر اترے ہوئے کہا اور ٹائیگر مڑ کر واپس آ گیا۔

سنو میرے ساتھ معاہدہ کر لو۔ میں تمہیں فلم دے دیتا ہوں تم مجھے خزانے میں سے حصہ دے دینا۔ ورنہ تم مجھے ہلاک کر سکتے ہو لیکن فلم تک تمہارا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ — بلا رڈ ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

مجھے حیرت ہے کہ کاؤنٹ جرگن نے کیا دیکھ کر تم جیسے احمق یہاں اپنا نمائندہ بنا رکھا ہے۔ تم تو بالکل عقل سے پیدل اگر میں معاہدہ کر بھی لوں اور فلم لینے کے بعد مکر جاؤں تو میرا کیا بگاڑ لو گے۔ — عمران نے منہ بندتے ہوئے کہا۔ میں نے تمہارے متعلق سن رکھا ہے کہ تم جو وعدہ کرتے

ہو اُسے ہر حالت میں پورا کرتے ہو۔“ — بلا رڈو نے ہونے چاہتے ہوئے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ خزانہ حکومت کی ملکیت ہے بلا رڈو۔ میری ذاتی ملکیت نہیں ہے کہ میں اس میں سے تمہارا حصہ نکالنے کا معاہدہ کر تا پھروں۔“ — عمران نے کہا۔

”تو پھر فلم تلاش کر لو۔ اگر مل جائے تو بے شک نکالا جائے گا۔ خزانہ میں تمہارے ہر قسم کے تشدد کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ تم زیادہ سے زیادہ مجھے مار ڈالو گے مار ڈالو۔ میرا نام بلا رڈو ہے۔ اور میں اپنی ضد کی وجہ سے مشہور ہوں۔“ — بلا رڈو نے بھی صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بیس۔ آپ ہٹ جائیں۔ پھر دیکھیں کیسے فلم بنائی جاتی ہے۔“ — ٹائیگر نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

”تم جو چاہتے ہو۔ فلم تمہیں نہیں مل سکتی۔ بس آخر صورت ہے کہ آدھے خزانے کا معاہدہ مجھ سے کر لو۔ فلم دے سکتا ہوں ورنہ نہیں۔“ — بلا رڈو واقعی اس ضد پر اتر آیا تھا اور عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ جب کو مجرم ضد پر اتر آئے تو پھر وہ واقعی مرجانا قبول کر لیتا۔ لیکن ضد نہیں چھوڑتا۔ کیونکہ وہ اسے اپنی انا کا مسئلہ سمجھتا ہے۔

”پہلے تو شاید میں تمہیں کچھ حکومت سے دلا بھی دیتا ہوں۔“

اب تو تمہارے حصے میں صرف موت ہی آ سکتی ہے وہ زیور ہمارے پاس موجود ہے جس سے سرخالد نے نقشہ تیار کیا تھا۔ اور یہاں اور بہت سے ایسے ماہرین موجود ہیں جو اس حصے دس نقشے تیار کر سکتے ہیں۔ اس لئے اب ہمیں اس فلم یا نقشے کی ضرورت نہیں ہے۔“ — عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کو اٹھا کر اس کی نال بلا رڈو کی کندھی سے لگا دی۔ اس کے چہرے پر انتہائی سفاکی اور سرد مہری چھا گئی تھی۔

”بے شک مار دو۔ مگر فلم تمہیں نہیں مل سکتی۔“ — بلا رڈو واقعی بے پناہ ضدی اور انا پرست ثابت ہو رہا تھا۔

”تم واقعی بے پناہ ضدی آدمی ہو۔ اور مجھے ضد سے سخت نفرت ہے۔ اس لئے اب تمہاری موت اتنی آسانی سے نہیں ہوگی جتنی آسان موت میں تمہیں مارنے جا رہا تھا۔“

عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے عقب میں کھڑے ٹائیگر کو ایک طرف ہٹنے کا اشارہ کیا۔ ٹائیگر کے ایک طرف ہٹتے ہی عمران نے ٹائیگر دبا دیا۔ زوردار دھماکے کے ساتھ ہی بلا رڈو کا ایک کان جڑ سے صاف ہو گیا۔ بلا رڈو کے حلق سے یک لخت چیخ نکلی تھی۔ کہ دوسرا کان بھی صاف ہو گیا۔

”ضد کا یہی علاج ہوتا ہے بلا رڈو۔“ — عمران نے سرد

لہجے میں کہا۔ اور ہاتھ کا رخ ذرا سا بدل کر اس نے تیسرا فائدہ
کیا اور بلا رڈو کی ناک آدھے سے زیادہ غائب ہو گئی۔ گوئی
اس کے ہاتھ کا رخ بدلنے کی وجہ سے سائیڈ سے اس کی
ناک پر پڑی تھی۔ اور ناک کا بیشتر حصہ اڑا تھی ہوئی دوسری
طرف دیوار سے جا ٹکرائی تھی اور اس کے ساتھ ہی بلا رڈو
چینٹا ہوا پہلو کے بلی صوفے پر گر ا اور بے ہوش ہو گیا۔ مگر
عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دیا دیا۔ اور اس بار گوئی بلا رڈو
کی پنڈلی کو توڑ گئی۔ بلا رڈو پنڈلی پر گوئی پڑنے سے خود
ہی چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ اور اسی لمحے عمران نے پھر
ٹریگر دبایا اور اس بار دوسری پنڈلی کا بھی وہی حشر ہوا
جو پہلی پنڈلی کا ہوا تھا۔ بلا رڈو اس بے بسی کی حالت میں
صوفے پر پڑا بڑی طرح تڑپنے لگا۔

"ضد کا نتیجہ مہکتو" — عمران نے سرد لہجے میں کہا اور
پھر ایک اور گوئی اس کی ران میں اور پھر دوسری ران میں۔
عمران بڑے سرد مہرانہ انداز میں گولیاں چلائے جا رہا تھا۔
اس کا انداز بالکل ایسا تھا جیسے وہ کسی انسان کی بجائے
کسی ریت کے بے جان بورے پر نشانہ بازی کی مشق کر
رہا ہو۔

"مت مارو مت مارو۔ رک جاؤ۔ میری کار کے ڈیش بورڈ
میں ہے۔ مت مارو۔ تم انتہائی ظالم اور سفاک آدمی ہو مت
مارو" — ایک لخت بلا رڈو نے نہیانی انداز میں چیخے ہوئے کہا

"بس اس برتے پر ضد کر رہے تھے۔ تم" — عمران نے
اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اسے بلا رڈو کے ہتھیار
ڈال دینے پر افسوس ہو رہا ہو۔

"تت — تت — بے حد سرد مہر۔ ظالم اور سفاک آدمی
ہو۔ تم ظالم ہو۔ تم ظالم ہو" — بلا رڈو نے اُسی طرح
نہیانی انداز میں کہا اور ایک بار پھر وہ تکلیف کی شدت سے
بے ہوش ہو گیا۔ اس کی پنڈلیوں اور رانوں کے ساتھ
ساتھ دونوں کانوں اور ناک سے خون مسلسل نکل رہا تھا۔
اس کا چہرہ بھیانک اور مسخ ہو گیا تھا۔

"ہو نہہ۔ بزدلوں کو کیا حق ہے ضد کرنے کا۔ اتنی جلدی
بے ہوش ہو جانا تھا تو ضد نہ کرنا تھی" — عمران نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر ٹریگر دیا دیا۔ اس
بار گوئی بلا رڈو کے کاندھے پر پڑی۔ اور بلا رڈو ایک بار
پھر نہیانی انداز میں چینٹا ہوا ہوش میں آ گیا۔ لیکن اب
اس کی حالت بے حد خستہ تھی۔

"کار کا نمبر بتاؤ۔ جلدی کر دو رنہ" — عمران نے اُسی
طرح سرد لہجے میں کہا اور بلا رڈو نے ڈوبتے ہوئے لہجے
میں کار کا نمبر بتایا اور ایک بار پھر بے ہوش ہو گیا۔ اس
بار جب عمران نے ٹریگر دبایا تو گوئی بلا رڈو کی کھوپڑی توڑتی
ہوئی صوفے کی لپٹ میں گھس گئی۔ اس کے جسم نے دو
تین جھٹکے کھائے اور پھر ساکت ہو گیا۔

”خواہ مخواہ ضد کم کے میری اتنی گولیوں کا نقصان کم دیا۔
 احمق آدمی“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور یوالمور
 جیب میں ڈال کم وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ہینڈل
 گھما کم اس نے ساؤنڈ پیروف کمرے کا دروازہ کھولا۔
 اور باہر آ گیا۔ ٹائیگر اور صفدر بھی اس کے پیچھے تھے۔ دروازہ
 بند کم کے وہ تینوں اسی طرح اطمینان سے چلتے ہوئے
 راہداری سے رستوران کے ہال میں پہنچے اور پھر مین گیٹ
 سے باہر آ گئے۔ بلا رڈ کی کار پارکنگ میں موجود تھی۔ اور
 واقعی اس کے ڈیش بورڈ میں مائیکروفلم بھی موجود تھی۔
 ”صفدر تم یہ فلم چیف تک پہنچا دو۔ البتہ میری سفارش
 کم دینا کہ ملکہ توری کے خزانے کے سارے ہیرے
 بے شک وہ خود رکھ لے۔ لیکن اصل ہیرا مجھے بخش دے۔
 سادی عمر اسے اور اس کی نہ پیدا ہونے والی اولاد کو دعائیں
 دیتا ہوں گا“ — عمران نے مسکرا کر مائیکروفلم صفدر کے
 ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔
 ”اصل ہیرا — کیا مطلب“ — صفدر نے فلم لیتے
 ہوئے حیران ہو کر پوچھا۔

”ارے ایک ہی تو آج کل ہیرا ہے دنیا میں اور اس پر ہی
 تمہارے چیف کا قبضہ ہے۔ اس نے نہ صرف قبضہ کیا
 ہوا ہے۔ بلکہ جنوں کی پوری ٹیم اس کی حفاظت پر تعینات
 کم رکھی ہے۔ اب بے چارہ شہزادہ جانِ عالم کس کس جن

سے لڑتا پھرے“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور
 صفدر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ عمران کا
 اشارہ جو لیا اور سیکرٹ سروس کی ٹیم کی طرف ہے۔
 ”اب کیا کیا جائے عمران صاحب۔ ہیرا تو خود شہزادہ
 جانِ عالم کے تاج میں لگنے کے لئے بے قرار ہے۔ مگر
 شہزادے صاحب سفارشیں سی ڈھونڈتے رہ جاتے
 ہیں“ — صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور
 صفدر کے اس خوب صورت جواب پر عمران بھی بے اختیار
 ہنس پڑا۔

ختم شد

مصنف

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور پسنس سے بھرپور منفرد کہانی

ہیلی کاٹ

مصنف — منظر کلیم ایم اے

ہیلی کاٹ — ایک ایسی دھات — جس کی خاطر ایکریمیا کی ایک خوفناک تنظیم نے آپ لینڈ میں گرینڈ آپریشن شروع کر دیا۔
ہیلی کاٹ — جو آپ لینڈ میں سرے سے پائی ہی نہ جاتی تھی بلکہ اس کی کار پاکستان میں تھی۔ پھر ایکریمیا ایجنٹ کیوں آپ لینڈ آئے؟
ہیلی کاٹ — جس کے حصول کیلئے عمران کو مجبوراً آپ لینڈ آنا پڑا — کیوں؟
ہیلی کاٹ — جس کے حصول کیلئے ایکریمیا ایجنٹوں نے ایسا جال پھیلا یا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس جال میں پھنس کر سوائے بے بسی پھٹ پڑنے کے اور کچھ نہ کر سکے۔ کیوں؟
توصیف اور آغا — پاکستان سیکرٹ سروس کے فاران ایجنٹ — جن کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا — کیوں؟
شہلا — توصیف کی معصوم منگیتر جسے ایکریمیا ایجنٹوں نے اغوا کر لیا مگر وہ شہلا جیسی معصوم لڑکی کے ہاتھوں بے بس ہو گئے۔ کیا شہلا بھی سیکرٹ ایجنٹ تھی؟
توصیف — جو شہلا کو بچانے کیلئے دیوانہ وار ایکریمیا ایجنٹوں کے خوفناک ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گیا۔ مگر وہاں موجود موت کے پھندوں نے اسے جکڑ لیا۔ کیا وہ پمچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا یا؟
توصیف — جس نے عمران، آغا، صفدر اور کیٹین شکیل کو اپنے ہاتھوں مہلک زہر کا انجکشن لگا دیا اور عمران اور اسکے ساتھی موت کی وادی میں دھکیل دیئے گئے۔ کیا توصیف غدار ہو گیا تھا؟

یوسف برادرز — پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

الیکٹرونک آئی

مصنف — منظر کلیم ایم اے

الیکٹرونک آئی — ایک ایسی ایجاد جسے پاکستان نے اہمیت نہ دی مگر کافرستان اور اسرائیل اس کی اصل اہمیت سے آگاہ تھے پھر —؟

الیکٹرونک آئی — ایک ایسی ایجاد جس پر اس کا خالق سائنسدان اپنے طور پر کام کر رہا تھا مگر پاکستان میں کسی کو اس کے بارے میں علم نہ تھا۔ کیوں؟

پرائیڈ گروپ — مجرموں کی ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو سرکاری ایجنٹوں کے انداز میں کام کرتی تھی۔ مگر اس کے بارے میں کوئی نہ جانتا تھا۔ کیا واقعی؟

سیلی — نڈ گروپ کے ایک سیکشن کی انچارج جس کی ذہانت اور کارکردگی بے مثل تھی۔ جو انتہائی ذہانت سے پاکستان میں مشن مکمل کر کے واپس بھی چلی گئی اور پاکستانی صرف لیکر پیٹے رہ گئے۔؟

سیلی — جس کے ہاتھوں عمران اپنے ہی فلیٹ میں یقینی موت کے اندھے غار میں اترنے پر مجبور کر دیا گیا۔؟

ٹائیگر — عمران کا شاگرد جو عمران کے بعد میدان میں اترتا اور پھر سیلی اور اس کے ساتھیوں کے گرد موت کا دائرہ تنگ ہوتا چلا گیا۔

ٹائیگر — جس نے عمران کے بعد اپنی بے مثل جدوجہد ذہانت اور کارکردگی سے سب کو حیرت زدہ کر دیا۔ انتہائی منفرد انداز میں لکھا گیا دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں یکسر منفرد انداز کا انتہائی دلچسپ ایڈیوٹر

پیش نمبر

ویلاگو

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

شوشو پجاری افریقہ کے قدیم ترین قبیلے کا وچ ڈاکٹر جو جادو اور سحر کا ماہر تھا۔
شوشو پجاری جو روحوں کا عامل تھا اور اس نے پاکیشیا کے سردار کی روح پر قبضہ کر لیا۔ کیا واقعی؟

وہ لمحہ جب سید چراغ شاہ صاحب نے عمران کو شوشو پجاری کے مقابلے پر جانے کے لئے کہا۔ لیکن عمران نے صاف انکار کر دیا۔ کیوں۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا۔
قدیم افریقی وچ ڈاکٹروں، جادوگروں اور شیطان کے پجاریوں کے خلاف عمران اور اس کے ساتھیوں کا اصل مشن کیا تھا؟

ویلاگو ایک ایسا خوفناک اور دل ہلا دینے والا مقابلہ۔ جس کے تحت خوفناک آگ کے الاؤ میں سے عمران کو گزرنا تھا۔ ایسا الاؤ جس میں سے کسی انسان کے زندہ سلامت گزر جانے کا تصور بھی نہ کیا جاسکتا تھا۔

وہ لمحہ جب آگ کے اس خوفناک الاؤ میں سے شوشو پجاری زندہ سلامت گزر جانے میں کامیاب ہو گیا۔ کیسے؟

انتہائی حیرت انگیز انتہائی دلچسپ انتہائی خوفناک

اور
طلحہ علی خان کے مانتات سے شہر ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور جدوجہد سے بھرپور ناول

مکمل ناول

فیوگی ٹاسک

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

فیوگی ٹاسک ایک ایسی تنظیم جو ملک باچان کو توڑ کر ٹکڑوں میں تبدیل کرنا چاہتی تھی۔
فیوگی ٹاسک جس کا اسلحے کے حصول کے لئے پاکیشیا کے ایک گروپ سے خفیہ رابطہ تھا اور پھر یہ رابطہ ظاہر ہو گیا۔

وہ لمحہ جب عمران نے اسلحہ سپلائی کرنے والے پاکیشیائی گروپ اور خفیہ رابطے کو بے نقاب کر دیا۔ پھر کیا ہوا؟

وہ لمحہ جب عمران کو مجبوراً فیوگی ٹاسک کے خلاف حرکت میں آنا پڑا۔ کیوں؟
باٹوش عمران کا دوست اور باچان کا انتہائی فعال ایجنٹ جو کسی طرح بھی عمران سے صلاحیتوں میں کم نہ تھا۔ لیکن درپردہ وہ فیوگی ٹاسک کا ایجنٹ تھا۔

وہ لمحہ جب باٹوش فیوگی ٹاسک کے تحفظ کے لئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل آ گیا اور پھر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ایک ایک لمحہ بھاری ثابت ہوا۔

وہ لمحہ جب کیپٹن شکیل اور باٹوش کے درمیان جسمانی فائٹ ہوئی۔ ایسی فائٹ کہ جس کا تصور شاید عمران بھی نہ کر سکتا تھا۔ پھر کیا ہوا؟ کامیابی کس کے حصے میں آئی۔

انتہائی دلچسپ مانتات حیرت انگیز لکچر اور سطر سطر پر چھپے ہوئے

بے پناہ کہنیں سے بھرپور ایک مشورہ اور یگانہ ناول

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

اول	ڈوگو فائٹر	✓	اول	ڈیشنک ایجنٹ	✓
دوم	ڈوگو فائٹر	✓	دوم	ڈیشنک ایجنٹ	✓
مکمل	*ٹیکریٹ ہارٹ	✓	اول	انوسٹری گروپ	✓
مکمل	*ٹرومین	✓	دوم	انوسٹری گروپ	✓
اول	ایکشن گروپ	✓	مکمل	*بلیک تھنڈر	✓
دوم	ایکشن گروپ	✓	مکمل	کیمپ فائٹ	✓
مکمل	*بارکی	✓	مکمل	*پاکیشیا کلب	✓
مکمل	*ویل ڈن	✓	مکمل	*سپریم فائٹر	✓
مکمل	*سپیشل پلان	✓	مکمل	*جولیان ٹاپ ایکشن	✓
اول	بلڈ ریز	✓	مکمل	*برتھ سٹون	✓
دوم	بلڈ ریز	✓	مکمل	*ناوا شنکو	✓
مکمل	*ڈیزرٹ کمانڈوز	✓	مکمل	*وڈکنگ	✓
مکمل	*حشرات الارض	✓	اول	*واٹر پاور	✓
مکمل	*بلیک ایجنٹس	✓	دوم	*گریٹ بال	✓
مکمل	*کاریکا	✓	اول	*گریٹ وکٹری	✓
مکمل	*ہیلی کٹ	✓	دوم	*بلیک پاگوس	✓

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان